مظہر کلیم ایم اے
ان سیریز
بلیک کرائم

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! فورسٹار سلسلے کا نیا ناول بلیک کرائم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فورسٹارز کا سلسلہ قارئین میں اب اس حد تک مقبول ہو گیا ہے کہ قارئین کا مسلسل اصرار ہے کہ فورسٹارز سلسلے کے ناول زیادہ سے زیادہ لکھے جائیں۔ چنانچہ قارئین کے اصرار پر ناول پیش ہے۔ اس ناول کا موضوع بھی ہمارے معاشرے کے ایک ایسے المیے پر منحصر ہے جس کے قلع قمع کے لئے نہ صرف حکومت بلکہ معاشرے کے ہر طبقے کو مل جل کر جدوجہد کرنی چاہئے تاکہ معاشرے کو اس سیاہ جرم سے نجات دلائی جا سکے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ ناول پڑھنے سے پہلے حسب دستور اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

سانگھڑ سے محترم نعیم صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔ ''آپ کے ناولوں کا بیحد مداح ہوں اور گذشتہ بارہ سالوں سے مسلسل آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ موجودہ معاشرے میں جس طرح پاکیزگی اور اعلیٰ کردار کے لئے قلمی جدوجہد کر رہے ہیں وہ واقعی قابل داد ہے۔ آپ کے ناول ''سٹاکس'' میں ایک سچویشن میرے لئے الجھن کا باعث بن گئی ہے۔ ناول کے آغاز میں ڈاکٹر عالم رضا کا حلیہ بیان کرتے ہوئے آپ

نے اس کے سر کو انڈے کی طرح سفید لکھا ہے لیکن ناول کے اختتام پر عالم رضا سر سے وگ اتار کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کو دیتے ہیں جبکہ درمیان میں کہیں بھی آپ نے یہ نہیں لکھا کہ ڈاکٹر عالم رضا نے کب سر پر وگ رکھ لی تھی۔ امید ہے آپ اس الجھن کی ضرور وضاحت فرمائیں گے"۔

محترم نعیم صدیقی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے جس الجھن کا ذکر کیا ہے یہ الجھن بیشتر دیگر قارئین کے ذہنوں میں بھی پیدا ہوئی ہے حالانکہ بات بالکل واضح ہے۔ اصل میں یہ الجھن اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ حلیے میں الفاظ "انڈے کی طرح سفید" درج ہے۔ "انڈے کی طرح صاف" نہیں لکھا گیا جبکہ آپ نے اسے پڑھتے ہوئے انڈے کی طرح صاف سمجھا اس لئے یہ الجھن پیدا ہو گئی ہے۔ انڈے کی طرح سفید کا مطلب ہے کہ ان کے سر پر موجود بال انڈے کی طرح سفید ہیں جبکہ انڈے کی طرح صاف کا مطلب ہوتا ہے کہ ان کے سر پر کوئی بال نہیں ہے۔ اب یہ اپنی اپنی پسند ہے کہ آدمی انڈے کی طرح سفید بالوں والی وگ استعمال کرتا ہے یا سیاہ بالوں والی۔ ویسے ڈاکٹر عالم رضا بین الاقوامی شہرت رکھنے والے ماہر معدنیات تھے اس لئے شاید اپنی عمر اور تجربے کو مدنظر رکھ کر انہوں نے سفید بالوں والی وگ اپنے لئے پسند کی تھی۔ امید ہے اب آپ کی اور دیگر قارئین کی الجھن دور ہو جائے گی۔

ملتان دولت گیٹ سے محترم سید سبط حسن گردیزی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ آپ جس طرح پاکیشیا کے خلاف دیگر ملکوں کی سازشوں کو منظر عام پر لے آتے ہیں وہ یقیناً قابل داد ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ہمیں ایسی خوفناک سازشوں سے باخبر رکھتے رہیں گے"۔

محترم سید سبط حسن گردیزی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور سیکرٹ سروس کا تو کام ہی ایسی سازشوں کا قلع قمع کرنا ہوتا ہے جن سے ملک کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو جائے اس لئے آپ کی فرمائش تو ظاہر ہے خود بخود پوری ہوتی رہے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ٹنڈو جام سندھ سے عبدالجبار حمید صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں میں حب الوطنی، پاکیزہ اور اعلیٰ کردار سازی کے جذبات بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں اور یقیناً اس سے نوجوان نسل کی درست اور صحیح انداز میں رہنمائی ہو رہی ہے لیکن آپ سے ایک شکایت ضرور ہے کہ آپ کے ناولوں کے کردار ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا کھل کر اظہار نہیں کرتے جبکہ ہمارے ایمان کی اصل روح ہی یہی ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم عبدالجبار مجید صاحب۔ خط لکھنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے جس جذبے اور خلوص سے خط لکھا ہے اس کے لئے آپ کا دلی طور پر ممنون ہوں۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو واقعی ہمارے ایمان کی

بنیاد ہے۔ کون مسلمان ہے جو اس جذبے سے خالی ہو سکتا ہے اور اگر خدانخواستہ خالی ہو تو وہ مسلمان ہونا تو ایک طرف مسلمان کہلانے کا بھی حقدار نہیں ہے۔ جہاں تک آپ کی یہ شکایت کہ ناول کے کردار اس کا کھل کر اظہار نہیں کرتے تو محترم! یہ خدانخواستہ کوئی متنازعہ مسئلہ تو نہیں ہے جو بھی آدمی چاہے وہ ناول کا کردار ہی کیوں نہ ہو' جب اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو دراصل وہ اسی عشق و محبت کا کھلا اظہار ہی تو کر رہا ہوتا ہے لیکن اصل بات یہی ہے کہ یہ عشق ہمارے کردار اور ہمارے عمل میں واضح طور پر جھلکنا چاہئے اور آپ نے خود لکھا ہے کہ ناول کے کردار اپنے عمل اور اپنے کردار سے اس کا اظہار بخوبی کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم۔ اے

کال بیل کی آواز سنتے ہی عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں ۔وہ اس وقت اپنے بیڈ روم میں تھا۔ بیڈ روم میں لائٹ جل رہی تھی سامنے موجود ٹیبل کلاک کے چمکدار ہندسے اور سوئیاں دیکھ کر اسے معلوم ہوا کہ اس وقت رات کا ایک بجا ہے تو اس نے سوچا کہ شدید سردیوں کی اس رات کو ایک بجے کون آسکتا ہے اس لئے یقیناً اس نے یہ آواز نیند میں ہی سنی ہو گی ۔چنانچہ اس نے آنکھیں بند کر لیں لیکن دوسرے لمحے جب ایک بار پھر کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے ایک جھٹکے سے نہ صرف آنکھیں کھولیں بلکہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹیبل لیمپ کا بٹن دبایا تو کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی وہ تیزی سے بستر سے نیچے اترا۔ اس نے ایک طرف پڑا ہوا گرم گاؤن اٹھا کر جسم پر لپیٹا اور گاؤن کے ساتھ موجود گرم ٹوپی اوڑھ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ کمرے میں چونکہ ہیٹر جل رہا تھا اس لئے

کمرے کا درجہ حرارت گرم اور خوشگوار تھا۔ چونکہ سلیمان گذشتہ کئی دنوں سے اپنی والدہ کی بیماری کی وجہ سے گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران آج کل اکیلا ہی فلیٹ میں رہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اسے خود ہی اٹھ کر دروازے پر جانا پڑ رہا تھا۔ کمرے سے باہر نکل کر وہ تیزی سے برآمدے کے اس حصے کی طرف بڑھا جہاں خصوصی حفاظتی انتظامات کا سوئچ موجود تھا رات کو سونے سے پہلے وہ سوئچ آن کر کے سوتا تھا اس طرح کوئی شخص کسی بھی طرح اس کی اجازت کے بغیر فلیٹ میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ یہ سسٹم نظر نہ آنے والی ریز کا تھا اس لئے اب جب تک وہ سسٹم آف نہ کیا جاتا نہ عمران دروازہ کھول سکتا تھا اور نہ باہر موجود آدمی اندر آسکتا تھا۔ عمران سوئچ آف کر کے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اسی لمحے تیسری بار کال بیل بجائی گئی۔

"کون ہے"...... عمران نے دروازے کے قریب جا کر حسب عادت اونچی آواز میں پوچھا۔

"دروازہ کھولو مجھے بچالو۔ دروازہ کھولو"...... یکلخت باہر سے کسی عورت کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ یہ اس کے لئے خصوصی ٹریپ تیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان لڑکی جس کے جسم پر چادر لپٹی ہوئی تھی دوڑ کر اندر داخل ہوئی اس کے چہرے پر شدید گھبراہٹ اور خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا اپنے لباس سے

وہ کسی متوسط خاندان کی ہی لگ رہی تھی۔

"مجھے بچالو خدا کے لئے مجھے بچالو۔ وہ بھیڑیئے میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ یہاں آجائیں گے"...... لڑکی نے اندر داخل ہوتے ہی عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کون لوگ ہیں اور تم کہاں سے آئی ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"خدا کے لئے دروازہ بند کر دو ورنہ وہ اندر آجائیں گے۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں دروازہ بند کر دو"...... لڑکی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے دروازہ بند کر دیا لیکن وہ پوری طرح چوکنا تھا کیونکہ جو کچھ لڑکی کہہ رہی تھی وہ اس کے حلق سے نہ اتر رہا تھا۔ اس شدید سرد موسم میں رات کے ایک بجے لڑکی کے جسم پر نہ ہی مناسب گرم لباس تھا اور نہ ہی رات کے ایک بجے اس کے گھر سے باہر نکلنے کی کوئی وجہ سمجھ آتی تھی اس لئے اس کے ذہن میں مسلسل خطرے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں لیکن لڑکی کی حالت دیکھ کر اسے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ لڑکی جو کچھ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے۔

"اگر تم اداکاری کر رہی ہو تو پھر میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم واقعی دنیا کی سب سے کامیاب اداکارہ ہو"...... عمران نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میں اداکاری نہیں کر رہی سچ کہہ رہی ہوں خدا کے لئے مجھے بچالو تمہیں اللہ کا واسطہ"...... لڑکی نے اسی طرح کانپتے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ لڑکی کو ساتھ لے کر سٹنگ روم میں آگیا۔اس نے سٹنگ روم کی لائٹ جلائی۔ہیٹر کا بٹن آن کیا اور لڑکی کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا تو لڑکی دروازے کی اوٹ میں ہو کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم کون ہو اور کون لوگ تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور کیوں۔اور رات کے اس وقت تم اپنے گھر سے باہر کیوں نکلی ہو"...... عمران نے کہا۔

"اس گھر میں کوئی عورت تو ہو گی خدا کے لئے اسے یہاں بلا لو یا مجھے اس کے پاس بھجوا دو تا کہ میری تسلی ہو جائے"...... لڑکی نے اسی طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہاں کوئی عورت نہیں رہتی۔تم ان باتوں کو چھوڑو اگر تم جو کچھ کہہ رہی ہو وہ درست ہے تو تم اپنے آپ کو ایک بھائی کے گھر میں سمجھو اور اگر تم اداکاری کر رہی ہو اور تمہاری یہاں آمد کسی سازش کا نتیجہ ہے تو پھر تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی قبریں اسی فلیٹ میں ہی بنیں گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار رونے لگ گئی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں خدا کے لئے مجھے غلط نہ سمجھو میں سچ کہہ رہی ہوں میں مظلوم ہوں"...... لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بے فکر رہو۔یہاں تمہارا بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔مجھے بتاؤ

کہ یہ سارا چکر کیا ہے"...... عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"میرا نام آصفہ ہے۔میرا والد سکول ٹیچر ہے ہمارا گھر محلہ گوپی میں ہے۔میری سہیلی ساتھ والے محلے نارنگ میں رہتی ہے۔اس کی شادی قریب ہے۔اس کا جہیز تیار ہو رہا ہے۔وہ میری دور کی رشتہ دار بھی ہے۔میں اس کی مدد کے لئے آج صبح اس کے گھر گئی تھی۔ہم کافی دیر کام کرتے رہے اور باتیں بھی کرتے رہے پھر میں نے واپس گھر جانے کے لئے کہا۔میری سہیلی نے اور اس کی ماں نے منع کیا کہ اس وقت بہت رات ہو گئی ہے اس لئے میں انہی کے گھر میں سو جاؤں لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو میں رات کو گھر سے باہر نہیں رہنا چاہتی تھی۔میری ضد پر میری سہیلی کا بھائی میرے ساتھ مجھے گھر چھوڑنے کے لئے چل پڑا۔جب ہم سڑک پر پہنچے تو اچانک ہمارے قریب ایک کار آکر رکی اور دو آدمی مجھ پر اور ایک آدمی میری سہیلی کے بھائی پر جھپٹ پڑے۔میری سہیلی کے بھائی جس کا نام انور ہے کو انہوں نے سر پر کوئی چیز مار کر پھینک دیا اور مجھے زبردستی اٹھا کر کار میں ڈالا۔میں نے چیخنے کی کوشش کی تو انہوں نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کار نجانے کن کن سڑکوں پر دوڑتی رہی ان کی تعداد چار تھی ان کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں وہ ڈاکو اور غنڈے لگتے تھے وہ سب آپس میں میرے متعلق ایسی باتیں کر رہے تھے کہ میں ان باتوں کو دوہرا ہی نہیں سکتی۔وہ مجھے کہیں بیچنے کی باتیں کر رہے تھے اچانک کار ایک جھٹکے سے رک گئی کار کا پہیہ پنکچر ہو گیا تھا۔ان میں سے دو آدمی نیچے

اترے تو اچانک مجھے موقع ملا اور میں تیزی سے دوسری طرف سے دروازہ کھول کر نیچے اتری اور پھر میں نے اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا سامنے ایک گلی تھی میں اس گلی میں گھس گئی۔ وہ میرے پیچھے دوڑے اس دوران میں دوسری گلی میں گھس گئی پھر سڑک پر آنکلی۔ میں دوڑتی ہوئی سڑک پار کر کے ادھر تمہارے فلیٹوں کی طرف آ گئی۔ اس کے بعد مجھے سیڑھیاں اوپر جاتی نظر آئیں تو میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ کر چھپ گئی۔ میں باہر سوراخوں سے دیکھتی رہی۔ وہ مجھے سڑک پر تلاش کرتے پھر رہے تھے جب انہوں نے ان سیڑھیوں کا رخ کیا تو میں نے گھبرا کر تمہارے دروازے کی گھنٹی بجا دی لیکن دروازہ نہ کھلا میں نے دوبارہ گھنٹی بجائی پھر تیسری گھنٹی پر تمہاری آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا اور میں اندر آ گئی"...... لڑکی نے رک رک کر اور رو رو کر پوری تفصیل بتا دی۔

"ان آدمیوں کا حلیہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ بڑے بڑے ہیں انہوں نے موٹے موٹے کپڑے پہنے ہوئے ہیں سر پر بڑے بڑے بال ہیں بڑی بڑی مونچھیں ہیں وہ انتہائی خوفناک لوگ ہیں"...... لڑکی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم اپنے گھر کو پہچان لو گی"...... عمران نے کہا۔

ہاں ہاں میں میٹرک پاس ہوں میں پڑھی ہوئی ہوں میں تو وہیں پیدا ہوئی ہوں سارا محلہ میرا دیکھا ہوا ہے"...... لڑکی نے کہا۔

"تو آؤ میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں"...... عمران نے کہا تو

لڑکی بے اختیار گھبرا گئی۔

"م۔ مگر وہ باہر تو وہ ڈاکو ہوں گے وہ بھیڑیئے وہ مجھے تلاش کر رہے ہوں گے"...... لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں اگر ان میں سے کوئی نظر آ گیا تو بچ کر نہ جا سکے گا"۔ عمران نے کہا تو لڑکی اٹھ کر کھڑی ہو گئی لیکن اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ابھی بیٹھو میں لباس تبدیل کر لوں"...... عمران نے کہا اور سٹنگ روم سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد لباس تبدیل کر کے وہ جب واپس سٹنگ روم میں آیا تو لڑکی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا۔

"آؤ"...... عمران نے لڑکی سے کہا تو لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی۔ عمران اسے فلیٹ سے باہر لے آیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کی سائیڈ میں موجود ایک دیوار کے اندر ایک ابھری ہوئی جگہ پر اس نے ہاتھ مار کر اندر موجود حفاظتی نظام آن کر دیا۔ اسے خطرہ تھا کہ لڑکی نے اس کی عدم موجودگی میں فلیٹ میں کوئی بم یا ڈکٹا فون یا ایسا آلہ وغیرہ نہ رکھ دیا ہو۔ اس لئے اس نے حفاظتی نظام آن کر دیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس نظام کے آن ہونے کے بعد کوئی ڈیوائس جو فلیٹ میں رکھی گئی ہو گی کام نہ کر سکے گی اور وہ واپس آ کر فلیٹ کی تفصیلی چیکنگ کر لے گا۔

"ب ب باہر پہلے دیکھ لو وہ لوگ موجود نہ ہوں"...... لڑکی نے

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن شدید سردی اور آدھی سے زیادہ رات گزرنے کی وجہ سے سڑک اور گلیاں سنسان پڑی ہوئی تھیں ۔اس وقت تو اکا دکا کار بھی گزرتی دکھائی نہ دے رہی تھی۔

"آؤ وہ چلے گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور سڑھیاں اترتا ہوا نیچے آگیا ۔ لڑکی بھی ڈر سے سہمے ہوئے انداز میں اور ادھر ادھر خوف زدہ نظروں سے دیکھتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر نیچے آگئی ۔ عمران نے گیراج کا دروازہ کھولا اور پھر اپنی سپورٹس کار باہر نکال لی ۔لڑکی حیرت سے اس خوبصورت اور جدید کار کو دیکھ رہی تھی۔

"آؤ بیٹھو"...... عمران نے گیراج کا دروازہ بند کر کے کار کا عقبی دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"تم ۔ تم نے مجھے بہن کہا ہے ناں"...... لڑکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں تم میری بہن ہو ۔ بالکل فکر نہ کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے تو لڑکی خاموشی سے کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی ۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر چکر کاٹ کر وہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر وہ اندر بیٹھ گیا۔

"کیا نام بتایا تھا تم نے اپنے محلے کا"...... عمران نے پوچھا۔

"گوپی محلہ"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"یہ محلہ کہاں ہے ۔اس کے قریب کوئی مشہور علاقہ یا کوئی مشہور

عمارت بتا دو"...... عمران نے کہا۔

"پرانی چھاؤنی کے قریب ہے"...... لڑکی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔اب وہ کسی حد تک اس کا محل وقوع سمجھ گیا تھا اس نے کار آگے بڑھا دی اور پھر سنسان سڑکوں پر وہ اسے دوڑاتا ہوا تقریباً نصف گھنٹے بعد اس پرانی چھاؤنی کے قریب پہنچ گیا ۔یہاں کسی زمانے میں چھاؤنی ہوا کرتی تھی جسے اب ختم کر دیا تھا لیکن پرانی چھاؤنی کے کھنڈرات ابھی تک موجود تھے اس لئے اس علاقے کو پرانی چھاؤنی کہا جاتا تھا۔

"ہم پرانی چھاؤنی آگئے ہیں اب کس طرف ہے تمہارا محلہ"۔ عمران نے کار کو آہستہ کرتے ہوئے کہا تو لڑکی نے اسے بتانا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کی رہنمائی میں ایک تنگ سی سڑک پر پہنچ گیا ۔

"ادھر سامنے والی گلی میں ہمارا مکان ہے"...... لڑکی نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے کار روک دی اور پھر نیچے اتر آیا ۔اسی لمحے ایک گلی سے ایک آدمی ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا اٹھائے نمودار ہوا اور عمران کو اور پھر کار میں سے اترتی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر چونک پڑا ۔وہ اپنے حلیے اور انداز سے چوکیدار لگتا تھا ۔ادھیڑ عمر آدمی تھا۔

"ارے تم تو آصفہ ہو سکول ماسٹر جان محمد کی بیٹی ۔ کہاں گئی تھی تم"...... چوکیدار نے انتہائی غصیلے لہجے میں لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسے غنڈے اٹھا کر لے گئے تھے ۔ پھر ان کی کار خراب ہو گئی تو یہ نکل بھاگی اور اس نے میرے فلیٹ پر پناہ لی اب میں اسے اس کے گھر

چھوڑنے آیا ہوں۔ کہاں ہے اس کا گھر چلو میرے ساتھ "...... عمران نے رعب دار لہجے میں کہا تو چوکیدار سہم سا گیا۔

"جج جج جی صاحب آیئے ادھر گلی میں ہے"...... چوکیدار نے کہا اور گلی کی طرف مڑ گیا۔ عمران لڑکی سمیت اس کے پیچھے چل پڑا گلی میں کئی گھروں کے دروازے تھے۔ چوکیدار نے ایک دروازے کو اپنے ڈنڈے سے بجایا۔

"ماسٹر جان محمد۔ ماسٹر جان محمد"...... چوکیدار نے اونچی آواز میں پکارنا شروع کر دیا۔

"کون ہے"...... اندر سے نیند میں ڈوبی ہوئی لیکن قدرے سہمی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"میں چوکیدار ہوں شمس دین باہر آؤ"...... چوکیدار نے کہا اور عمران چوکیدار کی ذہانت پر بے اختیار مسکرا دیا اس نے اونچی آواز میں یہ نہیں کہا تھا کہ اس کی لڑکی آئی ہے تاکہ ارد گرد کے لوگ نہ سن لیں اور لڑکی کے کردار کے بارے میں مشکوک نہ ہو جائیں۔

"آ رہا ہوں"...... اندر سے کہا گیا اور پھر ڈیوڑھی کی لائٹ جلی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو ایک ادھیڑ عمر درمیانے قد کا آدمی جس کی آنکھوں پر نظر کی سیاہ رنگ کے موٹے فریم کی عینک لگی ہوئی تھی باہر آیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے اپنے جسم پر کمبل لپیٹا ہوا تھا۔

"تم۔ تم آصفہ۔ یہ کون صاحب ہیں اور تم ان کے ساتھ یہ

یہ "...... ادھیڑ عمر آدمی نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"جاؤ آصفہ اندر"...... چوکیدار نے لڑکی سے کہا اور لڑکی خاموشی سے اندر چلی گئی۔

"تم سو رہے ہو۔ اچھے باپ ہو۔ تمہاری بیٹی کو غنڈے اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ ان صاحب نے اسے غنڈوں سے بچایا اور یہاں اپنی کار میں چھوڑنے آئے ہیں اور تم پڑے سو رہے ہو"...... چوکیدار نے غصیلے لہجے میں کہا تو ماسٹر جان محمد ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"غنڈے مگر یہ تو اپنی سہیلی کے گھر گئی تھی نارنگ محلے میں ٹیلر ماسٹر عمر دین کے گھر اس کی لڑکی کی شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں یہ ان کے ساتھ ہاتھ بٹانے گئی تھی۔ ہم نے سمجھا کہ وہیں سو گئی ہو گی صبح آ جائے گی"...... ماسٹر جان محمد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے وہ ساری کہانی سنا دی جو آصفہ نے اسے سنائی تھی۔ ویسے اب اسے مکمل طور پر علم ہو گیا تھا کہ لڑکی سچی تھی اور اس کے ذہن میں جو شک تھا وہ اب ختم ہو چکا تھا۔

"اوہ اوہ پھر تو ہم سب بچ گئے۔ اللہ نے ہمیں بچا لیا۔ آپ کی بہت مہربانی جناب آپ اندر آئیں جناب۔ آپ تو ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ ہیں ورنہ ہم تو جیتے جی مر گئے تھے"...... ماسٹر جان محمد نے انتہائی متشکرانہ لہجے میں کہا۔

"کیا آپ میرے ساتھ ٹیلر ماسٹر عمر دین کے گھر چلیں گے۔ آپ کی لڑکی نے بتایا ہے کہ اس کی سہیلی کا بھائی اسے چھوڑنے آ رہا تھا کہ ان

غنڈوں نے اسے مار کر وہیں پھینک دیا۔ میں اس کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ہاں۔ اوہ بیچارے عمر دین کا ایک ہی لڑکا ہے اللہ خیر کرے۔ چلیں جناب میں کیوں نہ چلوں گا جناب"...... ماسٹر جان محمد نے کہا اور اسی طرح گھر سے باہر آ گیا۔

"آپ لباس تبدیل کر لیں ہو سکتا ہے کہ ہمیں دیر ہو جائے"۔ عمران نے کہا۔

"جی اچھا میں ابھی آیا معاف کیجئے گا ہمارے گھر میں بیٹھک نہیں ہے آپ کو یہیں گلی میں ہی کھڑا ہونا پڑے گا"...... ماسٹر جان محمد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میں باہر اپنی کار کے پاس موجود ہوں آپ آ جائیں"...... عمران نے کہا اور مڑ گیا۔ چوکیدار شمس دین بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا باہر سڑک پر آ گیا۔

"جناب آپ واقعی فرشتہ ہیں ورنہ اس دور میں کون ایسے نیکی کے کام کرتا ہے اور وہ بھی اتنی شدید سردی میں اور اتنی رات گئے"۔ چوکیدار نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں بابا شمس الدین انسان ہی انسان کے کام آتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ماسٹر جان محمد ایک پرانا سا کوٹ پہنے اور سر پر اونی ٹوپی رکھے گلی سے نکل کر کار کی طرف آیا عمران نے اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور پھر اس کی

رہنمائی میں کار آگے بڑھا دی۔ کار میں ہیٹر جل رہا تھا اس لئے ماحول خوب گرم تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ماسٹر جان محمد نے کار ایک سڑک پر روکنے کے لئے کہا۔

"یہاں سے آگے تنگ گلیاں ہیں جناب کار اندر نہیں جا سکتی"۔ ماسٹر جان محمد نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کار بند کر کے وہ کار سے باہر آ گیا۔ دوسری طرف سے ماسٹر جان محمد بھی ٹوپی کو کانوں تک کھینچتا ہوا نیچے اتر آیا۔ عمران نے کار لاک کی اور پھر وہ دونوں ایک تنگ سی گلی میں گھس گئے۔ تین چار گلیاں مڑنے کے بعد ماسٹر جان محمد ایک دروازے پر رک گیا۔ اندر بتی جل رہی تھی۔ ماسٹر جان محمد نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں ماسٹر جان محمد ہوں دروازہ کھولو عمر دین"...... ماسٹر جان محمد نے کہا تو تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا لیکن باہر ماسٹر جان محمد کے ساتھ عمران کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ انور کہاں ہے وہ تو آصفہ کو چھوڑنے گیا تھا میں سمجھا کہ وہیں تمہارے گھر ہی سو گیا ہو گا اور اب تمہاری آواز سننے کے بعد میں سمجھا کہ تم اسے چھوڑنے آئے ہو۔ یہ کون صاحب ہیں اور انور کہاں ہے"...... ٹیلر ماسٹر عمر دین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"انور گھر نہیں آیا"...... ماسٹر جان محمد کے جواب دینے سے پہلے

عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب مگر۔ آپ۔ آپ کون ہیں"...... عمر دین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"عمر دین تمہارے بیٹے کو غنڈوں نے زخمی کر کے سڑک پر گرایا اور وہ آصفہ کو اٹھا کر لے گئے۔ ان صاحب نے آصفہ کو ان غنڈوں سے بچایا اور پھر یہ اسے چھوڑنے میرے گھر آئے۔ اب ہم یہاں انور کا پتہ کرنے آئے ہیں"...... ماسٹر جان محمد نے کہا تو عمر دین کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"مم مم میرے بیٹے کو زخمی کر دیا۔ کہاں ہے وہ کہاں ہے وہ اوہ اوہ وہ۔ وہ تو"...... عمر دین نے انتہائی پریشان سے لہجے میں رک رک کر اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں۔ وہ بخیریت ہو گا۔ شاید اسے پولیس یا چوکیدار اٹھا کر ہسپتال لے گیا ہو۔ یہاں قریب کوئی تھانہ یا ہسپتال ہے"...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تھانہ جی ہاں یہاں سے کچھ دور تھانہ نارنگ ہے جناب لیکن۔ لیکن ہسپتال تو یہاں نہیں ہے وہ۔ وہ انور۔ وہ تھانے والے"...... عمر دین کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی اور پھر وہ یکلخت اندر کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اسے بازو سے پکڑ لیا۔

"ابھی آپ نے اندر کچھ نہیں بتانا آپ ہمارے ساتھ آئیں"۔ عمران نے کہا۔

"میں یہ تو کہہ آؤں کہ میں باہر جا رہا ہوں"...... عمر دین نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمر دین اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا اور پھر عمران ماسٹر جان محمد اور عمر دین دونوں کو اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر تھانہ نارنگ پہنچ گیا لیکن تھانے میں صرف ایک سپاہی موجود تھا اور کوئی عملہ نہ تھا۔ جب عمران نے اسے اس واردات کے متعلق بتایا تو وہ سپاہی حیران رہ گیا۔

"جناب مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ سب انسپکٹر صاحب گشت پر ہیں انہیں یقیناً معلوم ہو گا"...... سپاہی نے جواب دیا۔

"کہاں ہوں گے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"جی راجہ کے ہوٹل کے سامنے عام طور پر بیٹھتے ہیں"...... سپاہی نے جواب دیا۔

"راجہ کا ہوٹل"...... عمران نے کہا۔

"جی مجھے معلوم ہے۔ ادھر دو گلیوں کے بعد ایک مکان آتا ہے وہاں راجہ کا چائے کا ہوٹل ہے ساری رات کھلا رہتا ہے"...... عمر دین نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ راجہ کے ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے وہاں دو سپاہی اور ایک سب انسپکٹر موجود تھے وہ ہوٹل کے اندر بیٹھے چائے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"آپ کا تعلق تھانہ نارنگ سے ہے"...... عمران نے اے ایس آئی کے قریب جا کر کہا تو وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی دونوں سپاہی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"جی جی ہاں میرا نام شیر احمد ہے اور میں اے ایس آئی ہوں۔ حکم فرمایئے جناب"...... اے ایس آئی شاید عمران کی شخصیت اور اس کے لہجے سے متاثر ہو گیا تھا۔ عمران نے اسے جب واردات کے متعلق بتایا تو اے ایس آئی اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ تو یہ واردات ہوئی ہے۔ وہ جناب میرا سپاہی سگریٹ لینے ادھر گیا وہاں ایک دکان دیر تک کھلی رہتی ہے وہ دکان تو بند تھی لیکن اس نے سڑک کے کنارے ایک لڑکے کو بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا اس نے مجھے اطلاع دی کہ شاید لڑکے کو کوئی دورہ پڑا ہوا ہے کیونکہ وہ زخمی نہیں تھا"...... اے ایس آئی نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ زندہ تو ہے"...... عمر دین نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ویسے تو وہ ٹھیک تھا صرف بے ہوش تھا۔ ہم نے سوچا کہ صبح علاقے سے معلوم کریں گے اس وقت سردی میں رات گئے ہم کس سے اس کے بارے میں پوچھتے میں نے اسے ہسپتال بھجوا دیا ہے"۔ اے ایس آئی نے کہا۔

"کون سے ہسپتال میں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی سٹی ہسپتال میں یہاں سے قریب ہی ہے۔ وہ۔ وہ دیکھئے جناب سپاہی اسلام دین آگیا ہے یہی لے گیا تھا اسے"...... اے ایس آئی نے ہوٹل کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے ایک ادھیڑ عمر باریش سپاہی اندر داخل ہو رہا تھا۔

"میرا بیٹا کیسا ہے۔ ہوش آگیا ہے اسے"...... عمر دین نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"آپ کا بیٹا کون کس کی بات کر رہے ہیں آپ"...... سپاہی نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ اسی لڑکے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جسے تم ہسپتال چھوڑ آئے ہو۔ یہ اس کے والد ہیں"...... اے ایس آئی نے کہا۔

"اوہ نہیں اسے ابھی ہوش نہیں آیا۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ بڑے ڈاکٹر صاحب صبح راؤنڈ پر آئیں گے تو وہ چیک کریں گے"...... سپاہی نے جواب دیا۔

"کس وارڈ اور کس کمرے میں ہے وہ"...... عمران نے اس سے پوچھا۔

"وارڈ اور کمرہ..... جناب وہاں بڑے ڈاکٹر صاحب کی اجازت کے بغیر بیڈ نہیں ملتا آپ کمرے کی بات کر رہے ہیں وہ باہر برآمدے میں پڑا ہے۔ جنرل وارڈ کے باہر۔ میں نے بڑی مشکل سے ایک نرس کو کہہ کر اس پر کمبل ڈلوایا ہے تاکہ کہیں سردی میں مر ہی نہ جائے"۔ سپاہی نے جواب دیا۔

"آیئے میرے ساتھ"...... عمران نے عمر دین اور ماسٹر جان محمد سے کہا اور تیزی سے ہوٹل کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے سٹی ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہاں پہنچ کر عمران نے کار پارک کی اور پھر وہ نیچے اتر کر تیزی سے

جنرل وارڈ کی طرف بڑھ گیا۔ ہسپتال کی حالت واقعی بے حد خستہ تھی عمران پہلی بار شاید یہاں آیا تھا اس لئے وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے اس ماحول کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنرل وارڈ کے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے ایک نرس ایک سائیڈ سے نکل کر ان کی طرف آئی شاید اس نے کہیں سے انہیں اندر آتے دیکھ لیا تھا۔

"یہ۔ یہ انور ہے۔ یہ ہے میرا بیٹا۔ اوہ ظالموں نے کیا کر دیا ہے"...... عمر دین نے تیزی سے برآمدے کے فرش پر پڑے ہوئے ایک نوجوان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور ماسٹر جان محمد بھی اس کی طرف بڑھ گیا۔ برآمدے میں اور بھی مریض موجود تھے۔

"انچارج ڈاکٹر کون ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں نرس سے پوچھا۔

"ڈاکٹر سلیمان۔ لیکن آپ کون ہیں"...... نرس نے کہا۔

"اس وقت ڈیوٹی پر کوئی ڈاکٹر ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سلیمان ہی ہیں لیکن وہ راؤنڈ لگا کر چلے گئے ہیں۔ اب صبح کو ہی آئیں گے"...... نرس نے کہا۔

"میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس ہوں"...... عمران نے کہا تو نرس بے اختیار اچھل پڑی اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ اوہ آپ آپ۔ اس وقت"...... نرس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں فون تو ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر اندر ہے سر"...... نرس نے جواب دیا۔

"آیئے میں نے ایک فون کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور نرس سر ہلاتی ہوئی مڑی اور عمران اس کے پیچھے اندر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک گول کاؤنٹر سا بنا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک کرسی تھی جس کے ساتھ ہیٹر جل رہا تھا۔ ساتھ ہی ایک فون موجود تھا نرس نے فون اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا لیکن عمران رسیور اٹھائے خاموش کھڑا رہا اسے معلوم تھا کہ اس وقت ڈھائی بجے ہیں اس سخت سردی میں ظاہر ہے سب لوگ گہری نیند سوئے ہوئے ہوں گے لیکن تھوڑی دیر بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی نیند سے بھری آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سٹی ہسپتال سے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو اس وقت ڈسٹرب کیا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ تم عمران بیٹے۔ ہسپتال سے بول رہے ہو کیوں خیریت کیا ہوا"...... سر سلطان نے یکلخت انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آپ صرف اتنا کریں کہ وفاقی سیکرٹری صحت کو فون کر کے میرے متعلق بتا دیں۔ میں نے ان سے فوری بات کرنی ہے اور ان کا

نمبر بھی مجھے بتا دیں"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" سیکرٹری صحت راشدی صاحب ۔ مگر کیا ہوا ۔ اس وقت اتنی رات گئے ۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

" میں سیکرٹری صاحب کو اس وقت سٹی ہسپتال بلانا چاہتا ہوں ۔ آپ پلیز انہیں فون کر کے بتا دیں کہ میں کس کا نمائندہ خصوصی ہوں"...... عمران نے کہا۔

" اس وقت ہسپتال میں مگر ہوا کیا ہے"...... سر سلطان نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" کچھ نہیں ہوا ۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ آپ کریں ورنہ پھر مجھے براہ راست بات کرنی پڑے گی"...... عمران کا لہجہ خشک ہو گیا۔

" اچھا میں بات کرتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

" ان کا نمبر بھی بتا دیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے دوسری طرف سے نمبر بتا دیا۔ عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا رسیور رکھ کر اس نے نرس کی طرف دیکھا تو اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔

" جج جج جناب"...... نرس نے ہکلاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا ۔ شاید اس نے وفاقی سیکرٹری صحت کے بارے میں سن لیا تھا۔

" آپ کو کچھ نہیں ہوگا بلکہ آپ کو ترقی ملے گی کہ آپ اس وقت جاگ رہی ہیں آپ مطمئن رہیں"...... عمران نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا اور نرس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ عمران نے گھڑی

دیکھی اور پھر کچھ دیر بعد رسیور اٹھا کر اس نے سر سلطان کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

" میں علی عمران بول رہا ہوں ابھی سر سلطان نے آپ کو میرا تعارف کرا دیا ہوگا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جی ہاں میں راشدی بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت صحت ۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا لیکن نرمی کے باوجود لہجے کے اندر موجود ہلکی سی سختی عمران نے محسوس کر لی تھی۔

" آپ فوری طور پر سٹی ہسپتال پہنچ جائیں زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر میں وہاں آپ کا انتظار کر رہا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" سٹی ہسپتال یہ کہاں ہے اور کیوں اس وقت ۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہو گی"...... سیکرٹری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" راشدی صاحب آپ اس تعارف کے بعد بھی ایسی بات کر رہے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کو نہ صرف اس عہدے سے فوری طور پر ڈسمس بھی کیا جا سکتا ہے بلکہ آپ کو ابھی اور اسی وقت جیل بھی بھیجا جا سکتا ہے"...... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

" جج ۔ جی ٹھیک ہے جناب میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور عمران نے کریڈل دبایا اور ہاتھ اٹھا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سپیشل ہسپتال"...... دوسری طرف سے فوراً ہی رسیور اٹھا لیا گیا تھا۔

"کون انچارج ہے میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر شعیب جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان سے میری بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو عمران صاحب میں ڈاکٹر شعیب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر شعیب کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر شعیب ایمبولینس سٹی ہسپتال فوری طور پر بھجوا دو۔ ہم نے یہاں سے ایک مریض کو آپ کے ہسپتال میں شفٹ کرانا ہے"۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"سٹی ہسپتال ۔ ٹھیک ہے جناب میں ایمبولینس بھیج رہا ہوں ساتھ ہی ڈاکٹر بھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سر سلطان کا ذاتی ڈرائیور جنرل وارڈ کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے مڑا اور بیرونی طرف کو آ گیا۔ برآمدے میں انور کے پاس ماسٹر جان محمد اور عمر دین دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔

"کچھ ہوا جناب کوئی ڈاکٹر آئے گا"...... عمر دین نے عمران کو دیکھتے ہی امید بھرے لہجے میں کہا وہ شاید یہ سمجھے تھے کہ عمران انور کے علاج کے لئے کسی ڈاکٹر کو بلانے گیا ہے۔

"آپ بے فکر رہیں ابھی حکومت کے بڑے اور خصوصی ہسپتال کی ایمبولینس اور ڈاکٹر پہنچ رہا ہے۔ انور کا علاج وہاں ہو گا اور یہ ٹھیک ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ڈرائیور تیزی سے عمران کے قریب آ گیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا۔

"کیسے آئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"بڑے صاحب آئے ہیں وہ کار میں بیٹھے ہیں انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں دیکھ آؤں کہ آپ کہاں موجود ہیں"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"جاؤ لے آؤ انہیں میں یہاں موجود ہوں"...... عمران نے کہا تو ڈرائیور سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ سر سلطان کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ سر سلطان کے جسم پر نائٹ سوٹ تھا جس پر انہوں نے گرم گاؤن پہنا ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے یہاں میں تو سخت پریشان ہو گیا ہوں۔ اس لئے خود آ گیا ہوں"...... سر سلطان نے انتہائی پریشان سے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی ہے۔ بہرحال اب آپ ہی آ گئے ہیں تو آپ بھی دیکھ لیں کہ یہاں ہسپتالوں میں عوام کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ ابھی تک وہ وفاقی سیکرٹری صحت صاحب نہیں پہنچے۔ وہ عوام کے ٹیکسوں سے ہزاروں روپے ماہانہ تنخواہ اور الاؤنس وصول کرتے ہیں اور خود تو گرم کمروں اور کمبلوں میں پڑے سوتے رہتے ہیں اور

یہاں دیکھیں مریض اس قدر سخت سردی میں برآمدوں کے ننگے فرش پر پڑے ہوئے ہیں نہ کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ کوئی ان کا علاج کرتا ہے"...... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اسی لمحے ایمبولینس کا سائرن بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد ایک ایمبولینس جنرل وارڈ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"سپیشل ہسپتال سے میں نے ایمبولینس منگوائی ہے میں نے ایک مریض کو وہاں بھجوانا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک نوجوان ڈاکٹر اور دو آدمیوں کے ساتھ واپس آیا جن کے ہاتھوں میں ایک سٹریچر تھا۔

"یہ انور ہے اسے لے جاؤ اور ڈاکٹر شعیب سے کہو کہ اس کا فوری علاج شروع کر دے۔ یہ اس کا والد ہے اور یہ اس کے والد کا دوست یہ بھی ساتھ جائیں گے میں یہاں سے فارغ ہو کر خود وہاں آ رہا ہوں"...... عمران نے ننگے فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... ڈاکٹر نے جواب دیا اور پھر اس کے اشارے پر انور کو سٹریچر پر ڈال کر واپس لے جایا گیا۔

"آپ ساتھ جائیں میں بھی آ رہا ہوں انور کا بہترین علاج ہو گا آپ بے فکر رہیں انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا"...... عمران نے ماسٹر عمر دین اور ماسٹر جان محمد سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے سٹریچر کے ساتھ باہر کو نکل گئے۔

"یہ کون ہے"...... سر سلطان نے انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا تو عمران نے مختصر سے لفظوں میں انہیں ساری بات بتا دی۔

"واقعی یہاں کی صورت حال انتہائی خراب ہے۔ یہ درست ہے کہ عام طور پر جنرل ہسپتال کے بارے میں شکایات رہتی ہیں کہ وہاں لوگوں کا اچھی طرح علاج نہیں کیا جاتا۔ لیکن یہ بات تو میرے تصور میں بھی نہیں تھی کہ اس قسم کی صورت حال بھی ہو سکتی ہے کہ مریض آئے تو یوں برآمدے میں پڑا رہے اور نہ اسے کوئی ڈاکٹر اٹنڈ کرے اور نہ اسے کوئی بیڈ دیا جائے ویری بیڈ۔ یہ صورت حال انتہائی غلط ہے۔ تم جاؤ میں خود وفاقی سیکرٹری صاحب سے بات بھی کرتا ہوں اور پھر میں اس بارے میں خصوصی رپورٹ صدر صاحب کو بھی دوں گا اور یہ میرا وعدہ کہ اب ہنگامی بنیادوں پر ملک کے تمام جنرل ہسپتالوں کی اصلاح کے لئے فوری اور مؤثر اقدامات کیے جائیں گے"...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ آپ کے راشدی صاحب ابھی نہیں پہنچے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ انہیں بچانے کے لئے مجھے یہاں سے بھجوانا چاہتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو آپ کی طرح سیکرٹری ہیں"...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"میرے متعلق ایسی بات مت سوچا کرو سمجھے۔ راشدی میرا دوست ضرور ہے لیکن میں نے کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ راشدی کو اس ساری صورت حال کا جواب دہ ہونا پڑے گا اور یہاں

کے ڈاکٹروں کو بھی"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"یہ صرف اسی ہسپتال میں نہیں ہو رہا ملک کے سارے ہسپتالوں کا یہی حال ہو گا"...... عمران نے کہا۔
"تم بے فکر رہو انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بہر حال جلد از جلد مؤثر اقدامات کیے جائیں گے"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا اور پھر سر سلطان کے ساتھ ہی چلتا ہوا وہ بیرونی طرف بڑھ گیا اسی لمحے اس نے باہر سے وفاقی سیکرٹری کی کار کو جنرل وارڈ کی طرف آتے دیکھا۔ کار پر موجود مخصوص نیم پلیٹ سے ہی وہ اسے پہچان گیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ سر سلطان جو کہتے ہیں وہی کرتے بھی ہیں اس لئے اب اس کا یہاں رکنا فضول تھا۔ چنانچہ وہ سر سلطان کو سلام کر کے تیزی سے پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال پہنچ گیا۔ ماسٹر جان محمد اور عمر دین دونوں ایک برآمدے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔
"کیا ہوا"...... عمران نے چونک کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔
"وہ وہ صاحب بڑے ڈاکٹر صاحب بھی آگئے ہیں انور کو اندر لے گئے ہیں ہمیں انہوں نے دفتر میں بٹھایا تھا لیکن بے چینی کی وجہ سے ہم یہاں آکر بیٹھ گئے ہیں۔ آپ کی بہت مہربانی جناب آپ کی وجہ سے انور کا علاج تو شروع ہوا باقی اللہ کرم کرے گا"...... عمر دین نے

رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"آپ فکر نہ کریں میں نے انور کو دیکھا ہے اس کے سر پر چوٹ مار کر بے ہوش کیا گیا ہے وہ جلد ہی ہوش میں آجائے گا۔ یہاں سردی ہے آپ آئیں میرے ساتھ ادھر دفتر میں بیٹھتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لئے ڈاکٹر صدیقی کے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں آکر بیٹھ گیا۔ ماسٹر جان محمد اور عمر دین بھی دفتر میں بیٹھ گئے پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی اور ان کے پیچھے ڈاکٹر شعیب دونوں اندر داخل ہوئے تو عمران اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی عمر دین اور ماسٹر جان محمد دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر امید کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران سے سلام دعا کرنے کے بعد ڈاکٹر صدیقی عمر دین اور ماسٹر جان محمد کی طرف بڑھے۔
"مریض ہوش میں آگیا ہے اور ہر لحاظ سے ٹھیک ہے اس کے سر پر شدید چوٹ لگائی گئی تھی مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ہوش میں آنے کے بعد اس کے ذہن پر کوئی اثر نہ ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہر لحاظ سے ٹھیک ہے۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے عمر دین اور ماسٹر جان محمد سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں کے چہروں پر یکلخت اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔
"آپ کو تکلیف ہوئی ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ نہیں جناب یہ تو ہمارا فرض ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا

اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ڈاکٹر شعیب چائے بھجوا دیجئے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر شعیب سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔

"جج جناب کیا ہم انور کو دیکھ سکتے ہیں"...... عمر دین نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں نہیں اب وہ پوری طرح ہوش میں ہے۔ میں نے اسے طاقت کے انجکشن لگا دیئے ہیں صبح تک وہ واپس بھی جا سکے گا"۔ ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجا دی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"ان دونوں صاحبان کو مریض کے کمرے تک چھوڑ آؤ تاکہ یہ اس سے مل لیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... چپڑاسی نے جواب دیا۔

"آپ انور سے ملیں میں ابھی آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور ماسٹر جان محمد اور عمر دین دونوں سر ہلاتے ہوئے مڑے اور پھر دفتر سے باہر چلے گئے۔

"یہ مریض کون ہے جس کے لئے آپ کو اس وقت یہاں آنا پڑا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں واردات کی ساری تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ سٹی ہسپتال کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

"آپ اس کے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے ہیں۔ اگر یہ لڑکا یہاں اسی طرح صبح تک ٹھنڈے فرش پر پڑا رہتا تو اس کی حالت واقعی نازک ہو جاتی ویسے مجھے واقعی اپنے پیشہ میں شامل ایسے ڈاکٹرز کے کردار پر شرمندگی ہے جو صرف اپنے عیش و آرام کو دیکھتے ہیں انسانی جانوں کی پرواہ نہیں کرتے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اب کچھ نہ کچھ اصلاح ہو جائے گی۔ سر سلطان ان معاملات میں واقعی بے حد سخت ہیں انہوں نے صدر مملکت کو یہی رپورٹ دینی ہے کہ شاید پورے ملک کے ہسپتالوں میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کا پاکیشیا کے مریضوں پر احسان ہوگا عمران صاحب اور واقعی یہ اللہ تعالیٰ کا بھی کرم ہے کہ وہ لڑکی آپ کے فلیٹ تک پہنچ گئی"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"یہ اللہ کا مجھ پر کرم ہے کہ اس بہانے گرم بستر سے نکل کر انسانوں کے کسی نہ کسی کام آنے کا وسیلہ بن گیا"...... عمران نے کہا اسی لمحے دروازہ کھلا اور چپڑاسی چائے کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا اس نے ایک ایک پیالی چائے عمران اور ڈاکٹر صدیقی کے سامنے رکھ دی۔

"جنہیں مریض کے کمرے میں چھوڑ آئے ہو انہیں چائے پہنچا دی ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے پوچھا۔

"یس سر میں پہلے انہیں دے کر پھر ادھر آیا ہوں"...... چپڑاسی نے

جواب دیا تو ڈاکٹر صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ڈاکٹر صاحب انور کے علاج کے تمام اخراجات میں ذاتی طور
کروں گا آپ اسے حکومت کے کھاتے میں نہیں ڈالیں گے" ۔
نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑ

"حکومت کے کھاتے میں تو ویسے بھی نہیں ڈال سکتے کیونکہ
سرکاری ملازم نہیں ہے لیکن آپ کو بھی ادائیگی کرنے کی ضر
نہیں ہے مجھ سمیت ہسپتال کے تمام ملازمین نے اپنی تنخواہو
باقاعدہ کٹوتی کر کے ایک فنڈ قائم کیا ہوا ہے تاکہ ایسے مریضو
علاج کے اخراجات ادا کیے جا سکیں اس لیے یہ اخراجات اس فنڈ
ہوں گے۔ کچھ نیکی ہمیں بھی کر لینے دیا کیجیے"...... ڈاکٹر صدیقی
تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ تو مجسم نیکی ہیں۔ باقی ڈاکٹرز کو دیکھ کر آدھی بیماری
جاتی ہو گی لیکن آپ کو دیکھ کر ساری بیماری دور ہو جاتی ہے"۔
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑ

"اب مجھے اجازت میں ذرا انور سے مل لوں"...... عمرا
چائے کی آخری چسکی لے کر خالی پیالی واپس رکھتے ہوئے کہا او
کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آئیے میں آپ کو اس کمرے تک پہنچا آؤں"...... ڈاکٹر صدیق
کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لے کر اس کمرے میں آئے جہاں انور
لیٹا ہوا تھا اور بیڈ کے ساتھ کرسیوں پر ماسٹر جان محمد اور عم

ں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اور ڈاکٹر کو دیکھ کر دونوں اٹھ کھڑے
ے۔

"بیٹھیں"...... عمران نے کہا اور خود بھی ایک خالی کرسی گھسیٹ
بیٹھ گیا جب کہ ڈاکٹر صدیقی نے انور کو ایک بار چیک کیا۔

"اب مجھے اجازت دیجیے۔ یہ بالکل او کے ہے"...... ڈاکٹر صدیقی
نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ابھی ہمارے ساتھ جا سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ابھی لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔ ایک آدھا دن یہاں رہنے
دیجیے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"نہیں ان کے گھر والے بے حد پریشان ہوں گے"...... عمران
نے کہا۔

"ٹھیک ہے ویسے یہ او کے ہے۔ بس اس کی غذا کا چند روز خیال
رکھیں باقی کسی دوا کی اسے ضرورت نہیں ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے
کہا۔

"ٹھیک ہے آپ کا شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
ڈاکٹر صدیقی سلام کر کے واپس چلے گئے۔

"چلیں جناب"...... عمر دین نے ڈاکٹر کے جاتے ہی کہا۔

"چلتے ہیں میں ذرا انور سے دو باتیں کر لوں وہاں تو شاید اس کا
موقع نہیں ملے گا"...... عمران نے کہا اور پھر کرسی گھسیٹ کر اس پر
بیٹھ گیا۔

"آپ کی مہربانی جناب مجھے اباجی نے بتایا ہے کہ آپ کی وجہ سے میرا علاج ہوا ہے"...... انور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں یہ تو میرا فرض تھا۔ بہرحال تمہیں چوٹ ضرور آئی اور تکلیف بھی اٹھانی پڑی لیکن تمہاری وجہ سے پورے پاکستان میں ہزاروں مریضوں کو فائدہ پہنچ جائے گا کیونکہ جو سلوک تمہارے ساتھ سٹی ہسپتال میں ہوا ہے اس نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ میں نے بڑے افسران کو بلا کر حالات دکھا دیئے ہیں۔ اب انشاء اللہ کچھ کچھ اصلاح احوال ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں صاحب آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا"...... ماسٹر جان محمد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں تو کچھ بھی نہیں ہوں ایک عام سا آدمی ہوں البتہ میری دوستی بڑے لوگوں سے ضرور ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ انور سے مخاطب ہو گیا۔

"اور تم اب مجھے ذرا سوچ کر بتاؤ کہ کیا تم ان غنڈوں کو پہچانتے ہو جنہوں نے تم پر حملہ کیا تھا"...... عمران نے کہا تو انور کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"جج جج جناب وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اور وہ تو ہمارے پورے گھر کو گولیوں سے اڑا دیں گے یہ تو شاید میری زندگی تھی کہ انہوں نے مجھے مارنے کی بجائے صرف بے ہوش کیا ہے۔ ورنہ یہ لوگ تو شہر کے بڑے غنڈے ہیں"...... انور نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم انہیں پہچانتے ہو"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جناب میں سب کو تو نہیں پہچانتا البتہ جب مجھ پر حملہ ہوا تو میں نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کو پہچان لیا تھا۔ وہ ہمارے علاقے کا مشہور غنڈہ ہے لیکن جناب اگر میں نے اس کا نام بتا دیا اور اسے معلوم ہو گیا تو اس کا کچھ نہیں بگڑے گا البتہ وہ ہم سب کا دشمن ہو جائے گا"...... انور نے کہا۔

"تم اس کی فکر مت کرو کسی کو معلوم نہیں ہو گا کہ تم نے کچھ بتایا ہے یا نہیں اگر پولیس تم سے پوچھے تو تم نے انہیں بھی یہی کہنا ہے کہ تم کسی کو نہیں جانتے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ مقامی پولیس سے ساز باز رکھتے ہیں باقی میں اپنے طور پر کوشش کروں گا کہ آئندہ وہ ایسی کوئی حرکت کرنے کے قابل نہ رہ جائیں۔ کون تھا وہ"...... عمران نے کہا۔

"اس کا نام تو زرتاج ہے جناب لیکن سب اسے استاد تاجا کہتے ہیں وہ راجہ ہوٹل میں اکثر بیٹھا رہتا ہے۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ وہ شہر کا کوئی بڑا غنڈہ ہے اور اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں باقی مجھے اس کے بارے میں تفصیل کا علم نہیں ہے"...... انور نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ کیا ہے"...... عمران نے کہا تو انور نے اس کا حلیہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے بس اب سب کچھ تم بھول جاؤ۔ اٹھو میں تمہیں سہارا

دیتا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ماسٹر جان محمد اور عمر دین
بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انور بھی اٹھا۔ ماسٹر عمر دین نے جلدی سے
آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا۔
"نہیں ابا جی میں ٹھیک ہوں"...... انور نے کہا اور پھر وہ خود ہی
ان کے ساتھ چلتا ہوا باہر پورچ تک آگیا جہاں عمران کی کار موجود تھی
عمران نے اسے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور ماسٹر جان محمد اور
عمر دین دونوں کو عقبی سیٹ پر بٹھا کر وہ کار لے کر ہسپتال سے باہر
آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے انور اور اس کے والد ماسٹر عمر دین کو ان
کے گھر کی گلی کے پاس اتارا۔
"آپ ذرا رکیں میں انہیں گھر تک چھوڑ آؤں"...... عمران نے کار
روک کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ماسٹر جان محمد سے کہا اور کار سے اتر کر وہ
انور اور ماسٹر عمر دین کی طرف بڑھ گیا۔
"آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں ہم نے اپنے ہی گھر جانا ہے آپ نے
جو مہربانی کی ہے وہی کیا کم ہے"...... ماسٹر عمر دین نے کہا۔
"ماسٹر صاحب آپ کی بیٹی کی شادی کب ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"جی اگلے ہفتے"...... ماسٹر عمر دین نے چونک کر پوچھا۔
"یہ میرا کارڈ ہے یہ آپ رکھ لیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے شادی
پر ضرور بلائیں گے اس کے علاوہ ایسا کارڈ لے کر میرا آدمی کل کسی بھی
وقت آپ کے پاس آئے گا اور میرے طرف سے آپ کی بیٹی کے لئے

شادی کا تحفہ دے جائے گا"...... عمران نے اندرونی جیب سے ایک
چھوٹا سا کارڈ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جس پر صرف
اس کا نام اور نیچے اس کے فلیٹ کا پتہ اور اوپر ٹیلی فون نمبر لکھا ہوا تھا۔
"جی ضرور جناب آپ کی شرکت تو ہمارے لئے اعزاز ہو گی لیکن آپ
تحفے کی تکلیف نہ کریں"...... عمر دین نے کہا۔
"نہیں آپ کی بیٹی میری بہن ہے اور بھائی ایسے موقعوں پر بہنوں
کو تحفہ ضرور دیا کرتے ہیں یہ دوسرا کارڈ ہے اس کے پیچھے اپنا پتہ لکھ
دیجئے گھر کا پتہ وغیرہ تاکہ میرا آدمی آسانی سے آپ تک پہنچ جائے"۔
عمران نے اپنی جیب سے دوسرا کارڈ اور جیب سے بال پوائنٹ نکال کر
دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے دیجئے میں لکھ دیتا ہوں"...... انور نے کہا اور جلدی سے کارڈ
اور قلم لے کر اس نے اس کی پشت پر نام و پتہ لکھ دیا۔
"شکریہ اب آپ جائیں آپ کے گھر والے پریشان ہوں گے خدا
حافظ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باقاعدہ انور
اور ماسٹر عمر دین سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور واپس کار
کی طرف مڑ گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔
"آپ آصفہ کی شادی کب کر رہے ہیں"...... عمران نے کار آگے
بڑھاتے ہوئے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ماسٹر جان محمد سے مخاطب ہو
کر کہا۔
"شادی تو کر دوں جناب میرے بھائی کا لڑکا کارپوریشن میں ملازم

ہے اس سے آصفہ کی منگنی بچپن میں ہو چکی ہے لیکن میرے پاس فی الحال شادی کے اخراجات بھی نہیں ہیں میں نے محکمے میں درخواست دے رکھی ہے جی پی فنڈ میں سے قرضہ لینے کی ۔جب رقم ملے گی تو سوچوں گا"...... ماسٹر جان محمد نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔تھوڑی دیر بعد کار ماسٹر جان محمد کے گھر کے قریب پہنچ گئی ۔عمران نے کار روکی تو ماسٹر جان محمد دروازہ کھول کر نیچے اتر گئے ۔عمران بھی کار سے نیچے اتر آیا ۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب آپ نے مجھ پر ہی نہیں میرے پورے خاندان پر احسان کیا ہے"...... ماسٹر جان محمد نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا ۔

"ایسی کوئی بات نہیں یہ میرا فرض تھا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور ماسٹر جان محمد کے کوٹ کی جیب میں ڈال دی ۔

"یہ ۔ یہ کیا"...... ماسٹر جان محمد نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"یہ میری طرف سے تحفہ ہے اپنی بہن آصفہ کی شادی کے لئے شکریہ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔اور پھر اس سے پہلے کہ ماسٹر جان محمد جیب سے گڈی نکال کر اسے اچھی طرح دیکھتا عمران نے تیزی سے کار آگے بڑھا دی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا ۔اس کی جیب میں ایک ہی گڈی تھی

جو اس نے انتہائی ایمرجنسی کے لئے رکھی ہوئی تھی اس لئے اس نے یہ گڈی ماسٹر جان محمد کو دے دی اور عمر دین کے بارے میں اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ جوانا کے ہاتھ کل انہیں بھی موٹی رقم پہنچا دے گا تاکہ یہ لوگ اطمینان سے اپنی بیٹی کی شادی کر سکیں ۔فلیٹ میں پہنچ کر اس نے لباس تبدیل کیا ۔اب چونکہ صبح قریب تھی اس لئے اس نے نماز کے لئے رکھے ہوئے کپڑے نکالے اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ غسل کرنے کے بعد وہ نماز کے لئے مسجد جا سکے ۔استاد تاجا کے بارے میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ صبح ٹائیگر کو کہہ کر اس گینگ کا نہ صرف سراغ لگائے گا بلکہ ان کو ان کے اس جرم کی عبرتناک سزا بھی دلوائے گا ۔

ایک جیپ اور اس کے پیچھے دو بڑی سٹیشن ویگنیں تیزی سے سمندر کے کنارے سے ذرا ہٹ کر بنی ہوئی سڑک پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی چلی جارہی تھیں۔ ان دونوں سٹیشن ویگنوں کے پیچھے ایک اور جیپ تھی۔ رات کا وقت تھا اس لئے ہر طرف گھپ اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ دونوں سٹیشن ویگنوں میں انیس خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں سیٹوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور ان کے منہ پر ٹیپس لگی ہوئی تھیں۔ سٹیشن ویگنز کی کھڑکیوں پر بھاری پردے پڑے ہوئے تھے۔ دونوں سٹیشن ویگنوں کی ڈرائیونگ سیٹ اور ان کے ساتھ فرنٹ سیٹوں پر بھاری جسموں اور بڑی بڑی مونچھوں والے آدمی بیٹھے ہوئے تھے جب کہ اسی طرح دونوں سٹیشن ویگنوں کی عقبی سیٹوں پر بھی اسی طرح بھاری جسموں کے مسلح افراد موجود تھے جب کہ سٹیشن ویگنوں کے

آگے پیچھے دوڑتی ہوئی دونوں جیپوں میں بھی چار چار مسلح افراد موجود تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد یہ قافلہ ایک سائیڈ پر مڑ گیا۔ یہاں کچی سڑک بل کھاتی ہوئی جارہی تھی۔ اس سڑک پر کافی آگے بڑھنے کے بعد قافلہ ایک بار پھر مڑا اور اس بار وہ ویران علاقے میں بنی ہوئی ایک عمارت کے کھلے حصے میں داخل ہو گئے۔ یہ وسیع احاطہ تھا جس کے آخری حصے میں چند کمرے بنے ہوئے تھے۔ کھلے ہوئے حصے میں ایک کار پہلے سے موجود تھی اور چار مسلح افراد بھی موجود تھے۔ دونوں جیپیں اور سٹیشن ویگنیں اس احاطے میں پہنچ کر رک گئیں اور پھر مسلح افراد سٹیشن ویگنوں اور جیپوں سے اتر کر باہر آگئے جب کہ وہ لڑکیاں اسی طرح سٹیشن ویگنوں کے اندر بیٹھی رہ گئیں۔ آگے والی جیپ سے اترنے والا ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تیزی سے اس برآمدے کی طرف بڑھنے لگا جس کے پیچھے کمرے تھے اور برآمدے کے سامنے چار مسلح افراد کھڑے تھے۔

"راگو اندر ہے"...... اس لمبے اور بھاری قد کے آدمی نے ان مسلح افراد کے قریب پہنچ کر کہا۔

"ہاں اور وہ تمہارا شدت سے انتظار کر رہا ہے"...... ان میں سے ایک نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ آدمی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر روشنی ہو رہی تھی۔ کمرے کے اندر دو آدمی فرش پر بچھی ہوئی دری پر بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے دونوں اپنے چہرے مہرے سے ہی چھٹے ہوئے غنڈے نظر آ رہے تھے۔

"آؤ آؤ استاد بجلی آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... ایک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی دوسرا بھی کھڑا ہو گیا۔

"یہ کون ہے راگو۔ نیا آدمی لگتا ہے"...... آنے والے استاد بجلی نے غور سے راگو کے ساتھ والے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بیر سنگھ ہے۔ فکر نہ کرو یہ جگیر کا آدمی ہے۔ مال چیک کرنے آیا ہے اور بیر سنگھ یہ استاد بجلی ہے جس کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں"...... راگو نے استاد بجلی سے مخاطب ہونے کے بعد اس نوجوان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام تو پورے کافرستان میں مشہور ہے استاد بجلی۔ مجھے تو بڑا شوق تھا تم سے ملاقات کرنے کا"...... بیر سنگھ نے کہا تو استاد بجلی کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"مال یہیں چیک کرنا ہے یا کسی اور جگہ پر"۔ استاد بجلی نے کہا۔

"نہیں اس بار یہیں چیکنگ کرنی ہے کیونکہ فوری سپلائی ہے اور بیر سنگھ مال ساتھ ہی لے جائے گا"...... راگو نے جواب دیا۔

"تو پھر مال اتاروں"...... راگو نے پوچھا۔

"ہاں لیکن کتنے دانے ہیں"...... راگو نے پوچھا۔

"انیس ہیں اور بہترین ہیں۔ ہیرے خالص ہیرے"...... استاد بجلی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"لیکن آرڈر تو بیس کا تھا۔ انیس کیوں۔ راگو نے چونک کر کہا۔

"بیسواں دانہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ بس قسمت ہی خراب تھی کہ اچانک کار خراب ہو گئی اور اسے نکل جانے کا موقع مل گیا۔ میرے آدمیوں نے اسے بڑا تلاش کیا لیکن نجانے کس سوراخ میں جا لگا تھا کہ ہاتھ میں نہ آیا اس لئے انیس لے آیا ہوں"...... استاد بجلی نے کہا۔

"لیکن جب آرڈر بیس کا تھا تو بیس ہی ہونے چاہئیں تھے"۔ راگو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو راگو تم میری عادت جانتے ہو۔ میں نے ہمیشہ کھرا کاروبار کیا ہے۔ میرے لئے کوئی مشکل نہ تھا کہ ایک پتھر ساتھ شامل کر کے بیس کی تعداد پوری کر دیتا لیکن میں ایسا کام نہیں کرتا پھر تمہیں جلدی تھی۔ بیسویں دانے کو تلاش کرنے میں مزید وقت لگ سکتا تھا"۔ استاد بجلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے اتارو مال اور چیک کراؤ تاکہ سودا مکمل ہو جائے"...... راگو نے کہا اور پھر باہر نکل کر اس نے برآمدے کے باہر موجود اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں جب کہ استاد بجلی تیز تیز قدم بڑھاتا سٹیشن ویگنوں کی طرف بڑھ گیا۔

"جگیر ناراض تو ہو گا۔ اس نے آگے بیس کا ہی سودا کیا ہوا ہے"...... بیر سنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مرو نہیں ایک دانہ میرے پاس بھی ہے۔ میں نے تو اسے اپنے لئے رکھا تھا اب چونکہ مسئلہ سودے کا ہے اس لئے میں اسے بھی ساتھ کر دوں گا"...... راگو نے کہا تو بیر سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا وہ

واپس اسی کمرے میں آ گئے تھے اور انہوں نے ایک بار پھر شراب کے جام اٹھائے۔ تھوڑی دیر بعد استاد بجلی دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔

" آؤ مال چیکنگ کے لئے تیار ہے"...... استاد بجلی نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر جام ہاتھوں میں اٹھائے وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ برآمدے سے گزر کر وہ کونے والے کمرے میں داخل ہوئے جہاں اب تیز روشنی ہو رہی تھی کمرے کی دیواروں کے ساتھ بڑے بڑے ہک لگے ہوئے تھے جن میں زنجیریں لٹک رہی تھیں اور دیواروں کے ساتھ انیس نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں ان زنجیروں سے بندھی ہوئی کھڑی تھیں۔ ان کے ہاتھ ویسے ہی عقب میں بندھے ہوئے تھے اور منہ پر ٹیپیں لگی ہوئی تھیں ان سب کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے اور آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

" دیکھو بیر سنگھ یہ واقعی ہیرے ہیں ہیرے۔ استاد بجلی جو کہتا ہے ویسا ہی کرتا ہے"...... راگو نے کہا تو بیر سنگھ آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک ایک لڑکی کے قریب جا کر آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں اس طرح دیکھنا شروع کر دیا جیسے قصائی بکریوں کو نظروں ہی نظروں میں تول لیتے ہیں لیکن اس نے کسی لڑکی کو ہاتھ نہ لگایا تھا۔ دیکھنے کے ساتھ ساتھ وہ مسلسل شراب کے گھونٹ بھی لیتا جا رہا تھا۔

" ٹھیک ہے صاف ستھرا مال ہے لیکن بہرحال ہیرے نہیں ہیں"...... بیر سنگھ نے آخری لڑکی کو دیکھ کر واپس مڑتے ہوئے کہا۔

" یہ سب شریف خاندانوں کی لڑکیاں ہیں ایسی لڑکیاں جنہیں آج تک کسی نے میلی نظروں سے بھی نہیں دیکھا تھا"...... استاد بجلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمہاری بات درست ہے استاد بجلی لیکن ایسی لڑکیاں بے حد مشکل ثابت ہوتی ہیں ان میں سے اکثر تو خودکشی کر لیتی ہیں"۔ بیر سنگھ نے جواب دیا۔

" تو ٹھیک ہے مت کرو سودا میں انہیں واپس لے جاتا ہوں میرے پاس اور بہت آرڈر ہیں۔ میں تو استاد راگو کی وجہ سے یہاں آیا ہوں"...... استاد بجلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ بات نہیں۔ ٹھیک ہے آؤ اب سودا ہو جائے"...... بیر سنگھ نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" تم نے سن لی بیر سنگھ کی بات۔ ہیروں کو پتھر بتا رہا ہے"۔ استاد بجلی نے راگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کوئی بات نہیں استاد بجلی سودے میں تو ایسا ہوتا رہتا ہے تم تو اس کاروبار میں پرانے آدمی ہو گھبراؤ نہیں سب ٹھیک ہو جائے"...... راگو نے استاد بجلی کے بازو پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر دونوں بیر سنگھ کے پیچھے اس کمرے سے باہر نکل کر دوبارہ اسی کمرے کی طرف بڑھ گئے جہاں وہ پہلے موجود تھے۔

ہالی ڈے کلب کے انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے لیکن انتہا
پرسکون ہال کے ایک گوشے میں ارباب اور لیلیٰ بیٹھے ہوئے تھے
ابھی چند لمحے پہلے ہی کلب پہنچے تھے۔ چونکہ ابھی شام ہو رہی تھی اس۔
ابھی ہال آدھے سے زیادہ خالی تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ جیسے ہی ش
کے سائے گہرے ہوتے جائیں گے دارالحکومت کے اعلیٰ طبقے سے تعا
رکھنے والے لوگ ہالی ڈے کلب کا رخ کرنا شروع ہو جائیں گے کیونا
اس کلب کی سروس بھی اعلیٰ تھی اور یہاں کا ماحول بھی۔ لیلیٰ کو یہ کلہ
ماحول کے ساتھ ساتھ یہاں کی صفائی ستھرائی کے لحاظ سے بے حد پ
تھا۔ یہاں صفائی کا اس قدر اعلیٰ انتظام تھا کہ یہاں بیٹھنے کے بعد کو
تصور نہیں کر سکتا تھا کہ دنیا میں کہیں گرد یا مٹی بھی ہو سکتی ہے ا
لئے جب بھی انہیں فرصت ملتی وہ کلب میں آجاتے اور رات گئے تک
یہاں بیٹھنے کے بعد واپس اپنی رہائش گاہ پر جاتے۔ ویٹر ان سے اور

جوس کا آرڈر لے کر واپس جا چکا تھا۔ چونکہ ابھی ڈنر کا وقت نہیں ہوا تھا
اس لئے ارباب نے اورنج جوس لانے کا آرڈر دے دیا تھا۔

" تمہارا کام آج کل بے حد ڈھیلا جا رہا ہے کیوں "....... اچانک لیلیٰ
نے کہا تو ارباب بے اختیار چونک پڑا۔

" ڈھیلا جا رہا ہے کیا مطلب۔ تم جیسی مضبوط اور موٹی رسی بلکہ
رسے کے باوجود "....... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ رسا تمہاری گردن میں بھی پڑ سکتا ہے سمجھے یا مجھے بتاؤ کہ رقمیں
کہاں جاتی ہیں آج کل "....... لیلیٰ نے چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو پھیلاتے
ہوئے کہا۔

" اکاؤنٹ میں ہی جاتی ہیں اور کہاں جانا ہے انہوں نے۔ یہ اور
بات ہے کہ اکاؤنٹ میں پہنچنے کے بعد وہ آئس کریم پارلر کے مالک
کے اکاؤنٹ میں شفٹ ہو جاتی ہیں "....... ارباب نے جواب دیا۔

" اسی لئے تو پوچھ رہی ہوں کہ کام ڈھیلا کیوں جا رہا کہ آئس کریم
پارلر کا حساب دینے کے بعد اکاؤنٹ میں صرف پیسے ہی بچ جاتے
ہیں "....... لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے آئس کریم پارلر کے مالک نے پورا
پلازہ ہی خرید لیا ہے "....... ارباب نے کہا۔

" خرید لیا ہو گا۔ خرید و فروخت تو ہوتی ہی رہتی ہے۔ کسی نے بیچا
ہو گا تو اس نے خرید لیا ہو گا۔ تم میری بات کا جواب دو "....... لیلیٰ نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات کا ہی تو جواب دے رہا ہوں۔ اگر تم آئس کریم کھانے کی رفتار میں اعشاریہ ایک فیصد بھی کمی کر دو تو یہ پلازہ تمہارے نام پر خریدا جا سکتا ہے"...... ارباب نے جواب دیا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی اب نکمے اور نکھٹو ہوتے جا رہے ہو"...... لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ارباب اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ ویٹر نے دو اورنج جوس کے گلاس لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"سنو"...... ارباب نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا جو گلاس رکھ کر واپس مڑ رہا تھا۔

"یس سر"...... ویٹر نے مڑ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے اس ٹیبل پر عاشق علی سرو کرتا تھا لیکن آج وہ ہال میں بھی نظر نہیں آ رہا۔ کیا ہوا ہے اسے بیمار تو نہیں ہو گیا"...... ارباب نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ پاگل ہو چکا ہے سر"...... ویٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا تو ارباب اور لیلیٰ بے اختیار چونک پڑے۔ ویٹر کا جواب سن کر دونوں کے چہروں پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب کیا تم ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہو"...... ارباب نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں سر میں بھلا ایسی جرأت کیسے کر سکتا ہوں میں حقیقت عرض کر رہا ہوں"...... ویٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ارباب

کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب کیا واقعی عاشق علی پاگل ہو گیا ہے مگر کیوں ہم پچھلے ہفتے آئے تھے تو وہ ٹھیک ٹھاک تھا"...... ارباب نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کی نوجوان بیٹی غنڈوں نے اغوا کر لی ہے اس کی بیوی پہلے ہی مر چکی تھی۔ بیٹا بھی کوئی نہ تھا ایک ہی بیٹی تھی جسے وہ پڑھا رہا تھا کالج میں پڑھتی تھی بارہویں جماعت میں۔ وہ کالج سے واپس آ رہی تھی کہ ایک بس اڈے پر اچانک ایک کار اس کے قریب آ کر رکی اور غنڈوں نے بھرے بازار میں سب کے سامنے اسے اٹھا کر کار میں ڈالا اور لے گئے۔ عاشق علی اب سارے شہر میں اپنی بیٹی کو تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ وہ حقیقتاً پاگل ہو چکا ہے"...... ویٹر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا تو ارباب اور لیلیٰ دونوں کے چہروں پر شدید کرب کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ اوہ ویری سیڈ کب کا واقعہ ہے"...... ارباب نے کہا۔

"آج تیسرا روز ہے جناب"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"پولیس نے اب تک اسے برآمد نہیں کیا حالانکہ وہاں موجود لوگوں نے اور کچھ نہیں تو کار کے نمبر وغیرہ تو دیکھے ہی ہوں گے"۔ لیلیٰ نے کہا۔

"پولیس نے صرف پرچہ درج کر دیا ہے اور بس۔ عاشق علی غریب آدمی ہے وہ کیسے پولیس کے اخراجات ادا کر سکتا ہے پھر پولیس کا کہنا

ہے کہ وہ اپنے دشمن بتائے جب کہ عاشق علی ایسا آدمی تھا کہ اس کا کوئی دشمن ہی نہ تھا اس لئے اب وہ سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے اور ایک ایک سے اپنی بیٹی کے بارے میں پوچھتا ہے"...... ویٹر نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر بھی شدید کرب کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کلب کے مینیجر یا مالک نے کوئی کارروائی نہیں کی"...... ارباب نے کہا۔

"عاشق علی مینیجر صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ چونکہ یہ واقعہ کلب سے باہر کا ہے اس لئے وہ اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ہم سب نے بھی مینیجر صاحب سے کہا لیکن انہوں نے صاف جواب دے دیا۔ مالک تو جناب ملک سے باہر رہتے ہیں"...... ویٹر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی واپس مڑ گیا۔

"یہ تو ظلم ہے۔ انتہائی ظلم کہ دن دہاڑے اس طرح شریف لڑکیوں کو بھرے بازار سے اٹھا لیا جائے اور کسی کے کان پر جوں بھی نہ رینگے۔ اب دیکھو یہاں لوگ کس طرح مسرور و مست بیٹھے ہیں جیسے اس دنیا میں کہیں جرم ہی نہیں ہوتا جیسے کسی کو کوئی غم ہی نہ ہو"...... لیلیٰ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آؤ اس مینیجر سے بات کریں"...... ارباب نے اٹھتے ہوئے کہا تو لیلیٰ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ انہوں نے اورنج جوس کے گلاس کو ہاتھ ہی نہ لگایا تھا۔ ان کے اٹھتے ہی ویٹر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"ہم مینیجر سے ملنے جا رہے ہیں۔ انہیں لے جاؤ"...... ارباب نے

ویٹر سے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"جج جناب میرے متعلق کچھ نہ بتائیں جناب وہ ورنہ مینیجر صاحب مجھے بھی نوکری سے فارغ کر دیں گے وہ ان معاملات میں نے حد سخت ہیں"...... ویٹر نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ڈونٹ وری۔ تمہارا نام نہیں آئے گا"...... ارباب نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر واقع مینیجر کے شاندار وسیع و عریض دفتر میں داخل ہو رہے تھے۔

"خوش آمدید جناب"...... بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر لیکن انتہائی معزز سے شخص نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی بااخلاق لہجے میں کہا۔

"میرا نام ارباب ہے اور یہ میری بیوی ہے لیلیٰ"...... ارباب نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیئے"...... مینیجر نے مصافحہ کرنے کے بعد کہا اور وہ دونوں سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے جب کہ مینیجر بھی اپنی کرسی چھوڑ کر ان کے سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... مینیجر نے کہا۔

"تکلف رہنے دیجئے۔ یہ بتایئے کہ آپ کی کتنی بیٹیاں ہیں"۔ ارباب نے کہا تو مینیجر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بیٹیاں میری"...... مینیجر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں آپ کی"...... ارباب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری تین بیٹیاں ہیں جناب مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ منیجر کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"ان میں سے کوئی کالج میں بھی پڑھتی ہے"...... ارباب نے کہا۔

"جی ہاں میری سب سے چھوٹی بیٹی بی اے فائنل میں ہے مگر آپ کھل کر بات کیجئے۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں"...... منیجر کے لہجے میں اس بار تلخی نمایاں تھی۔

"آپ کا نام اوصاف احمد ہے تو جناب اوصاف احمد صاحب اگر آپ کی بیٹی کالج سے واپسی پر غنڈے اٹھا کر لے جائیں تو آپ یہ کہہ کر بیٹھ جائیں گے کہ یہ چونکہ کلب سے باہر کا واقعہ ہے اس لئے آپ نہیں کر سکتے"...... ارباب نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا تو منیجر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

"یہ آپ نے کیسی باتیں شروع کر دی ہیں۔ آپ کلب کے معزز گاہک ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ جو منہ میں آئے کہنا شروع کر دیں۔ کسی میں یہ جرأت ہے کہ میری بیٹی کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھ سکے میں اس کی آنکھیں نہ نکال دوں گا"...... منیجر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کے کلب کے ایک ویٹر عاشق علی کی نوجوان بیٹی کو کالج سے واپسی پر غنڈوں نے اغوا کر لے ہے لیکن آپ نے یہ کہہ کر کوئی کارروائی نہیں کی کہ یہ واقعہ کلب سے باہر کا ہے۔ آپ کی بیٹی اور

عاشق علی کی بیٹی میں کیا فرق ہے وہ بھی ایک شریف لڑکی ہے اور ایک معزز آدمی کی بیٹی ہے۔ جواب دیجئے کیا کیا آپ نے عاشق علی کے لئے جب کہ وہ آپ کے کلب کا ویٹر ہے۔ وہ بھی آپ کی طرح اس کلب کا ملازم ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ منیجر ہیں اور وہ ویٹر۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ویٹر کی عزت ہی نہیں ہوتی"...... ارباب نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا تو اوصاف احمد ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔

"آپ کا گلہ بجا ہے ارباب صاحب لیکن شاید آپ کے علم نہیں ہے کہ میں نے اس سلسلے میں ایس ایس پی صاحب سے بات کی ہے۔ میں نے انہیں دو بار فون کیا ہے انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ جلد از جلد اس لڑکی کو بازیاب کرا دیں گے۔ آپ بتائیں کہ اس سے زیادہ میں کیا کر سکتا ہوں حالانکہ عاشق علی گذشتہ تین روز سے کلب نہیں آرہا لیکن میں نے اسے ملازمت سے نہیں نکالا۔ اسے میں نے جواب اس لے دے دیا تھا کہ مالکوں کا یہی حکم ہے کہ کلب کے ملازمین کے ذاتی مسائل میں کسی طرح بھی دلچسپی نہ لی جائے"۔ منیجر اوصاف احمد نے جواب دیا۔

"کب فون کیا تھا آپ نے ایس ایس پی صاحب کو"...... ارباب نے پوچھا۔

"اسی روز جس روز اغوا ہوئی اور میرے کہنے پر ہی پولیس نے پرچہ درج کیا تھا ورنہ تو شاید وہ سرے سے پرچہ ہی درج نہ کرتے۔ دوسرے

روز ایس ایس پی صاحب یہاں کلب میں آئے تو میں نے ان سے خود بات کی۔ اس کے علاوہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ کلب کی مصروفیت ہی ایسی ہیں کہ کسی طرف زیادہ دھیان نہیں دیا جا سکتا۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر عاشق علی کے ساتھ ہونے والے حادثے پر گہرا دکھ ہے"۔ منیجر نے کہا۔

"کس تھانے میں پرچہ درج ہوا ہے"...... ارباب نے پوچھا۔

"تھانہ گلبہار میں۔ اس تھانے کے کسی بس سٹاپ پر وہ لڑکی کھڑی تھی جب اسے اغوا کیا گیا"...... منیجر نے جواب دیا۔

"منیجر صاحب اپنے ملازمین کے دکھ درد کو اسی طرح محسوس کیا کیجئے جیسے آپ اپنے دکھ درد کو محسوس کرتے ہیں۔ انسانیت اسی کا نام ہے۔ اگر آپ کی بیٹی کے ساتھ خدا نخواستہ ایسا حادثہ پیش آجاتا تو پھر میں دیکھتا کہ آپ یہاں بیٹھے کس طرح کام کر رہے ہوتے"...... ارباب نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ لیلیٰ بھی اٹھی اور خاموشی سے ارباب کے پیچھے چلتی ہوئی دفتر سے باہر آگئی۔

"اب کیا پروگرام ہے تھانے چلیں"...... لیلیٰ نے کہا۔

"وہاں جا کر کیا ملے گا وہی باتیں۔ مجھے اپنے آدمیوں سے بات کرنی ہو گی۔ ایسی واردات عام غنڈے نہیں کر سکتے یہ ضرور کوئی بڑا گینگ ہو گا اور ایک بار اس کا سراغ مل جائے پھر ان سے نمٹا جا سکتا ہے"...... ارباب نے کہا اور لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس اسی میز پر آکر بیٹھ گئے۔

"ڈنر کا وقت ہو گیا ہے سر اگر آپ ڈنر کرنا چاہیں تو"...... ویٹر نے قریب آکر کہا۔

"ہاں ڈنر لگا دو۔ منیجر سے ہماری بات ہوئی ہے اس نے ایس ایس پی سے بات کی ہے انشاء اللہ جلد ہی لڑکی برآمد ہو جائے گی"۔ ارباب نے ویٹر کی سراسیمہ نظروں کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ تھینک یو سر"...... ویٹر نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"پہلے فون یہاں لے آؤ"...... ارباب نے کہا تو ویٹر سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک کارڈلیس فون لا کر ارباب کے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔ ارباب نے فون پیس اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کراس کنٹری کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راحت سے بات کراؤ میں ارباب بول رہا ہوں"...... ارباب نے

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو راحت بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی اس کا لہجہ بھی مؤدبانہ تھا۔

"راحت گلبہار تھانے کی حدود سے تین روز پہلے کسی بس سٹاپ پر ہالی ڈے کلب کے ویٹر عاشق علی کی نوجوان لڑکی کو جب وہ کالج واپس آ رہی تھی غنڈوں نے دن دہاڑے اغوا کر لیا ہے۔ ایک

پارٹی نے ہمیں اس سلسلے میں انگیج کیا ہے بولو کیا تم اس بارے میں
کچھ کر سکتے ہو"...... ارباب نے آہستہ سے بات کرتے ہوئے کہا تاکہ
ساتھ والی میزوں تک اس کی آواز نہ جاسکے۔
"کیا اس لڑکی کو برآمد کرنا ہے یا صرف نشاندہی کرنی ہے"
راحت نے پوچھا۔
"برآمدگی کرنی ہے اور وہ بھی فوری"...... ارباب نے کہا۔
"ٹھیک ہے سر میں کام شروع کر دیتا ہوں سر جلد ہی آپ
رپورٹ دوں گا"...... راحت نے جواب دیا۔
"اوکے کام کو پوری تیز رفتاری سے کرو"...... ارباب نے جواب
دیا اور بٹن آف کر کے اس نے فون پیس واپس میز رکھ دیا۔
"تم نے پارٹی کی بابت کیوں کی کیا ویسے یہ راحت کام
کرتا"...... لیلیٰ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"اس کی بیوی بھی اس سے یہی کہتی ہے کہ اس کا کام ڈھیلا جا
ہے اس لئے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے تو لیلیٰ بے اختیار ہنس
پڑی۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ایک ضخیم کتاب پڑھنے
میں مصروف تھا۔ چونکہ آج کل سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ
تھا اس لئے عمران کا زیادہ تر وقت فلیٹ پر ہی گزرتا تھا۔ سلیمان بھی
اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران صرف کھانا کھانے قریبی ہوٹل چلا
جاتا تھا ورنہ وہ سٹنگ روم میں بیٹھا کتابیں پڑھنے میں ہی مصروف رہتا
تھا۔ جب بھی اسے فرصت ملی تھی اس کی حتی الوسع کوشش یہی ہوتی
تھی کہ وہ کتابیں اور رسالے پڑھنے میں وقت گزار دے۔ اس وقت
بھی اس کے ہاتھ میں ایک ضخیم کتاب تھی اور وہ اس کے مطالعے میں
اسی طرح محو تھا کہ ساتھ رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران
نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران مصروف مطالعہ
عمران بول رہا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی حالانکہ اس کی

نظریں مسلسل کتاب پر جمی ہوئی تھیں

"یہ کتابان کا لفظ آپ نے خوب ایجاد کر لیا ہے عمران صاحب
صفدر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے صفدر کی ہنستی ہوئی
سنائی دی۔

"تم یقیناً طویل عرصے پہلے سکول پڑھتے رہے ہو۔ مہربان ورنہ
گرائمر جس میں کتاب کی جمع کتب ہوا کرتی تھی متروک ہو چکی ہے
اب تو آن بان شان کا زمانہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
تو دوسری طرف سے صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"مجھے یقین ہے کہ سلیمان فلیٹ پر نہیں ہے گاؤں گیا ہوا ہو
صفدر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ تم نے یہ اندازہ کیسے لگایا"...... عمران نے چونک کر پو

"اس کی موجودگی میں کم از کم آپ اس طرح رات گئے آوارہ گر
نہیں کر سکتے جس طرح آج کل ہو رہی ہے"...... دوسری طرف
صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے لئے بھی کسی صفدرن یا اس
وزن پر صالحن کا بندوبست کرنا پڑے گا"...... عمران نے مسکر
ہوئے کہا۔

"وہ کیوں آوارہ گردی آپ کریں اور بندوبست میرا ہو"...
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھائی آورہ گردی کو دیکھنے والا بھی تو یہی کام کرتا پھر رہا ہو

بقول تمہارے سلیمان کی موجودگی میں یہ کام میں نہیں کر سکتا اور
سلیمان کی آج واپسی ہے جب کہ تمہارے لئے ظاہر ہے کوئی نہ کوئی
بندوبست تو کرنا ہی ہو گا"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس
پڑا۔

"میں آوارہ گردی نہیں کر رہا تھا بلکہ جاگنگ کر رہا تھا کہ آپ کار
میں میرے قریب سے گزرے۔ آپ کے جسم پر مکمل لباس تھا اس کا
مطلب ہے کہ آپ واقعی آوارہ گردی ہی کرتے رہے ہیں ساری
رات"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو اور بھی زیادہ خطرناک معاملہ ہے کہ تمہیں آدھی رات کو
جاگنگ کرنا پڑتی ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور زیادہ زور سے
ہنس پڑا۔

"آدھی رات نہیں پچھلی رات صبح کے قریب کی بات کر رہا ہوں۔
ویسے ابھی میں نے مس جولیا کو یہ بات نہیں بتائی۔ اگر آپ اجازت
دیں تو بتا دوں"...... صفدر کے لہجے میں شرارت تھی۔

"جولیا کو بے شک بتا دو تاکہ اسے بھی معلوم ہو سکے کہ میری
راتیں کیسے گزرتی ہیں شاید اس کے پتھر دل میں جونک لگ جائے
لیکن اماں بی کو نہ بتانا ورنہ رات تو رات دن کی آوارہ گردی بھی بند ہو
جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ آئندہ چھ ماہ ہسپتال کے بستر پر پڑے
ہائے ہائے کرتے ہی گزریں گے"...... عمران تے کہا تو صفدر ایک بار
پھر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے اچھا ہوا آپ نے خود ہی بتا دیا ورنہ یہ بات میرے ذہن میں نہ تھی۔ بہرحال اب آپ کو بتانا ہی پڑے گا کہ رات آوارہ گردی کس سلسلے میں ہو رہی تھی"...... صفدر نے کہا۔

"یہاں میرے فلیٹ پر آجاؤ دو چار کلو مٹھائی اور چالیس پچاس گز کی پگڑی ساتھ لے آنا پھر تمہیں اس اہم راز سے آگاہ کیا جاسکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آرہا ہوں"...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب بھی بند کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے صبح ٹائیگر کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ استاد تاجو کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے اطلاع دے کہ انہوں نے ماسٹر جان محمد کی بیٹی کو کس لئے اغوا کرنے کی کوشش کی کیا اس کے پیچھے ان کا کوئی خاص مقصد تھا اور ابھی تک ٹائیگر کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تھا اور وہ خود بھی اس بات کو بھول گیا تھا اب صفدر کے یاد دلانے پر اسے خیال آیا تھا کہ ابھی تک ٹائیگر نے رپورٹ کیوں نہیں دی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ صفدر کے آنے سے پہلے وہ ٹائیگر سے رپورٹ لے لے۔ ٹرانسمیٹر میز پر رکھ کر اس نے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو عمران کالنگ اوور"...... عمران نے بار بار کال دینا شروع کر

دی۔ چند لمحوں بعد کال رسیور کرنے والا بلب جل اٹھا۔

"یس باس ٹائیگر بول رہا ہوں اوور"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم نے ابھی تک اس استاد تاجو کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی اوور"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"تاجو کو آج صبح ہلاک کر دیا گیا ہے باس۔ وہ گلشن خیابان کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں رہتا تھا وہاں سے اس کی لاش ملی ہے اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کوٹھی میں رہتا تھا۔ تو کیا وہ کوئی بڑا غنڈہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ گلی محلوں میں پھرنے والا کوئی عام سا غنڈہ ہو گا اوور"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے جہاں تک اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ایک سال قبل تک وہ واقعی عام سا غنڈہ تھا لیکن پھر اس کا رابطہ ناگی گروپ سے ہو گیا تب سے اس کا رہن سہن بدل گیا تھا اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ناگی گروپ یہ کون ہے اور کیا کرتا ہے۔ اس تاجو کو کس نے ہلاک کیا ہے اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے خود اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ بڑے بازار میں کوئی ناگی ہوٹل ہے اس کا مالک ناگی نام کوئی غنڈہ ہے جس نے باقاعدہ گروپ بنا رکھا ہے اور یہ گروپ ہر

قسم کی غنڈہ گردی میں ملوث رہتا ہے۔ اب اس ناگی کی طرف جانے
پروگرام بنا رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا

"ٹھیک ہے اس بارے میں تفصیلی معلومات کرو اور پھر
رپورٹ دو اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر
تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھا اور بیرونی درواز
کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے یعنی اتنے سارے بن بلائے مہمان خواہ مخواہ"...... عمرا
نے دروازہ کھولتے ہی کہا کیونکہ باہر صفدر کے ساتھ ساتھ چوہان
خاور بھی موجود تھے۔

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ صفدر کو شاگرد بنا رہے ہیں تو ہم
سوچا کہ ہم بھی اس تقریب میں شمولیت کر کے ثواب دارین حاصل
لیں"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس
پڑا۔

"جب آپ سے فون پر بات ہو رہی تھی تو یہ دونوں میرے پاس
بیٹھے ہوئے تھے اس لئے ہم اکٹھے ہی چلے آئے"...... صفدر نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ لے کر کیا آئے ہو"...... عمران نے ان کے اند
آنے پر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو ہم آپ کے حق میں نیک دعاؤں کا تحفہ ہی لے آ
ہیں البتہ اب دیکھیں گے کہ آپ اس تحفے کے بدلے کیا دیتے ہیں"
صفدر نے کہا۔

"بس تم میرے شاگرد بن ہی نہیں سکتے کیونکہ ابھی خود مجھ میں
اس قدر اعلیٰ اخلاق پیدا نہیں ہو سکا کہ میں تحفے کے بدلے کا سوچ
سکوں"...... عمران نے سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور سب
بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"ویسے عمران صاحب ہم تینوں واقعی اس بارے میں بہت سوچتے
رہے ہیں کہ آپ مکمل لباس میں رات کے وقت کہاں سے آ رہے تھے۔
آخر کار ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یقیناً آپ نے کسی نئے کیس کا سرا لگا لیا
ہے اور اپنی عادت کے مطابق آپ اکیلے ہی اس پر کام کر رہے
ہیں"...... صفدر نے سٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جب کہ
خاور بجائے سٹنگ روم میں آنے کے سیدھا کچن کی طرف بڑھ گیا تھا اور
اب وہ وہاں سے ٹرالی دھکیلتا ہوا سٹنگ روم میں لے آیا تھا۔

"ارے ارے یہ کیا۔ یہ تو آغا سلیمان پاشا کا مال ہے وہ کسی کو بھی
ہاتھ نہیں لگانے دیتا"...... عمران نے ٹرالی دیکھتے ہی چونک کر انتہائی
پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ٹرالی میں موجود سنیکس اور دوسرے
لوازمات کو ایک صدی گزر چکی ہو گی اس لئے اس صدی پر ہی خالی ہو
جانا چاہئے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پلیٹیں اٹھا اٹھا کر میز
پر رکھنی شروع کر دیں جب کہ عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے
سر پکڑ لیا۔

"وہ۔ وہ میری گردن پکڑ لے گا کہ بولو کہاں گیا سارا مال"۔ عمران

نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" آپ کہہ دیجئے گا کہ ڈاکو آگئے تھے "...... اس بار چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک پلیٹ میں موجود سنیکس اٹھا کر کھانا شروع کر دیا۔

" ڈاکو۔ ارے کیا واقعی "...... عمران نے خوف سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔

" بس اسی طرح ہمیں دیکھتے رہیے۔ پلیٹوں کی طرف نہ دیکھیں ورنہ آپ کو دل کا دورہ بھی پڑ سکتا ہے "...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے فلاسک میں سے چائے پیالیوں میں ڈالنی شروع کر دی اور پھر ان سب نے واقعی انتہائی بے تکلفانہ انداز میں چائے پینے کے ساتھ ساتھ پلیٹیں صاف کرنی شروع کر دیں۔

" ارے ارے مال مفت دل بے رحم۔ ارے کچھ تو چھوڑ دو "۔ عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

" خالی پلیٹیں چھوڑ جائیں گے آپ بے فکر رہیں "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے چیزیں اٹھا اٹھا کر منہ میں ڈالنی شروع کر دیں۔

" اوہ اوہ اس قدر تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے عمران صاحب کافی مال ہے اطمینان سے کھائیں "...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے کچھ تو حق بہ حقدار رسید ہونا چاہئے "...... عمران نے تیزی سے منہ بناتے ہوئے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" آپ نے اس فلم والا سین یاد دلا دیا ہے جس میں ایک مزاحیہ اداکار چھولے وغیرہ بیچتا تھا۔ وہ پتنگوں کا بھی بے حد شوقین تھا چنانچہ اسے اچانک آسمان پر ایک کٹی ہوئی پتنگ ڈولتی ہوئی نظر آگئی تو اس نے چھولوں کا چھابہ وہیں سڑک کے کنارے رکھا اور پتنگ لوٹنے کے لئے دوڑ پڑا جب وہ واپس آیا تو اس کے گلے میں پھٹی ہوئی پتنگ موجود تھی اور وہ ڈور ہاتھ میں لپیٹ رہا تھا لیکن اس نے دیکھا کہ ایک بیل اس کے چھولے کھانے میں مصروف تھا۔ اس نے پہلے تو اس بیل کو بھگانے اور چھولے کھانے سے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے روک نہ سکا تو اس نے بالکل آپ کی طرح دونوں ہاتھوں سے خود بھی چھولے کھانے شروع کر دیئے تاکہ سب کچھ تو بیل نہ کھا جائے کچھ تو وہ بچا کر اپنے پیٹ میں بھی ڈال لے۔ آپ نے بھی آج وہی کام دکھایا ہے "...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اس بیچارے کا واسطہ تو ایک سے پڑا تھا یہاں تو تین ہیں "۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے ان تینوں کو ہی بیل بنا دیا تھا۔

" شکر ہے اس فلم میں بیل دکھایا گیا تھا گائے نہیں دکھائی گئی تھی "...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

" پھر تو میں اتنا مال اور نکال کر لے آتا۔ ظاہر ہے ایک کی بجائے تین واہ "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار اس قدر زور

دار قہقہے لگے کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے چھت ہی اڑ جائے گی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"بے بس ولاچار و بے کس علی عمران بول رہا ہوں"....... عمران نے کہا تو صفدر اور ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ تم کیا بات ہے کوئی خاص ہو گئی ہے"....... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے اتنی جلدی ٹائیگر کی طرف سے کال کی امید نہ تھی۔

"باس اس تاجو کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے اسے ناگی گروپ کے آدمیوں نے اس لئے ہلاک کر دیا ہے کہ وہ لڑکی کو اغوا کرنے میں ناکام رہا تھا کار چلانا اس کے ذمے تھا اور کار خراب ہو گئی۔ اس کی پاداش میں اسے موت کی سزا دی گئی ہے کیونکہ کسی پارٹی سے وہ وعدہ پورا نہیں کرا سکا۔ یہ گروپ نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر کے انہیں دوسرے ملکوں میں سمگل کرنے کا دھندہ کرتا ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"لڑکیاں اغوا کر کے سمگل کرتا ہے۔ کیا مطلب۔ اس سے انہیں کیا فائدہ ہوتا ہے وہ لوگ کیا کرتے ہیں لڑکیوں کا"....... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باہر یہ دھندہ بہت عروج پر ہے۔ دوسرے ملکوں کے قحبہ خانوں میں یہ لڑکیاں بھجوائی جاتی ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی بھیانک جرم ہے کہ شریف لڑکیوں کو اس طرح جہنم میں دھکیل دیا جائے۔ اوہ اوہ کہاں ہے وہ ناگی"۔ عمران نے انتہائی تلخ اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ اس وقت پاکیشیا میں نہیں ہے کہیں باہر گیا ہوا ہے البتہ اس کا اسسٹنٹ جانی کلب میں موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو اسے میں اغوا کر کے لے آؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دو تاکہ میں اسی سے اس گھنی کاروبار کا سیٹ اپ معلوم کر سکوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہیں باس میں اسے وہاں پہنچا کر آپ کو فون کر دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا قصہ ہے عمران صاحب کن لڑکیوں کی بات ہو رہی تھی"...... صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ تو عمران نے انہیں گذشتہ رات کے ایک ڈیڑھ بجے ایک نوجوان لڑکی کی اچانک آمد سے لے کر اس کے گھر پہنچانے اور پھر ہسپتال اور اس کے بعد واپس آنے کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

"تو آپ یہ نیک کام کر کے واپس آ رہے تھے۔ آئی ایم سوری عمران

صاحب کہ میں نے اپ پر آوارہ گردی کا الزام لگایا"...... صفدر نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کا ستا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہو گیا تھا۔

"کوئی بات نہیں جب تمہیں اصل واردات کا علم ہی نہیں تھا تو تم نے تو ایسے ہی کہنا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب کیا مجرموں کا پتہ چل گیا ہے جو ٹائیگر نے کال کی ہے"...... خاور نے پوچھا۔

"جس آدمی کو شناخت کیا گیا تھا اسے آج صبح اس کی رہائش گاہ پر گولی مار دی گئی ہے۔ اس آدمی کا تعلق کسی بدمعاش ناگی گروپ سے تھا۔ ٹائیگر کی انکوائری کے مطابق یہ بدمعاش گروپ لڑکیوں کو اغوا کر کے غیر ملک سمگل کرنے کا مکروہ دھندہ کرتا ہے۔ اس گروپ کا سربراہ ناگی تو ملک سے باہر گیا ہوا ہے البتہ اس کا اسسٹنٹ جانی موجود ہے۔ میں نے ٹائیگر سے کہا ہے کہ وہ اس جانی کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے تاکہ اس سے اس مکرہ دھندے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے ان لوگوں کو عبرتناک سزا دی جا سکے"۔ عمران نے کہا۔

"صدیقی بھی گذشتہ ایک ہفتے سے اسی طرح کے ایک کیس کے سلسلے میں معلومات حاصل کرنے میں مصروف ہے۔ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ دارالحکومت سمیت پورے پاکیشیا سے نوجوان اور شریف لڑکیوں

کو اغوا کر کے سمگل کرنے کا دھندہ ان دنوں پورے زوروں پر ہے اور بڑی بڑی تنظیمیں اس میں ملوث ہیں۔ وہ اس پوائنٹ پر کام کر رہا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"اگر صدیقی کی معلومات درست ہیں تو پھر اس مکروہ دھندے کے خلاف ہمیں پوری قوت سے کام کرنا پڑے گا۔ نجانے ان لوگوں نے اب تک کتنے خاندانوں کو تباہ کر دیا ہو"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب نہ صرف ان مجرموں کو عبرتناک سزا ملنی چاہئے بلکہ ان کے پیچھے جو اصل سرپرست ہیں انہیں بھی منظر عام پر لانا چاہئے ورنہ دس غنڈے آپ جیلوں میں پہنچا دیں گے تو بیس اور سامنے آجائیں گے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں چیف سے بات کر کے اس سلسلے میں کام کرنے کی باقاعدہ اجازت لے لینی چاہئے تاکہ ان کے خلاف بھرپور انداز میں کام کیا جا سکے"...... خاور نے کہا۔

"اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ چیف نے اس مقصد کے لئے فور سٹارز کی منظوری دی ہوئی ہے اور یہ مشن فور سٹارز کا ہی بنتا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ان مجرموں کو سزا دینے کے ساتھ ساتھ ان لڑکیوں کو بھی واپس لانا چاہئے جنہیں یہ لوگ سمگل کر چکے ہیں تاکہ ان کی زندگیاں تو اس عذاب سے نکل سکیں"...... صفدر نے کہا۔

"مسئلہ تو یہی ہے کہ ہمارا معاشرہ ان لڑکیوں کو قبول ہی نہیں کرتا حالانکہ ان میں ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود ان کی زندگیاں تلخ کر دی جاتی ہیں۔ بہرحال صفدر کی بات ٹھیک ہے ان لڑکیوں کو واقعی اس عذاب سے نجات ملنی چاہئے پھر چاہے انہیں یہاں کسی فلاحی ادارے میں پہنچا دیا جائے جہاں وہ عزت کی زندگی گزار سکیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں صدیقی سے معلومات حاصل کر لیں"...... خاور نے کہا۔

"پہلے میں خود اس سلسلے میں جانی سے پوچھ گچھ کر لوں پھر صدیقی سے بات کروں گا"...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھ کھڑا ہوا۔

"عمران صاحب اب ہمیں اجازت دیجئے تاکہ آپ اطمینان سے اس کیس پر کام کر سکیں البتہ میری ایک درخواست ہے کہ اس بار آپ پوری ٹیم کو اس کیس میں شامل کر لیں۔ اس وقت کوئی اور کیس تو سامنے نہیں ہے اور فارغ رہ رہ کر ہم بھی تنگ آ چکے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ضروری ہوا تو تم لوگوں کو بیرون ملک سمگل شدہ لڑکیوں کو واپس لانے کا مشن سونپ دیا جائے گا لیکن ابھی نہیں۔ ابھی اس کیس کی صحیح نوعیت تو سامنے آئے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں اجازت لے کر اور سلام کر کے واپس چلے گئے تو عمران نے لباس تبدیل کیا اور پھر فلیٹ

سے وہ رانا ہاؤس روانہ ہو گیا۔ جب سے اس نے ٹائیگر سے سنا تھا کہ لوگ شریف لڑکیوں کو اغوا کر کے بیرون ملک قحبہ خانوں میں فل کر رہے ہیں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ایک لمحے میں نہ صرف ان لڑکیوں کو واپس لے آئے بلکہ اس سارے گروپ یا تنظیموں کو زندہ زمین میں دفن کر دے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ٹائیگر کی کال کا انتظار کرنا بھی گوارہ نہ کیا تھا اور صفدر اور اس کے ساتھیوں کے جاتے ہی وہ خود بھی رانا ہاؤس چل پڑا تھا۔ وہ جیسے ہی رانا ہاؤس کے گیٹ پر پہنچا اس نے وہاں پہلے سے ٹائیگر کی کار کھڑی دیکھی جب کہ ٹائیگر کار سے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کرنے کے لئے گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن عمران کی کار رکنے کی آواز سنتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ ان کی طرف بڑھ گیا۔

"میں اسے لے آیا ہوں باس کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان پڑا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے کال بیل بجاؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر واپس مڑا اور اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کے اندر بنی ہوئی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آ گیا۔

"جوزف پھاٹک کھولو"...... عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا جب کہ ٹائیگر واپس اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد

پھاٹک کھلتے ہی ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی اور عمران اس کے پیچھے
اندر لے گیا۔ دونوں کاریں پورچ میں جا کر رکیں تو عمران نیچے اتر
اسی لمحے برآمدے سے جوانا بھی قدم بڑھاتا آگے آگیا۔ اس نے عمران
سلام کیا۔

"جوانا ٹائیگر کی کار کی عقبی سیٹ کے نیچے ایک بے ہوش آدمی
ہوا ہے اسے بلیک روم میں لے جاؤ اور راڈز میں جکڑ دو"...... عمر
نے جوانا سے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا جو کار کا
دروازہ کھول کر خود ہی اندر موجود بے ہوش بھاری بھر کم آدمی
کھینچنے میں مصروف تھا جب کہ جوزف پھاٹک بند کر کے واپس پو
کی طرف آ رہا تھا۔ جوانا نے ایک جھٹکے سے اس آدمی کو باہر کھینچا او
اسے کاندھے پر ڈال کر وہ عمارت کی اندرونی سمت کر بڑھ گیا۔

"تم نے معلومات کی ہیں کہ یہ لوگ کس ٹائپ کی لڑکیاں
کرتے ہیں اور پھر انہیں کس ذریعے سے سمگل کرتے ہیں"۔ عمران
ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس تفصیلی انکوائری تو نہیں ہو سکی۔ صرف سرسری طور پر
چلا ہے یہ کوئی چھوٹا گروپ نہیں ہے بلکہ اس گروپ کی جڑیں پورے
ملک میں پھیلی ہوئی ہیں اور عام طور پر یہ راہ جاتی شریف لڑکیوں
اغوا کر کے اپنے کسی اڈے پر لے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے انہ
خفیہ طور پر بیرون ملک پہنچا دیتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اندرون ملک
بھی انہوں نے خفیہ قحبہ خانے بنائے ہوئے ہیں جہاں پر ان لڑکیوں

گئے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس جانی کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا اسے تمام معلومات ہوں
گی"...... عمران نے کہا۔

"یہ ناگی کا اسسٹنٹ ہے اور ناگی گروپ کی اس معاملے میں کافی
اہمیت ہے اس لئے بہرحال کچھ نہ کچھ تو اسے ضرور معلوم ہو گا"۔ ٹائیگر
نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ
بلیک روم میں پہنچ گئے جہاں جوانا نے اس آدمی کو ایک کرسی پر راڈز
میں جکڑ دیا تھا۔ جوزف بھی ان کے پیچھے ہی بلیک روم میں آگیا۔

"یہ کون ہے ماسٹر۔ شکل صورت سے تو عام غنڈہ ہی لگتا ہے"۔
جوانا نے کہا۔

"ہاں لیکن ان لوگوں کا جرم نہ صرف بھیانک ہے بلکہ ناقابل
برداشت بھی ہے"...... عمران نے کہا اور کرسی گھسیٹ کر وہ واپس
جانی کے سامنے بیٹھ گیا۔ ٹائیگر کو بھی اس نے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ

"کیسا جرم ماسٹر"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ اس گروپ کا ممبر ہے جو شریف لڑکیوں کو اغوا کر کے اندرون
اور بیرون ملک قحبہ خانوں میں فروخت کر دیتے ہیں"۔ عمران نے
نفرت آمیز لہجے میں جواب دیا تو جوانا اور جوزف دونوں کے
چہرے بھی نفرت سے بگڑ گئے۔

"ماسٹر آپ اسے میرے حوالے کر دیں میں اسے بتاؤں گا ک
کیا ہوتا ہے"...... جوانا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"پہلے اس سے معلومات حاصل ہو جائیں پھر میں سوچوں گا کہ
لوگوں کو کس قسم کی سزا دی جائے"...... عمران نے اس قدر س
میں کہا کہ ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر کے جسم میں سردی کی لہر
دوڑتی چلی گئیں۔
"اسے ہوش میں لے آؤں ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔
"ہاں لیکن خیال رکھنا ابھی میں نے اس سے بہت کچھ
ہے"...... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے
بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے جانی کا منہ اور ناک بند کر دیئے
لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہو
جوانا نے ہاتھ واپس ہٹایا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی
جانی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور ساتھ ہی اس کے منہ
اختیار کراہ سی نکل گئی۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا
لمحوں تک تو جانی لاشعوری کیفیت میں رہا پھر جیسے ہی اس کا
بیدار ہوا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظا
راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا
اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے وہ حیرت
نظروں سے بلیک روم کو اور سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور ٹائیگر
کے عقب اور ساتھ کھڑے ہوئے دیوہیکل جوزف اور جوانا

طرح دیکھ رہا تھا جیسے اچانک وہ اپنی دنیا سے نکل کر کسی اور سیارے
میں پہنچ گیا ہو۔
"تمہارا نام جانی ہے"...... عمران نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں
کہا۔
"ہاں۔ ہاں مگر مگر یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو۔ یہ میں کہاں آگیا
ہوں۔ میں تو اپنے کمرے میں تھا پھر پھر"...... جانی نے بری طرح
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا وہ ابھی تک اپنے آپ کو ذہنی طور پر اس
ماحول سے ایڈجسٹ نہ کر پا رہا تھا۔
"تمہارا تعلق ناگی گروپ سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"میں تو ناگی ہوٹل کا مینیجر ہوں البتہ ہوٹل کے مالک کا نام ناگی
ضرور ہے"...... جانی نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ہوٹل کے علاوہ تمہارا مالک ناگی اور کیا کرتا ہے"...... عمران
نے پوچھا۔
"اس کا کاروبار ہے لکڑی کا وہ ملک کے شمالی علاقوں سے لکڑیاں
خریدتا ہے اور پھر اندرون ملک اور بیرون ملک بھجواتا ہے"...... جانی
نے جواب دیا۔
"لکڑیاں یا لڑکیاں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو جانی بے
اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے حیرت اور الجھن
کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گیا۔
"لڑکیاں نہیں جناب لکڑیاں۔ لڑکیوں کا کاروبار بھلا کیسے ہو سکتا

ہے وہ تو جرم ہے"...... جانی نے جواب دیا۔ اب وہ واقعی ہر لحاظ
سنبھلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"ناگی کا کاروباری دفتر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ چل پھر کر کام کرتا ہے کوئی دفتر نہیں ہے۔ اس کا کہنا ہے
دفتر بناؤ تو پھر ٹیکس لینے والے پیچھے پڑ جاتے ہیں جب کہ اس طرح
بغیر کوئی ٹیکس دیئے اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی ہے"...... جانی نے
بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر ناگی سے فوری طور پر ملنا ہو تو کہاں ملا جا سکتا ہے"۔ عمران
نے پوچھا۔

"وہ بادشاہ آدمی ہے۔ اپنی مرضی کا مالک ہے اس لئے کچھ پتہ نہیں
کہ کب کہاں ہو گا البتہ وہ دارالحکومت میں ہو تو پھر ہوٹل آجاتا
ہے"...... جانی نے جواب دیا۔

"جوانا"...... عمران نے سائیڈ پر کھڑے ہوئے جوانا سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے چونک کر کہا۔

"جانی کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا تیزی سے جانی کی طرف بڑھنے
لگا۔

"کیا کیا مطلب یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ مم مم"...... جانی نے حیرت

بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا جوانا
کی سیدھی انگلی کسی نیزے کی طرح اس کی دائیں آنکھ میں گھستی چلی
گئی اور کمرہ جانی کے حلق سے نکلنے والی انتہائی بھیانک چیخ سے گونج
اٹھا۔ جوانا نے انگلی واپس کھینچی اور پھر اسے جانی کے لباس سے ہی
صاف کرنے لگا جب کہ جانی مسلسل چیخیں مارنے کے ساتھ ساتھ ادھر
ادھر اس طرح سر مار رہا تھا جیسے اس کی گردن نے اس کے سر کا وزن
اٹھانے سے انکار کر دیا ہو اور پھر اس کی آواز گھٹ گئی اور سر ایک طرف
کو ڈھلک گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کی ضائع شدہ آنکھ سے خون
اور مواد نکل نکل کر اس کے گال سے ہو کر اس کے لباس پر گر رہا تھا۔

"اس کے سر اور چہرے پر پانی ڈالو"...... عمران نے اسی طرح سرد
لہجے میں کہا اور جوانا خاموشی سے مڑا اور ایک طرف دیوار میں نصب
الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے پانی کی
بھری ہوئی بوتل نکالی اور واپس بے ہوش جانی کی طرف مڑا اور پھر اس
نے بوتل میں موجود آدھا پانی اس کے سر اور آنکھ پر ڈالا تو جانی ایک بار
پھر چیخ مار کر ہوش میں آگیا اور ایک بار پھر اس نے پینڈولم کی طرح
دائیں بائیں سر مارنا شروع کر دیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری
طرح مسخ ہو رہا تھا۔ جوانا نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور بوتل اس
کے منہ سے لگا دی۔ جانی اس طرح پینے لگا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا
ہے جب کچھ پانی اس کے حلق سے اتر گیا تو جوانا نے بوتل ہٹائی اور
باقی ماندہ پانی بھی اس کے چہرے اور زخمی آنکھ پر انڈیل دیا پھر خالی

بوتل پکڑے وہ واپس مڑا اور اس نے بوتل ایک طرف پڑی ہو
ٹوکری میں اچھال دی۔ جانی کی چیخیں تو بند ہو گئی تھیں لیکن
مسلسل کراہ رہا تھا۔ اس کی باقی بچ جانے والی اکلوتی آنکھ تکلیف
شدت سے سرخ پڑ گئی تھی اور چہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات
آئے تھے۔ وہ اب اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا
جیسے بچے کسی خوفناک بلا کو انتہائی سہمے ہوئے انداز میں دیکھتے ہیں۔

" تم نے نتیجہ دیکھ لیا جھوٹ بولنے کا اور ابھی تمہاری دوسری آنکھ
سلامت ہے جسم کی تمام ہڈیاں بھی سلامت ہیں جو ایک ایک کر کے
توڑی جا سکتی ہیں اور پھر تمہارا لنج منج جسم جب ناگی ہوٹل کے سامنے
فٹ پاتھ پر پڑا ہو گا اور مکھیاں تم پر بھنبھنا رہی ہوں گی تو میں دیکھوں
گا کہ تمہارا مالک ناگی جس کی خاطر تم جھوٹ بول رہے ہو تمہاری کیا
مدد کرتا ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" تم تم کون ہو کیا چاہتے ہو۔ کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے
کون ہو تم"...... جانی نے اس بار انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" تم مجھے فی الحال موت کا فرشتہ سمجھ سکتے ہو اور یہ بھی سن لو کہ
میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں تمہارے سوالوں کا جواب دیتا
رہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارا مالک ناگی اور اس کا گروپ
نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر کے فروخت کرنا کا دھندہ کرتا ہے اور تم نے
تاجو کو اس کی رہائش گاہ پر اس لئے گولی مار کر ہلاک کر دیا کہ کل رات
ایک لڑکی اس کے ہاتھ سے نکل بھاگی تھی اور تمہارا مالک ناگی اپنا

وعدہ پورا نہ کر سکا تھا۔ بولو جواب دو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"۔ عمران
نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم مم مجھے کچھ نہیں معلوم خدا کی قسم میں بے گناہ ہوں۔ میرا
تعلق صرف ہوٹل سے ہے مجھے ان باتوں کا کوئی علم نہیں"...... جانی
نے گھگیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جوانا"...... عمران نے ایک بار پھر سائیڈ پر کھڑے ہوئے جوانا
سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا۔

" اس کی دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دو"...... عمران نے سرد لہجے
میں کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور ایک بار پھر جانی کی طرف بڑھنے
لگا۔

" رک جاؤ رک جاؤ بتاتا ہوں رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ میں
سب کچھ بتاتا ہوں رک جاؤ"...... جانی نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیخنا
شروع کر دیا۔

" اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ جیسے ہی اس کی زبان رکے تمہارا ہاتھ
حرکت میں آ جانا چاہئے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور جونی کے قریب کھڑا ہو گیا۔

" وہ وہ واقعی یہ دھندہ کرتا ہے لیکن آرڈر ملنے پر ویسے نہیں۔ اسے
[illegible] بجلی نے پانچ دانوں کی سپلائی کا آرڈر دیا تھا لیکن ایک دانہ تاجو کی

کار اچانک خراب ہو جانے پر بھاگ نکلا جس پر استاد بے حد ناراض
کیونکہ استاد بجلی نے اسے کہہ دیا ہے کہ آئندہ اسے کوئی آرڈر نہیں
گا۔ وہ وعدہ پورا نہیں کر سکا اس لئے اس نے غصے میں آکر تاجو کو گو
مار دی۔ میں سچ کہہ رہا ہوں "...... جونی نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے
کہا۔

" یہ استاد بجلی کون ہے کہاں رہتا ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" وہ کسی سرحدی علاقے کا رہنے والا ہے اس کا یہی دھندہ ہے۔ میں
نے بھی صرف اس کا نام سنا ہے۔ وہ کبھی ہوٹل میں نہیں آیا صرف اس
کا فون آتا ہے اور بس۔ سنا ہے اس کے تعلقات بہت بڑے بڑے
لوگوں سے ہیں "...... جانی نے جواب دیا۔

" ناگی کہاں ہے اب "...... عمران نے پوچھا۔

" وہ شراب کے دھندے کے سلسلے میں کافرستان گیا ہوا ہے
ایک دو روز میں آئے گا "...... جانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا رقم لیتا ہے وہ لڑکیوں کی "...... عمران نے چند لمحے خاموش
رہنے کے بعد پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم یہ استاد کا اپنا دھندہ ہے۔ میں اس سے پوچھ بھ
نہیں سکتا۔ وہ بے حد ہتھ چھٹ اور بے رحم ہے۔ آدمی کو اس طرح ما
دیتا ہے جیسے کسی کیڑے کو کچل دیا جاتا ہے "۔ جانی نے جواب دیتا
ہوئے کہا۔

" تاجو کے علاوہ اور کون کون اس دھندے میں اس کے ساتھ

" ...... عمران نے پوچھا۔

" دس بارہ آدمی ہیں "...... دیہاڑی دار ہیں۔ دانہ لے آتے ہیں اور
لے جاتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے "...... جانی نے کہا۔

" لڑکیوں کو کہاں رکھا جاتا ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" شہر سے باہر کوئی اڈہ ہے میں کبھی وہاں نہیں گیا "...... جانی نے
جواب دیا۔

" تاجو کے علاوہ اور کسی کا نام بتاؤ لیکن یاد رکھنا اگر غلط نام بتایا تو
ایک ایک ریشہ علیحدہ کرا دوں گا "...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ سب سے مشہور استاد کرمو ہے۔ گول باغ کا استاد کرمو وہ
سب سے اچھے دانے لے آتا ہے۔ چار دانے بھی اسی نے لا کر دیئے تھے
جب کہ تاجو کے ذمے ایک دانہ تھا وہ بھی بھاگ گیا "...... جانی نے
جواب دیا۔

" گول باغ میں کہاں اس کا اڈہ ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" گول باغ میں اس کا جوا خانہ ہے بہت مشہور دادا ہے وہ وہاں کا
سب اسے اچھی طرح جانتے ہیں "...... جانی نے جواب دیا۔

" ٹائیگر جوانا کو ساتھ لے جاؤ اور استاد کرمو کو اٹھا لاؤ "...... عمران
نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" جوزف اسے گولی مار دو "...... عمران نے کرسی سے اٹھ کر جوزف
سے مخاطب ہو کر کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جانی نے

چیختا اور رونا شروع کر دیا لیکن اسی لمحے دھماکوں کے ساتھ جانی
چیخیں کمرے میں گونج اٹھیں۔ عمران بغیر رکے قدم بڑھاتا بلیک ر
سے باہر آیا اور پھر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جدھر فون موجود تھ
عمران نے کمرے میں داخل ہو کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈا
کرنے شروع کر دیئے۔

"یس صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی
آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں صدیقی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ ل
میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب میں ابھی آپ کو ہی کال کرنے کے لئے رسیو
کی طرف ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ آپ نے کال کر دی۔ مجھے ابھی چوہا
نے فون کر کے بتایا ہے کہ آپ لڑکیوں کے اغوا کے سلسلے میں کام ک
رہے ہیں اور آپ نے ٹائیگر کے ذریعے کسی آدمی کو اغوا کرا کر را
ہاؤس منگوایا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں اور میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا ت
کہ تم اس سلسلے میں کافی دنوں سے کام کر رہے ہو۔ کیا پوزیشن ت
کوئی مین پارٹی سامنے آئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"مین پارٹی تو ابھی تک سامنے نہیں البتہ مجھے اطلاع ملی ہے ک
انیس لڑکیوں کے ایک گروپ کو کل رات جزیرہ کانچی پورم میں پہنچا
گیا ہے۔ میں اب سوچ رہا تھا کہ ساتھیوں کو ساتھ لے کر وہاں جاؤں

اور پہلے ان لڑکیوں کو آزاد کراؤں کہ چوہان کا فون آ گیا"۔ صدیقی نے
کہا۔

"جزیرہ کانچی پورم وہ کہاں ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تقریباً ایک سو بحری میل کے فاصلے پر کافرستانی سمندری حدود کے
اندر ایک کافی بڑا جزیرہ ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس گندے اور غلیظ
بزنس کا وہ گڑھ ہے۔ اس جزیرے پر ایک کافرستانی پارٹی کا مستقل
قبضہ ہے اور اس نے وہاں باقاعدہ مورچہ بندی کی ہوئی ہے اور پختہ
بنکر بنائے ہوئے ہیں اور وہاں انہوں نے زیر زمین بڑے بڑے ہال
بنائے ہوئے ہیں جہاں ان لڑکیوں کو رکھا جاتا ہے اور پھر مختلف
ملکوں سے پارٹیاں مہینے میں ایک روز وہاں اکٹھی ہوتی ہیں اور وہاں
سے ان لڑکیوں کو خرید کر لے جاتی ہیں۔ اس پارٹی کا نام جس کا اس
جزیرے پر قبضہ ہے شیام سنگھ بتایا جاتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن کیا کافرستانی حکومت کو اس بارے میں علم نہیں ہے اور
اس کی بحریہ اس بارے میں کوئی اقدام نہیں کرتی"...... عمران نے
حیران ہو کر کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید کافرستانی بحریہ
کے اعلیٰ حکام اس شیام سنگھ نے خریدے ہوئے ہیں اس لئے وہ لوگ
اس طرح چشم پوشی اختیار کر لیتے ہوں گے"...... صدیقی نے جواب
دیا۔

"لیکن اگر اس جزیرے پر ایسے انتظامات ہیں جیسے تم بتا رہے ہو اور

پھر یہ ہے بھی کافرستانی حدود میں تو پھر وہاں آسانی سے تو ریڈ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے تو باقاعدہ پلاننگ بنانی پڑے گی"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا عمران صاحب کہ میں فور سٹارز سمیت پہلے کافرستان جاتا اور پھر وہاں سے کسی بھی بحری سمگلر کی مدد سے اس اڈے پر پہنچ کر وہاں کوئی کارروائی کرتا کیونکہ جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق آج سے چار روز بعد اس جزیرے پر لڑکیوں کی منڈی لگنی ہے اور پھر وہاں موجود تمام لڑکیاں نجانے کہاں کہاں چلی جائیں پھر انہیں برآمد کرنا ناممکن ہو جائے گا اس لئے میں چاہتا تھا کہ جو کچھ بھی ہو فوری ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ فور سٹارز کے ساتھ رانا ہاؤس آجاؤ۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ جب چیف کو ان سارے حالات کا علم ہوگا تو وہ ہمیں یقیناً ناٹران اور اس کے ساتھیوں کی امداد حاصل کرنے کی اجازت دے دے گا اور پھر ناٹران سے میں خود بات کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم ایک گھنٹے بعد پہنچ رہے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ جب کوئی کیس نہ ہو تو آپ تو مجھے اور دانش منزل کو اس طرح بھول جاتے ہیں جیسے ہم دونوں کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ہمارے قومی شاعر کا ایک بڑا خوبصورت شعر ہے جس کا مفہوم ہے کہ دل کے ساتھ ساتھ پاسبان عقل یعنی دانش کو لازماً رہنا چاہئے لیکن کبھی کبھی اس دل کو تنہا بھی چھوڑ دینا چاہئے اس لئے جب بھی مجھے موقع ملتا ہے میں پاسبان دانش منزل کو بھول کر دل کو تنہا چھوڑ دیتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی آج کل آپ دل کے معاملات میں مصروف ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس ایسا ہی سمجھ لو ویسے اس وقت رانا ہاؤس سے بول رہا ہوں۔ کل رات ایک ایسے کیس سے اچانک واسطہ پڑ گیا ہے کہ جب اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم ہوئی ہیں تو یقین کرو میرے جسم کا رواں رونگٹا کھڑا ہو گیا ہے کہ ہم لوگ ملکی سلامتی اور تحفظ کے لئے کس طرح اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے پھر رہے ہیں اور اس ملک میں کیا کیا نہیں ہو رہا"...... عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ یکلخت سنجیدہ اور سرد ہو گیا تھا۔

"کیسا کیس عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے بھی شاید عمران

کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا
عمران نے مختصر طور پر رات گئے ایک لڑکی کی فلیٹ پر آمد سے لے
اب تک کے تمام حالات اسے بتا دیئے۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی ظلم ہے۔ حد درجہ سنگین ترین جر
ہے۔ یہ ہمارے ملک کی پولیس اور دوسری ایجنسیاں کیا کرتی ر
ہیں۔ معاف کیجئے یہ آپ کے ڈیڈی کی سنٹرل انٹیلی جنس بیورو یہ ان
کام ہے"...... بلیک زیرو نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"اس ایجنسی کو حکومتی معاملات سے ہی فرصت نہیں ملتی ا
پولیس کا حال تم خود جانتے ہو۔ بہرحال یہ کیس فور سٹارز نے ا
ہاتھ میں لے لیا ہے۔ صدیقی اس سلسلے میں کئی دنوں سے کام کر
ہے اور اس سے ابھی میری بات ہوئی ہے۔ اس نے انتہائی ہولناک
انکشاف کیا ہے کہ کافرستانی سمندری حدود میں کوئی جزیرہ ہے کا
پورم نام کا ہے جہاں کسی شیام سنگھ کا قبضہ ہے اور وہاں مہینے
ایک روز باقاعدہ منڈی لگتی ہے۔ ادھر ادھر سے اغوا شدہ لڑکیوں
وہاں رکھا جاتا ہے اور پھر ان کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور
جزیرے پر باقاعدہ مورچہ بندی کی گئی ہے اور باقاعدہ بنکر بنائے
ہیں اور آج سے چار روز بعد وہاں منڈی لگنے والی ہے۔ پاکیشیا سے
لڑکیاں اغوا ہوئی ہیں وہ بھی یقیناً وہیں پہنچائی گئی ہوں گی اور میں
سب لڑکیوں کو ہر صورت میں وہاں سے آزاد کرانا چاہتا ہوں"
عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب یہ انتہائی ضروری ہے لیکن اس کے لئے
اپ نے کیا پلاننگ کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ شاگل سے بات
ریں تو وہ خود چھاپہ مار دے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اس کام کو کسی دوسرے پر نہیں چھوڑ سکتا۔ معمولی سی
غفلت نجانے کتنی لڑکیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں دھکیل
دے گی۔ میں خود وہاں کارروائی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے صدیقی اور
اس کے ساتھیوں کو یہاں رانا ہاؤس بلایا ہے تم ایسا کرو کہ ناٹران کو
کال کر کے کہہ دو کہ وہ سرکاری طور پر اس کیس میں ہماری مدد کرے۔
میں بعد میں اسے خود فون کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی اسے کال کر کے کہہ دیتا ہوں"...... بلیک
زیرو نے جواب دیا۔

"فور سٹارز کے آنے پر میں رسمی طور پر تمہیں کال کر کے تم سے
اس کیس کے سلسلے میں باقاعدہ درخواست کروں گا خیال رکھنا"۔
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے
چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ارباب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... ارباب نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"راحت بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور ارباب چونک پڑا اسے یاد آگیا تھا کہ اس نے ہالی ڈے کلب کے ویٹر عاشق علی کی بیٹی کے اغوا کے سلسلے میں راحت کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ اسے اس بارے میں معلومات مہیا کرے۔

"یس کیا رپورٹ ہے"...... ارباب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"باس اس لڑکی کے اغوا میں گول باغ کے ایک بدمعاش استاد کرمو کا ہاتھ ہے۔اس نے لڑکی کو تین دوسری لڑکیوں کے ساتھ ایک اور مقامی بدمعاش ناگی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور ناگی نے ان لڑکیوں کا کہیں آگے سودا کر دیا ہے۔ناگی ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور

اس معاملے میں صرف وہی جانتا ہے باقی اس کے آدمی بے خبر ہیں"۔ راحت نے جواب دیا۔

"لیکن اس کرمو سے تو معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں کہ آخر یہ لڑکیاں کہاں پہنچائی جاتی ہیں"...... ارباب نے کہا۔

"جی ہاں اس کا یہی دھندہ ہے۔میں نے اس سلسلے میں کوشش کی تھی لیکن ابھی آدھا گھنٹہ پہلے اسے اس کے خفیہ جوئے کے اڈے سے بھی اغوا کر لیا گیا ہے۔جوئے خانے میں بے پناہ فائرنگ کی گئی ہے اور وہاں موجود ہر شخص کو گولی سے اڑا دیا گیا ہے"...... راحت نے جواب دیا۔

"اوہ کیا کسی اور پارٹی سے اس کا جھگڑا ہو گیا ہے"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہاں سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق اغوا کرنے والے اجنبی تھے البتہ ان میں سے ایک آدمی کا جو حلیہ بتایا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یقیناً ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کے بیٹے علی عمران کا ساتھی تھا"...... راحت نے کہا تو ارباب بے اختیار اچھل پڑا۔

"علی عمران کا ساتھی۔مگر تم اسے کس طرح جانتے ہو"۔ارباب نے کہا۔

"آپ علی عمران سے واقف ہیں"...... راحت نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں اچھی طرح۔منشیات کے ایک کیس کے سلسلے میں ہم نے

اکٹھے کام کیا ہے۔اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"...... اربا
نے کہا۔

"جی بالکل وہی اس کے دوساتھی ہیں دونوں دیو ہیکل حبشی ہیں
ایک کا نام جوزف اور دوسرے کا جوانا اور وہ دونوں ایک قلعہ
عمارت میں رہتے ہیں جسے رانا ہاؤس کہا جاتا ہے اور جو حلیہ بتایا گیا
وہ جوانا کا تھا"...... راحت نے جواب دیا۔

"لیکن عمران کا ایک عام بدمعاش سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔
لوگ تو ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالتے"۔اربا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب اس سے پہلے منشیات کیس میں بھی انہوں نے کام کیا
فور سٹارز کے تحت۔ہو سکتا ہے کہ جس پارٹی نے آپ کو ان معاملا
کے لئے بک کیا ہے انہوں نے فور سٹارز تک بھی اس کی اطلاع
دی ہو"...... راحت نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے اس سلسلے میں کوئی ٹھوس بات تو معلوم نہیں کی
اب میں پارٹی کو کیا جواب دوں"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔اسے یاد آگیا تھا کہ اس نے راحت کو کال کرتے وقت یہی کہا
کہ اسے کسی پارٹی نے یہ کام دیا ہے۔

" یہ کام اب ہماری اپروچ سے باہر ہو چکا ہے اب لڑکی تو کس
صورت بھی برآمد نہیں ہو سکتی"...... راحت نے جواب دیا۔

"کیوں برآمد نہیں ہو سکتی۔مختلف ہاتھوں میں بکنے کے بعد آخر

اس نے کسی کے پاس تو ٹھہرے گی ہی اسے وہاں سے بھی تو برآمد کیا
جاتا ہے"...... ارباب نے کہا۔

باس لڑکی کانچی پورم منڈی پہنچ چکی ہے اور وہ ایسی جگہ ہے جہاں
ل نہیں پہنچ سکتا"...... راحت نے کہا تو ارباب بے اختیار چونک

کانچی پورم منڈی کیا یہ کسی جگہ کا نام ہے"...... ارباب نے
ت بھرے لہجے میں پوچھا۔

لیس باس میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق
تانی سمندری حدود کے اندر کوئی جزیرہ ہے کانچی پورم۔وہ لڑکیوں
خرید و فروخت کا گڑھ ہے۔پاکیشیا، کافرستان اور اس طرح دیگر
ملکوں سے ہر ماہ سینکڑوں کی تعداد میں لڑکیاں اور عورتیں اغوا
ے اور مختلف ہاتھوں میں بکنے کے بعد اس کانچی پورم جزیرے میں
جاتی ہیں جہاں مہینے میں ایک روز ان لڑکیوں کی خرید و فروخت کی
منڈی لگتی ہے جہاں پوری دنیا سے بڑے بڑے گروپوں کے
پہنچتے ہیں اور پھر وہ ان لڑکیوں اور عورتوں کو خرید کر اپنے اپنے
میں لے جاتے ہیں۔پھر انہیں قحبہ خانوں اور نائٹ کلبوں کی
بنا دیا جاتا ہے۔اس جزیرے کی حفاظت کافرستان کی بحریہ خود
ہے۔ویسے بھی سنا ہے کہ اس جزیرے پر ایسے انتظامات کیے گئے
بڑے سے بڑا جنگی بحری جہاز بھی اس جزیرے سے آسانی سے تباہ
سکتا ہے۔بہت بڑا جزیرہ ہے۔اس کا سربراہ کوئی شیام سنگھ ہے

اور جس لڑکی کے بارے میں آپ سے پارٹی نے کہا ہے اس کے متعلق
حتمی معلومات یہی ہیں کہ وہ کانچی پورم پر پہنچ چکی ہے اس لئے اب اس
واپس ملنا ناممکن ہے"...... راحت نے کہا۔

"اوہ پھر تو واقعی اس کی برآمدگی ناممکن ہے ٹھیک ہے تم بنک
چیک بھجوا دینا او کے"...... ارباب نے ایک طویل سانس لیتے ہو
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کس کی برآمدگی ناممکن ہے"...... دروازے سے لیلیٰ نے کمر
میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اس بیچارے عاشق علی ویٹر کی لڑکی کی بات ہو رہی ہے"۔ ار
نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا ہے اسے۔ کیوں برآمد نہیں ہو سکتی"...... لیلیٰ
کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ارباب نے ا
راحت کی بتائی ہوئی تمام باتوں سے آگاہ کر دیا۔

"اوہ اس قدر ظلم اور اس مہذب دور میں ہو رہا ہے کہ عورتیں
بکریوں کی طرح بک رہی ہیں اور کوئی ان کا ہاتھ پکڑنے والا ہی
ہے"...... لیلیٰ کے چہرے پر آگ کے شعلے سے رقص کرنے لگے تھے۔

"مجھے ذاتی طور پر خود انتہائی افسوس ہے یہ ظالم بھیڑیئے صرف
روپوں کی خاطر مسلسل خاندانوں کے خاندان تباہ کیے چلے جا
ہیں صرف ایک عاشق علی ویٹر پاگل نہیں ہوا نجانے اور کتنے لو
پاگل ہو رہے ہوں گے جن کی جوان بیٹیوں کو اس طرح اغوا کر

اس منڈی میں پہنچا دیا جاتا ہو گا اور جن کی ساری عمر جہنم کی بھڑکتی آگ
میں گزر جاتی ہو گی"...... ارباب نے بھی انتہائی دکھی لہجے میں کہا۔

"اس طرح صرف زبانی باتیں کر کے بیٹھ جانا بزدلی ہے ہمیں اس
سلسلے میں کچھ کرنا چاہئے"...... لیلیٰ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں یہ بہت بڑا سیٹ اپ ہے اس کی جڑیں تو نجانے
کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ یہ تو آکٹوپس ہے آکٹوپس"۔ ارباب
نے کہا۔

"ہم کیوں کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم حکومت کافرستان کو اطلاع کر سکتے
ہیں۔ وہاں سارے ہی تو رشوت خور اور کمینے نہ بھرے ہوئے ہوں
گے"...... لیلیٰ نے کہا تو ارباب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ اس قدر وسیع اور منظم پیمانے پر یہ مکروہ
اور ظالمانہ دھندہ ہو رہا ہے اور حکومت کو اس کا علم نہیں ہو گا یقیناً ہو گا
لیکن سیاسی مصلحتیں اور دولت کی وجہ سے سب نے آنکھیں بند کر رکھی
ہیں"...... ارباب نے کہا۔

"تو پھر ہمیں خود اس منڈی پر حملہ کر دینا چاہئے تم ڈر تو نہیں
رہے"...... لیلیٰ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تم کہو تو میں اکیلا بھی ان سے ٹکرا سکتا ہوں زیادہ سے زیادہ یہی
ہو گا کہ میری جان چلی جائے گی لیکن اس سے ان لڑکیوں کو اور ان
لڑکیوں کے والدین کو کیا فائدہ ہو گا"...... ارباب نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"تو عمران سے بات کرو مجھے یقین ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کا سدباب کر سکتا ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"ہاں وہ کر تو سکتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ نہیں کرے گا کیونکہ یہ کام اس کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ وہ بھی زیادہ سے زیادہ یہی کرے گا کہ اعلیٰ حکام تک اس کی رپورٹ پہنچا دے گا اور بات ختم"...... ارباب نے کہا۔

"ابھی تم تو بتا رہے ہو کہ راحت نے کہا ہے کہ اس کا آدمی اس بدمعاش کو اغوا کر کے لے گیا ہے جس نے عاشق علی ویٹر کی لڑکی اغوا کی ہے اس کا تو مطلب ہے کہ وہ خود اس پر کام شروع کر چکا ہے"۔ لیلیٰ نے کہا۔

"نہیں یا تو یہ کام اس جوانا کا اپنا کام ہو گا یا عمران نے اسے اغوا کرایا ہے تو پھر اس کا مقصد کوئی اور ہو گا"...... ارباب نے کہا۔

"میں خود اس سے بات کرتی ہوں کیا نمبر ہے اس کے فلیٹ کا"...... لیلیٰ نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا ارباب نے اسے نمبر بتایا تو لیلیٰ نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی اور لیلیٰ پہلے تو چونکی پھر اسے یاد آگیا کہ سلیمان عمران کے باورچی کا نام ہے۔

"میں لیلیٰ ارباب بول رہی ہوں۔ عمران کہاں ہے"...... لیلیٰ نے

کہا۔

"صاحب فلیٹ پر نہیں ہیں"...... دوسری طرف سے سپاٹ جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لیلیٰ کا چہرہ غصے سے بگڑ گیا۔

"عجیب بدتمیز نوکر ہے۔ اسے بات کرنے کی تمیز نہیں اس طرح جواب دیا ہے جیسے میں اس کی ملازم ہوں اور پھر مزید بات سنے بغیر رسیور بھی رکھ دیا ہے نانسنس"...... لیلیٰ نے جلے بھنے لہجے میں کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ عمران کا نوکر نہیں بلکہ عمران اس کا نوکر ہے۔ مجھے دکھاؤ میں بات کرتا ہوں اس سے"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"جناب آغا سلیمان پاشا صاحب وہ آپ کے مقروض عمران صاحب کہاں ہیں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں"...... اس بار سلیمان کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میرا نام ارباب ہے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پچھلے جنم میں شاید آپ کا نام مجنوں تھا"...... سلیمان نے جواب

دیا تو ارباب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا وہ سمجھ گیا تھا کہ پہلے لیٰ
نے فون پر اپنا نام لیلیٰ ارباب بتایا ہے اس لئے اب ارباب کا نام آ۔
پر اس نے یہ خوبصورت مذاق کیا ہے۔
"اب میں ملکہ سبا کا تو حوالہ نہیں دے سکتا جناب سلیما
صاحب"...... ارباب نے جواب دیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ اس جنم میں واقعی مجنوں ختم ہو چکا ہے ور
مجنوں اور عقل میں تو بہرحال تضاد ہی ہے۔ بہرحال عمران صاحہ
فلیٹ پر موجود نہیں ہیں"...... سلیمان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دا
تو ارباب ایک بار پھر اس کے انتہائی گہرے اور خوبصورت جواب
بے اختیار ہنس پڑا۔
"عمران صاحب اگر رانا ہاؤس میں ہوں تو وہاں کا نمبر مجھے دے
میں نے انہیں ان کے موجودہ کام کے سلسلے میں انتہائی اہم معلومات
مہیا کرنی ہیں"...... ارباب نے کہا تو دوسری طرف سے سلیمان نے
نمبر بتا دیا۔
"شکریہ"...... ارباب نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔
"اس احمق سے آخر کیا باتیں ہو رہی تھیں کہ تم اس طرح قہقہے
کر ہنس رہے تھے"...... لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"وہ احمق نہیں ہے عمران کی صحبت نے اسے بے حد ذہین بنا
ہے۔ اس قدر خوبصورت اور گہرے جواب دیتا ہے کہ طبیعت خو
ہو جاتی ہے"...... ارباب نے سلیمان کے بتائے ہوئے نمبر ڈا

تے ہوئے جواب دیا۔
"رانا ہاؤس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔
"میں ارباب بول رہا ہوں۔ اگر عمران صاحب یہاں موجود ہوں
تو ان تک میرا نام پہنچا دیں میں نے ان سے بات کرنی ہے اور یہ نمبر
بھی مجھے ان کے باورچی سلیمان نے دیا ہے"...... ارباب نے کہا۔
"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو علی عمران بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد عمران کی آواز
نائی دی۔
"عمران صاحب میں ارباب بول رہا ہوں السلام علیکم"۔ ارباب
نے کہا۔
"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ ماشاء اللہ اب ٹیلی فون کورس
کالوں کا رواج پڑ گیا ہے"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی
دی تو ارباب چونک پڑا۔
"کورس کالیں۔ کیا مطلب"...... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے
کہا اسے واقعی عمران کی بات کی سمجھ نہ آئی تھی۔
"ارباب صاحبان کو کہتے ہیں ناں جمع کا صیغہ ہے"...... عمران نے
جواب دیا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔
"اس لحاظ سے تو واقعی کورس کال کا جواز بن جاتا ہے۔ ابھی آپ
کے آغا سلیمان پاشا سے بات ہوئی ہے وہ تو آپ سے بھی دو جوتے آگے
ہے اس قدر خوبصورت گہری اور دلکش باتیں کرتا ہے کہ میں تو اس کی

ذہانت اور فطانت پر حیران رہ گیا ہوں" ۔ ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واقعی جوتوں کا ہی فرق ہے"...... عمران نے جواب دیا تو ارباب ایک بار پھر بے اختیار قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔

"یہ کیا بکواس ہے اس قدر اہم معاملہ ہے کہ عورتوں کو سرعام اغوا اور نیلام کیا جا رہا ہے اور تم دونوں مرد بیٹھے قہقہے لگا رہے ہو" ۔ ساتھ بیٹھی ہوئی لیلیٰ نے غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ آواز شاید بھابی لیلیٰ کی ہے اور مزاج شاہانہ شاید کچھ بگڑا ہوا بھی محسوس ہوتا ہے خیریت ہے یا کسی نکاح خواں کو بھجواؤں تاکہ تجدید نکاح ہو سکے"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"نکاح خواں کی تو ابھی ضرورت نہیں پڑی عمران صاحب لیکن لیلیٰ کا مزاج واقعی بگڑا ہوا ہے جب سے اسے پتہ چلا ہے کہ یہاں پاکیشیا میں سرعام لڑکیوں کو اغوا کر کے انہیں کافرستان میں باقاعدہ منڈی میں نیلام کیا جاتا ہے"...... ارباب نے کہا۔

"تمہارا مطلب کانچی پورم منڈی سے تو نہیں ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"تو آپ کو پہلے سے اس بارے میں علم ہے ۔ اس کے باوجود ابھی تک اس انتہائی بہیمانہ جرم کے خلاف آپ نے کچھ نہیں کیا"...... اس بار ارباب نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی آج ہی اس کا علم ہوا ہے اور اس کے خلاف ایکشن کی منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ تمہاری کال آ گئی ۔ تمہارے پاس اس سلسلے میں کوئی معلومات ہوں تو بتا دو"...... عمران کی سنجیدہ آواز سنائی

دی۔

"تو آپ واقعی اس کے خلاف کام کر رہے ہیں ۔ میرا تو خیال تھا کہ مجھے اس کام پر نجانے کس قدر منتیں کر کے آپ کو آمادہ کرنا پڑے گا"...... ارباب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ خیال تمہیں کیسے آ گیا کہ اس قدر خوفناک ظالمانہ اور بھیانک جرم کے خلاف کام نہ کروں گا" ۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ جرم سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا"...... ارباب نے کہا۔

"میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق میں تو فری لانسر ہوں ۔ سیکرٹ سروس کو جب ضرورت ہوتی ہے میری خدمات معاوضے پر حاصل کر لیتی ہے ورنہ میں اپنی مرضی کا مالک ہوں اس کے علاوہ فور سٹارز کے دائرہ کار میں تو بہرحال یہ جرم آتا ہے اور فور سٹارز ازراہ کرم مجھے فائیو سٹار نہ سہی ۔ ٹوینکل سٹار کے طور پر اپنے ساتھ کام کرنے کا موقع دے دیتی ہے لیکن تم نے نہیں بتایا کہ تمہیں اس سلسلے میں کیسے معلومات ملی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ارباب نے اسے ہالی ڈے کلب کے ویٹر عاشق علی کی بیٹی کے اغوا کے بارے میں معلوم ہونے سے راحت کی بتائی ہوئی رپورٹ کی تفصیل بتا دی۔

"مجھے اس سلسلے میں پہلے ہی معلومات مل چکی ہیں کیونکہ ایک اغوا شدہ لڑکی ان کے چنگل سے فرار ہو کر میرے فلیٹ پر پہنچ گئی تھی" ۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے اس لڑکی کی واپسی اور اس کے بعد

اسے اغوا کرنے والے غنڈے استاد تاجو کی موت اور ناگی گروپ کے اسسٹنٹ جانی سے ملنے والی معلومات تک کی کہانی سنادی۔

" اس کا مطلب ہے کہ اس غنڈے استاد کرمو کو آپ نے اسی سلسلے میں اغوا کرایا تھا میں سمجھا کہ شاید کوئی اور سلسلہ ہوگا"۔ ارباب نے جواب دیا۔

" میں اس سے اصل آدمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ ناگی کے لئے دوسری لڑکیاں اسی نے اغوا کی تھیں اور اس کا یہ مستقل دھندہ ہے اور یقیناً عاشق علی ویٹر کی لڑکی بھی انہی لڑکیوں میں شامل ہوگی"...... عمران نے جواب دیا۔

" پھر اس نے کچھ بتایا"...... ارباب نے کہا۔

" اس نے ایک اور گینگسٹر استاد بجلی کا نام لے دیا ہے اس کے مطابق ناگی کا تعلق اس استاد بجلی سے ہے اور استاد بجلی کا تعلق ایک سرحدی سمگلر راگو سے ہے۔ استاد بجلی اغوا شدہ لڑکیاں اس راگو کے ڈیرے پر لے جاتا ہے جہاں سے انہیں لانچوں کے ذریعے اس کانچی پورم منڈی یا براہ راست کافرستان پہنچا دیا جاتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" اس کانچی پورم منڈی کو ہر صورت میں تباہ ہونا چاہئے عمران صاحب یہ انتہائی خوفناک جرم ہے"...... ارباب نے کہا۔

" انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ ظلم اور ظالم دونوں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتے"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کار خیر میں کسی نہ

کسی انداز میں مجھے اور لیلیٰ کو بھی شامل کر لیں۔ یہ آپ کا ہم دونوں پر احسان ہوگا۔ آپ جو حیثیت بھی ہماری منتخب کریں ہم اس کے لئے تیار ہیں لیکن ہم براہ راست اس کار خیر میں بہرحال ضرور حصہ لینا چاہتے ہیں"...... ارباب نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ وعدہ رہا کہ تمہیں اس میں شامل کیا جائے گا"۔ عمران نے جواب دیا تو ارباب نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

" کیا کہہ رہا ہے عمران"...... لیلیٰ نے کہا کیونکہ فون میں لاؤڈر نہیں تھا اس سے لیلیٰ دوسری طرف سے آنے والی آواز نہ سن سکی تھی اور ارباب نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

" گڈ شو میں خود ان ظالموں کے سینے میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں اتاروں گی"...... لیلیٰ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" گولیوں کی کیا ضرورت ہے تمہاری نظریں ہی کافی ہیں ان کے لئے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

سفید رنگ اور نئے ماڈل کی کار انتہائی تیز رفتاری سے کافرستان کے
دارالحکومت کی سب سے بڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھی
چلی جارہی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر باوردی ڈرائیور موجود تھا جبکہ
عقبی سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نیم دراز تھا ۔ اس کے
جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا آنکھوں پر سنہری فریم اور ہلکے
سرخ رنگ کے شیشوں کی انتہائی قیمتی گاگل تھی ۔ گو کار اور لباس سے
وہ ایک معزز آدمی لگ رہا تھا لیکن اس کا چہرہ کسی چھٹے ہوئے غنڈے
جیسا تھا ۔ چہرے پر زخموں کے مندمل شدہ بے شمار اور لاتعداد
نشانات تھے ۔ آنکھیں چھوٹی تھیں ان میں سانپ جیسی چمک تھی
موٹی اور بھاری مونچھوں کی وجہ سے وہ خاصا خوفناک آدمی دکھائی دے
رہا تھا ۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جارہی تھی ۔ پھر ڈرائیور
نے کار موڑی اور تھوڑی دیر بعد کار ایک ایسی کالونی میں داخل ہو گئی

جس میں انتہائی عالیشان وسیع و عریض اور نو تعمیر شدہ کوٹھیاں تھیں
ان کوٹھیوں کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ کالونی کافرستان کے
انتہائی امیر ترین افراد کے لئے بنائی گئی ہے ۔ چند لمحوں بعد کار ایک
عالیشان کوٹھی کے بڑے سے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی ۔ ڈرائیور
کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے آگے بڑھ کر ستون پر موجود
کال بیل کا بٹن پریس کر دیا ۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک
باوردی مسلح دربان باہر آگیا ۔

"باس جیگر تشریف لائے ہیں" ...... ڈرائیور نے دربان سے کہا ۔

"ٹھیک ہے میں پھاٹک کھولتا ہوں" ...... دربان نے انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر چھوٹے پھاٹک میں غائب ہو گیا

ڈرائیور واپس آکر بیٹھ گیا ۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا تو
ڈرائیور کار اندر لے گیا ۔ وسیع و عریض لان سے گزر کر کار پورچ میں
رکی ۔ وہاں پہلے سے ہی جدید ترین ماڈل کی انتہائی قیمتی دو کاریں موجود
تھیں ۔ کار رکتے ہی عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی جسے جیگر کہا گیا تھا نیچے
اتر آیا ۔ اسی لمحے برآمدے سے ایک موٹا سا آدمی نیچے اترا اس کے جسم پر
بھی سوٹ تھا ۔

"سلام صاحب آیئے بڑے صاحب آپ کے منتظر ہیں" ...... موٹے
آدمی نے جیگر کے قریب پہنچ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے
ہوئے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ موٹے آدمی کے
ساتھ اندرونی طرف کو چل پڑا ۔ ایک راہداری میں داخل ہو کر وہ

دونوں ایک کمرے کے بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے
موٹے نے ہاتھ اٹھا کر کمرے کے بند دروازے پر آہستہ سے دستک
دی۔

" کون ہے "...... اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی لہجہ بے
دبنگ تھا۔

" جناب جگیر صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں جناب"
موٹے آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او کے "...... اندر سے وہی آواز سنائی دی اور موٹا آدمی ایک
بھر جگیر کو سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے بند دروازہ
بخود کھل گیا اور جگیر اندر داخل ہوا۔ وسیع و عریض کمرہ سٹنگ روم
انداز میں سجایا گیا تھا۔ اس کمرے کی سجاوٹ بے مثال تھی اور کمرے
میں موجود فرنیچر بھی انتہائی قیمتی اور شاندار تھا۔ ایک آرام کرسی
ایک خاصے لمبے قد اور ٹھوس جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم
انتہائی قیمتی گاؤن تھا۔ جب کہ ہاتھ میں سگار تھا یہ آدمی اپنے چہرے
مہرے سے انتہائی معزز لگ رہا تھا جگیر نے اندر داخل ہو کر کرسی
بیٹھے ہوئے آدمی کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" آؤ جگیر میں تمہارا ہی منتظر تھا "...... اس آدمی نے کہا تو ج
مسکراتا ہوا اس کے سامنے ایک دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

" سناؤ کتنا مال پہنچ گیا ہے منڈی میں اور کیسا مال ہے "...... کمرے
میں موجود آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس اس بار تو بہت شاندار مال ہاتھ لگا ہے اور تعداد بھی انتہائی
مناسب ہے۔ تقریباً چار سو لڑکیاں ہیں اور سب کی سب انتہائی حسین
اور جوان ہیں۔ بس یوں سمجھئے کہ کانچی پورم پر ہیرے ہی ہیرے
بھرے ہوئے ہیں "...... جگیر نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس آدمی کے
چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید
کوئی بات ہوتی اچانک ساتھ تپائی پر پڑے ہوئے کارڈلیس فون سے
گھنٹی کی آواز سنائی دی تو اس آدمی نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور فون
پیس اٹھا لیا اس نے اس کا بٹن دبایا اور اسے کان سے لگا دیا۔

" یس شیام سنگھ بول رہا ہوں "...... اس آدمی نے اپنے مخصوص
دبنگ سے لہجے میں کہا۔

" باس نیول کمانڈر سرجیت سنگھ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں "۔
دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" کراؤ بات "...... شیام سنگھ نے کہا۔

" ہیلو میں نیول کمانڈر سرجیت سنگھ بول رہا ہوں "...... چند لمحوں
بعد ایک بھاری سی لیکن باوقار آواز سنائی دی۔

" جی فرمائیے کیسے یاد کیا ہے "...... شیام سنگھ نے قدرے نرم لہجے
میں کہا۔

" اس بار تو سنا ہے کہ بڑا قیمتی مال پہنچا ہے منڈی میں "۔ دوسری
طرف سے کہا گیا تو شیام سنگھ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

" یہ سب آپ کا ہی مال ہے جناب اگر پسند آجائے تو بے شک سارا

ہی رکھ لیں "...... شیام سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" اوہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ۔ ایک آدھ کی بات تو دو
ہوتی ہے لیکن شیام سنگھ ابھی تک رقم نہیں پہنچی "...... سرجیت
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"پہنچ جائے گی جناب بے فکر رہیں "...... شیام سنگھ نے کہا۔
" منڈی کب لگ رہی ہے "...... سرجیت سنگھ نے کہا۔
"اس بار شاید منڈی کو کچھ دن لگ جائیں کیونکہ بیوپاری مصرو
ہیں ۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں ۔ منڈی کی تاریخ سے آپ کو میں م
کر دوں گا اور حسب سابق ایک روز پہلے جو چاہیں چھانٹ لیجئے گا "۔ ش
سنگھ نے جواب دیا۔
" اوکے شکریہ "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
رابطہ ختم ہو گیا تو شیام سنگھ نے مسکراتے ہوئے فون آف کر دیا
پھر اسے واپس تپائی پر رکھ دیا۔
" اس بار منڈی لگنے میں دیر کیوں ہو رہی ہے باس "...... جیگر ۔
کہا۔
" افریقہ کے کسی ملک میں پہلی بار افریقی لڑکیوں کی منڈی لگ
رہی ہے اور تمام غیر ملکی بیوپاری اس میں بے حد دلچسپی لے رہے ہیں
میں نے بات کی تھی تو انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں اپنی منڈی کی تار
کچھ روز کے لئے بڑھا دوں ۔ تاکہ وہ اس افریقی منڈی کو چیک کر کے
ایشیائی منڈی کی طرف آئیں گے "...... شیام سنگھ نے کہا۔

" لیکن باس مقامی بیوپاری تو بہرحال وہاں نہیں جائیں گے آپ
ہیں ہی بلا لیں بلکہ میرا خیال ہے کہ اس بار آپ منڈی ہی مقامی
پاریوں کے لئے کھول دیں تاکہ ان غیر ملکی بیوپاریوں کو سبق
صل ہو سکے "...... جیگر نے کہا۔
" جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے جیگر جو قیمت یہ غیر ملکی دیتے
ں وہ مقامی بیوپاری نہیں دے سکتے ۔ تم فکر نہ کرو جو مال ہم سے
ہیں ملتا ہے ویسا مال انہیں افریقی منڈی سے کسی صورت بھی نہیں
ں سکتا اس لئے وہ لامحالہ ادھر ہی آئیں گے میں نہیں چاہتا کہ میں
ہیں کسی بات پر مجبور کروں اس لئے میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے
۔ میں منڈی کی تاریخ ایک ہفتے بعد رکھ لوں گا اس طرح ہمارا کوئی
قصان بھی نہیں ہے کیونکہ ایک ہفتے کے لئے جو اخراجات ان
کیوں پر خوراک وغیرہ کے آئیں گے وہ ایک ہفتے میں مزید مال
ابانے سے پورے ہو جائیں گے "...... شیام سنگھ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
" یس باس "...... جیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی
بات ہوتی اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور شیام سنگھ نے
ہاتھ بڑھا کر فون پیس اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر کے اس نے اسے
کانوں سے لگا لیا۔
" شیام سنگھ بول رہا ہوں "...... شیام سنگھ نے کہا۔
" اجیت آپ سے فوری بات کرنے کا خواہش مند ہے باس "۔

دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اسے کہو کہ خصوصی فون پر کال کرے"۔۔۔۔۔۔ شیام سنگھ نے
اور فون پیس آف کر کے اس نے واپس تپائی پر رکھ دیا۔

"بڑی میز سے سپیشل فون اٹھا کر یہاں رکھ دو جگیر"۔۔۔۔۔۔ ش
سنگھ نے سامنے بیٹھے ہوئے جگیر سے کہا تو جگیر ایک جھٹکے سے اٹھا
اس نے ایک طرف موجود بڑی سی میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کا فو
سیٹ اٹھایا اور اسے لا کر تپائی پر رکھ دیا چند لمحوں بعد اس کی گھنٹی
اٹھی تو شیام سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"شیام سنگھ بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ شیام سنگھ نے کہا۔

"اجیت بول رہا ہوں باس"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدب
آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو تم نے اجازت حاص
کرنے کی بات کی ہے"۔۔۔۔۔۔ شیام سنگھ نے کہا۔

"یس باس کانچی پورم منڈی کے بارے میں پاکیشیا کے سب
خطرناک آدمی علی عمران کو اطلاع مل گئی ہے اور وہ کانچی پورم منڈ
کے خلاف حرکت میں آ رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اجیت نے
تو شیام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"علی عمران وہ کون ہے اور اسے کانچی پورم منڈی کا کیسے علم ہوا
اور اس کی کیا حیثیت ہے کہ وہ کانچی پورم منڈی کی خلاف حرکت میں
آئے"۔۔۔۔۔۔ شیام سنگھ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

باس مجھے ابھی ابھی پاکیشیا سے ہمارے مخبر آصف نے اطلاع دی
ہے ۔آصف کو وہاں اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ وہ پاکیشیا میں ہمارے
پس کی نقل و حرکت کے بارے میں مجھے رپورٹس مہیا کرتا رہے
صف وہاں ایک ایسی تنظیم سے منسلک ہے جو مخبری کا دھندہ کرتی
ہے ۔ اس تنظیم کا سربراہ ایک آدمی ارباب ہے ۔ وہاں منڈی میں
وانے کے لئے جب مال پکڑا گیا تو ایک لڑکی کے اغوا کا علم اس
باب کو ہو گیا ۔ یہ لڑکی ہالی ڈے کلب کے ویٹر کی بیٹی تھی اور ارباب
ں ہالی ڈے کلب میں جاتا رہتا تھا ۔ اس طرح اسے اس لڑکی کے اغوا
علم ہوا ۔ تو اس نے آصف کے باس راحت کو اس لڑکی کو اغوا
نے والوں کا سراغ لگانے اور اس لڑکی کو برآمد کرنے کا حکم دیا۔
راحت کو ملنے والی تمام کالوں کا علم آصف کو رہتا ہے ۔ راحت کے
بروں نے اسے بتایا کہ یہ لڑکی کسی گروپ نے اغوا کی اور لڑکی استاد
لی کے ذریعے راگو کے پاس اور وہاں سے کانچی پورم منڈی پہنچ چکی ہے
چی پورم منڈی کے بارے میں بھی کسی حد تک تفصیل کا ان مخبروں
نے معلوم کر لیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مخبروں نے راحت کو اطلاع
ں کہ اس لڑکی کو اغوا کرنے والے وہاں کے مقامی بدمعاش استاد
مو کو علی عمران کے کسی نیگرو دیو ہیکل ساتھی جوانا نے اس کے
ے میں گھس کر اغوا کر لیا ہے ۔ چنانچہ راحت نے یہ تمام اطلاعات
پنے باس ارباب کو دے دیں ۔ بعد میں ارباب نے راحت کو اطلاع
ی کہ اس کی بات عمران سے ہو گئی ہے ۔ عمران بھی لڑکیوں کے اغوا

کے کیس پر کسی فور سٹارز تنظیم کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے او
فور سٹارز تنظیم کے ساتھ مل کر کانچی پورم منڈی پر دھاوا بولنا چاہتا
تاکہ وہاں پر موجود تمام لڑکیوں کو آزاد کرائے اور اس کے ساتھ ۔
آصف نے یہ بھی بتایا ہے کہ عمران کو یہ بھی علم ہو گیا ہے کہ
کانچی پورم منڈی کا کنٹرول آپ کے پاس ہے اور کافرستانی بحریہ کے
حکام بھی اس کاروبار میں آپ کے ساتھی ہیں" ...... اجیت نے تفص
بتاتے ہوئے کہا چونکہ اس سپیشل فون میں لاؤڈر بھی موجود تھا
لئے جیگر بھی ساری بات سن رہا تھا۔

"یہ عمران ہے کون اس کے بارے میں تفصیل بتاؤ" ......
سنگھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب بتایا جاتا ہے کہ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے
اور یہ انتہائی مشہور سیکرٹ ایجنٹ ہے" ...... اجیت نے جواب دیا

"لیکن سیکرٹ سروس کا ہمارے کاروبار سے کیا تعلق ۔ وہ کیو
اس میں مداخلت کریں گے" ...... شیام سنگھ نے حیرت بھرے ل
میں کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس ۔ جو کچھ مجھے اطلاع ملی میں نے آ
تک پہنچا دی اب آپ جیسے حکم دیں گے آپ کے حکم کی تعمیل
گی" ...... دوسری طرف سے اجیت نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"اس عمران کے بارے میں مزید کوئی تفصیلات" ...... شیام سنگ
نے کہا۔

"وہ کنگ روڈ کے ایک فلیٹ میں رہتا ہے اور پاکیشیا کی سنٹرل
نٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے ۔ بس اتنا ہی معلوم ہو سکا
ہے" ...... اجیت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں اس کا انتظام کر لوں گا" ...... شیام سنگھ نے کہا
ر رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"مجھے بھی اطلاعات ملی ہیں باس کہ پاکیشیا میں ہمارے لئے کام
نے والے افراد کو اچانک اغوا کر لیا گیا ہے اور پھر ان کا پتہ نہیں چلا
یلن میں یہ سمجھا تھا کہ ایسا تو مقامی بدمعاشوں کے ساتھ ہوتا رہتا ہے
وہ آپس میں تو بہرحال لڑتے بھڑتے رہتے ہیں لیکن یہ سیکرٹ سروس
والا مسئلہ عجیب ہے ۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو کافرستان سیکرٹ
روس میں ایک آدمی میرا اپنا ہے اس سے اس بارے میں مزید تفصیل
ہو بھی جائے" ...... جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں اب ایک آدمی کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے کہ اس کے
لئے اتنا لمبا چوڑا کام کیا جائے" ...... شیام سنگھ نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر
دیئے۔

"راشٹریہ کلب" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

"راشٹر سے بات کراؤ میں شیام سنگھ بول رہا ہوں" ...... شیام
سنگھ نے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے سا
رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔
"ہیلو راشٹر بول رہا ہوں شیام سنگھ"...... چند لمحوں بعد
مردانہ لیکن انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔
"راشٹر پاکیشیا میں ایک دھندہ ہے کیا تم وہاں کام کر سکو گے"
شیام سنگھ نے کہا۔
"پاکیشیا میں ۔ کیا کوئی خاص آدمی ہے"...... راشٹر نے حی
بھرے لہجے میں کہا۔
"خاص آدمی تو نہیں ہے البتہ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سر
سے بتایا جاتا ہے"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"پاکیشیا سیکرٹ سروس سے پھر تو وہ انتہائی تیز طرار آدمی ہو گا
ہے کیا تفصیل ہے"...... راشٹر نے پوچھا۔
"اس کا نام علی عمران ہے ۔ کنگ روڈ پر کسی فلیٹ میں
ہے"...... شیام سنگھ نے جواب دیا۔
"کام تو ہو جائے گا لیکن معاوضہ خصوصی ہو گا"...... راشٹر
کہا۔
"معاوضے کی بات مت کرو۔ شیام سنگھ کے لئے معاوضہ وغیر
کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی ۔ یہ بتاؤ کہ کام کر سکتے ہو یا نہیں"۔ ش
سنگھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"کون سا کام ہے جو راشٹر نہیں کر سکتا تم کہو تو پاکیشیا کے صد

ااوں ۔ سیکرٹ سروس کے ایک رکن کی کیا حیثیت ہے میرے
راشٹر نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔
کتنا وقت لو گے"...... شیام سنگھ نے کہا۔
یہ تو اس کے ٹریس ہونے پر منحصر ہے ۔ ٹریس ہوتے ہی وہ دوسرا
لس نہ لے سکے گا"...... راشٹر نے جواب دیا۔
میں تمہیں اس کے لئے زیادہ سے زیادہ دو روز دے سکتا ہوں اس
ء زیادہ نہیں"...... شیام سنگھ نے کہا۔
ٹھیک ہے کافی وقت ہے اگر وہ پاکیشیا میں موجود ہوا تو کام ہو
ے گا"...... راشٹر نے کہا۔
اوکے ۔ مجھے بہرحال کامیابی کی خبر ملنی چاہئے"...... شیام سنگھ نے
ااور رسیور رکھ دیا۔
آپ نے درست آدمی کا انتخاب کیا ہے باس"...... جیگر نے
ملراتے ہوئے کہا۔
ایسے کام تو ہوتے رہتے ہیں ۔ تم نے اب باقی ساری مصروفیات
ھوڑ کر کانچی پورم پر ہی رہنا ہے اور ہر طرح سے الرٹ رہنا ہے ۔
گذشتہ بار جیسا انتظام میں اس بار نہیں چاہتا ۔ لڑکیاں ہر لحاظ سے
ہ ای طرح تیار اور صحت مند ہونی چاہئیں کوئی رونا پیٹنا وغیرہ نہ ہو
اں باتوں کا خیال رکھنا"...... شیام سنگھ نے کہا۔
اس بار کوئی خصوصی شخصیت آنے کا امکان ہے باس"...... جیگر
نے کہا۔

"ہاں اس بار کارمن سے گرانڈ گروپ کا سربراہ پیٹر جان شرکت رہا ہے اور یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کیونکہ گرانڈ گروپ کا روبار بے حد وسیع ہے وہ ہمارے لئے مستقبل میں بہت اچھا گاہک ثابت ہو سکتا ہے اس کے استقبال کے خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے "...... شیام سنگھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس پھر تو حفاظتی انتظامات بھی مکمل طور پر چا کرنے پڑیں گے تاکہ اسے یہ انتظامات دکھا کر مرعوب کیا جا سکے" جنگیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ویسے بھی اس بار کرنے ہوں گے تاکہ اگر یہ سیکرٹ ایجنٹ راشٹر کے ہاتھوں سے بچ بھی جائے تب بھی وہ کانچی پورم پہنچ ہی سکے "...... شیام سنگھ نے کہا۔

"ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے باس "...... جنگیر نے کہا تو شیام سنگھ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس ایک خصوصی بات کرنی ہے "...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جنگیر نے کہا تو شیام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا بات ہے "...... شیام سنگھ نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک لڑکی کانچی پورم میں ایسی ہے جو مجھے بے حد پسند آئی ہے میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں "...... جنگیر نے کہا۔

"نہیں جنگیر یہ اصول کے خلاف ہے۔ اگر تمہیں یہ لڑکی پسند آئی

ی تو اسے کانچی پورم پہنچنے سے پہلے تم نے اپنے پاس رکھ لینا تھا۔ کانچی م میں پہنچنے کے بعد کوئی لڑکی فروخت ہوئے بغیر باہر نہیں آسکتی "۔ م سنگھ نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"کوئی خصوصی مہربانی نہیں ہو سکتی باس "۔ جنگیر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں اصولوں پر کتنی سختی سے پابند ہنے کا عادی ہوں "...... شیام سنگھ کے لہجے میں اس بار غصہ تھا۔

"باس یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں اسے خرید لوں "...... جنگیر نے کہا۔

"نہیں یہ بھی اصول کے خلاف ہے۔ میرے آدمی وہاں کسی قسم کی خرید وفروخت نہیں کر سکتے "...... شیام سنگھ نے جواب دیتے ہوئے ہا۔

"ٹھیک ہے باس پھر مجھے اجازت "...... جنگیر نے مایوسانہ لہجے میں ہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کون ہے وہ لڑکی کیا نام ہے اس کا "...... شیام سنگھ نے اسے یٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اٹھتا ہوا جنگیر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس کا نام رضیہ بتایا گیا ہے۔ ویسے بظاہر تو وہ ایک عام سی لڑکی ے لیکن مجھے وہ بے حد پسند آگئی ہے۔ میرا آدمی بیر سنگھ اسے دوسری کیوں کے ساتھ خرید کر لے آیا ہے اور اس نے ان سب کو کانچی پورم نچا دیا۔ میں بیر سنگھ کے ساتھ کانچی پورم گیا تھا تاکہ اس کے خریدے ئے مال کو چیک کر سکوں تو وہ لڑکی مجھے پسند آگئی لیکن ظاہر ہے آپ

کی اجازت کے بغیر تو وہ اب مجھے نہ مل سکتی تھی اس لئے میں نے سو
کہ آپ کو خصوصی طور پر درخواست کروں گا اور میرا خیال تھا کہ میں
نے آپ کے لئے بے حد کام کیا ہے اس لئے آپ مجھے انکار نہیں کریں
گے لیکن بہرحال ٹھیک ہے ۔ اب کیا ہو سکتا ہے"...... جیگر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اصولوں کی خلاف ورزی نہ کرتا ہوں نہ برداشت کر سکتا
ہوں ۔ اب تم جا سکتے ہو" ۔ شیام سنگھ نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا
جیگر اٹھا اور سلام کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا
لیکن اس کا دل غصے سے مسلسل پیچ و تاب کھا رہا تھا اسے یقین نہ آ
تھا کہ باس اسے بھی انکار کر سکتا ہے لیکن باس نے اس کی منت کے
باوجود جس طرح صاف انکار کر دیا تھا اس سے اسے واقعی حیرت کے
ساتھ ساتھ غصہ بھی آیا تھا لیکن ظاہر ہے وہ اس کا اظہار باس کے سامنے
تو نہ کر سکتا تھا لیکن اس نے دل ہی دل میں بہرحال فیصلہ کر لیا تھا کہ
جیسے ہی اسے موقع ملے گا وہ اس کا بدلہ ضرور چکائے گا ۔ وہ لمبے لمبے قدم
اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا پورچ میں اس کی کار کے ساتھ اس کا
باوردی ڈرائیور کھڑا تھا اس نے جیگر کو آتے دیکھا تو جلدی سے آگے
بڑھ کر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھول دیا تو جیگر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا
ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ
گیا ۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر وہ پھاٹک کی طرف لے
گیا ۔ کار جیسے ہی پھاٹک کے قریب پہنچی پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور کار

باہر لے گیا ۔ پھاٹک اس کے عقب میں بند ہو گیا ۔

"اب کہاں جانا ہے باس"...... ڈرائیور نے مڑے بغیر کہا۔

"راشٹریہ کلب چلو"...... جیگر نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر
ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد کار کالونی سے نکل کر سڑک پر دوڑتی ہوئے آگے
بڑھتی چلی گئی ۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک کھلے گیٹ کے اندر داخل ہوئی ۔
یہ ایک منزلہ عمارت تھی لیکن اس کا رقبہ خاصا وسیع تھا کار گیٹ کے
سامنے جا کر رک گئی تو جیگر نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ مین گیٹ
کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ وسیع و عریض ہال اس وقت بھرا ہوا تھا اور ہال
میں شراب کی بو اور منشیات کا گاڑھا دھواں اس طرح پھیلا ہوا تھا جیسے
یہ ہال بنا ہی ان دونوں کے لئے ہو ۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو
پہلوان نما آدمی مسلسل شرابیں وغیرہ سرو کرنے میں مصروف تھے ۔
جیگر کاؤنٹر کے قریب سے گزر کر دائیں ہاتھ پر موجود راہداری میں بڑھتا
چلا گیا ۔ راہداری کے آخر میں ایک کمرے کا دروازہ تھا جس کے باہر دو
مشین گنوں سے مسلح غنڈے نما آدمی کھڑے ہوئے تھے ۔ ان دونوں
نے جیگر کو دیکھتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور اس کے
ساتھ ہی ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا جیگر اندر داخل ہوا یہ
ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا ۔ ایک بڑی سی
میز کے پیچھے ایک ادھیڑ آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر بھی مندمل
زخموں کے بے شمار نشانات تھے ۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا ۔
جیسے ہی جیگر نے اندر قدم رکھا اس نے چونک کر جیگر کی طرف دیکھا

اور پھر جام کو میز پر رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم اور یہاں خیریت"...... ادھیڑ عمر آدمی نے حیران ہو۔ ہوئے کہا۔

"کیوں کیا میرا یہاں آنا منع ہے"...... جیگر نے قریب جا مسکراتے ہوئے کہا۔

"منع کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تو حیران ہو رہا ہوں کہ تم جیسا آدمی میرے اس دفتر میں خود کیسے چل کر آ گیا"...... ادھیڑ عمر آدمی۔ مسکراتے ہوئے کہا تو جیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے راشٹر بیٹھو"...... جیگر مسکراتے ہوئے کہا اور میز کے ساتھ رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا ادھیڑ عمر آدمی میز کے پیچھے سے نکلا اور دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ای ریک کی طرف بڑھ گیا جس میں انتہائی قیمتی شراب کی بوتلیں بھ ہوئی تھیں اس نے ایک بوتل اٹھائی اور اسے لا کر اس نے جیگر ۔ سامنے موجود میز پر رکھ دیا اور پھر اس نے مڑ کر بڑی میز پر رکھا ہوا جام اٹھایا اور سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ جیگر نے شراب کی بو کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ سے لگا لیا۔ تقریباً ایک تہائی شراب کے بعد اس نے بوتل واپس میز پر رکھ دی۔

"اب بتاؤ کیسے آنا ہوا ہے"...... راشٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوچ رہا ہوں کہ تم میرا کام کر بھی سکو گے یا نہیں"...... جیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم کام بتاؤ۔ ایسا کون سا کام ہے جو راشٹر نہیں کر سکتا"۔ راشٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو کام میں بتانا چاہتا ہوں وہ واقعی ایسا کام ہے جس کے بارے میں سوچنا ضروری ہے"...... جیگر نے کہا اور بوتل اٹھا کر ایک بار پھر منہ سے لگا لی اور اس بار اس نے آدھی بوتل خالی کر کے بوتل واپس میز پر رکھی۔ اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا اور آنکھوں سے بھی سرخی جھلکنے لگی تھی۔

"تم کام تو بتاؤ تمہاری خاطر تو میں پورے کافرستان کو ہلاک کر سکتا ہوں"...... راشٹر نے جام سے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا پہلے حلف دو کہ جو کام میں بتاؤں گا اگر تم نہ کر سکو تو اس بارے میں اپنی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند رکھو گے"۔ جیگر نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے اس حلف کی۔ تمہیں میرے متعلق اچھی طرح علم ہے"...... راشٹر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں کام ہی ایسا ہے۔ میرا اطمینان تب ہو گا جب تم میرے سامنے حلف دو گے"...... جیگر نے کہا تو راشٹر نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر حلف دینا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے اب میں مطمئن ہوں"...... جیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوتل اٹھا کر ایک بار پھر منہ سے لگا لی اور اس بار وہ مسلسل پیتا ہی رہا اور پھر اس وقت اس نے منہ سے ہٹائی جب اس میں شراب کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا تھا۔

راشٹر خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ بوتل میز پر رکھ کر جیگر اٹھا
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ارے کیا ہوا۔ تم واپس جا رہے ہو"...... راشٹر نے انتہائی
حیران ہو کر کہا لیکن جیگر نے بند دروازے کو اندر سے لاک کیا اور
واپس مڑ کر راشٹر کے قریب بیٹھ گیا۔

"سنو راشٹر میں شیام سنگھ کو ہلاک کرانا چاہتا ہوں"...... جیگر نے
آہستہ سے راشٹر کے کان میں کہا تو راشٹر اس طرح اچھلا جیسے اس کے
پیروں سے اچانک انتہائی طاقتور الیکٹرک کی تار چھو گئی ہو۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو"...... راشٹر نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ حیرت کی زیادتی سے بری طرح
مسخ ہو رہا تھا۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ راشٹر ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تم میرے
لئے پورے کافرستان کو ہلاک کر سکتے ہو"...... جیگر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ تم یہ نام لو گے۔ لیکن یہ بات
تم نے کی کیسے۔ تم تو اس کے دست راست ہو"...... راشٹر نے
دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ویسے ہی حیرت
موجود تھی۔

" جب اس نے تمہیں فون کیا تھا اور پاکیشیا کے علی عمران کے
خاتمے کا مشن دیا تھا تو میں اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اور وہ تو سریند

ناتھ کو یہ مشن دے رہا تھا لیکن میں نے ضد کی کہ یہ کام راشٹر کو دیا
جائے۔ چنانچہ میرے اصرار پر اس نے تمہیں فون کیا"...... جیگر نے
کہا۔

" وہ تو تمہاری مہربانی ہے کہ تم بہرحال پرانی دوستی کا خیال رکھتے
ہو لیکن تم نے ایسے اقدام کا سوچا کیوں۔ کم از کم مجھے تمہارے منہ سے
یہ نام سننے کی ہرگز توقع نہ تھی"...... راشٹر نے کہا۔

" اس نے میری توہین کی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اپنی توہین
کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا"...... جیگر نے اس بار پھنکارتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہاری توہین اور شیام سنگھ نے کی ہے وہ کیسے وہ تو تمہاری بے
حد قدر کرتا ہے"...... راشٹر نے کہا۔

" مجھے ایک لڑکی پسند آگئی ہے میں نے اس سے منہ چڑھ کر مانگ
لی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا میں چاہتا تو اس لڑکی کو زبردستی بھی
اپنے پاس رکھ سکتا تھا لیکن میں نے سوچا کہ چلو شیام سنگھ سے بات کر
لیتا ہوں لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ میں جیسے جیسے اصرار کرتا گیا
وہ ویسے ہی انکار کرتا چلا گیا اور اس کا انداز انتہائی توہین آمیز ہو گیا جس
پر میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ میں چاہتا تو
وہیں اس کا خاتمہ کر دیتا لیکن تم جانتے ہو کہ اس طرح گروپ میں اس
کے خاص آدمی مجھ پر چڑھ دوڑتے اور پورا گروپ بکھر کر رہ جاتا اس لئے
میں نے فیصلہ کیا کہ تم سے بات کی جائے تاکہ کسی کو علم تک نہ ہو

سکے کہ کس نے ایسا کیا ہے اور میں چونکہ نمبر ٹو ہوں اس لئے لامحا
گروپ کی سربراہی مجھے مل جائے گی"...... جیگر نے کہا۔
"لیکن مجھے کیا ملے گا"...... راشٹر نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔
"تم جو چاہو لے لینا"...... جیگر نے کہا۔
"مثلاً"...... راشٹر نے کہا۔
"کہا ہے جو چاہے لے لینا"...... جیگر نے کہا۔
"شیام سنگھ کے نام جو بنک بیلنس ہے وہ تمام کا تمام مجھے دے د
میں یہ کام کر دوں گا اور اس طرح کروں گا کہ کسی کو قیامت تک ا
کی خبر نہ ہو سکے گی کہ کس نے ایسا کیا ہے"...... راشٹر نے کہا۔
"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے"...... جیگر نے فوراً ہی جواب دے
ہوئے کہا۔
"پہلے حلف دو کہ جیسا تم نے وعدہ کیا ہے ویسے ہی کرو گے"
راشٹر نے کہا تو جیگر نے فوراً ہی حلف دے کر وعدہ کر لیا۔
"اوکے پھر ملاؤ ہاتھ"...... راشٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا
جیگر نے ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے انہوں نے انتہائی گرمجوشانہ اند
میں ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔
"اب ہوئی ناں بات"...... راشٹر نے انتہائی مسرت بھرے
میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شیام سنگھ کا بینک بیلنس انتہائی زیا
ہے اور وہ اگر تمام کا تمام اسے مل جائے تو وہ شاید کافرستان کا سب
بڑا رئیس بن جائے گا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کو

ات ہوتی اچانک اندرونی دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور ایک لمبا
ڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔
"کیا بات ہے سیوک کیوں آئے ہو اور اس طرح بغیر اجازت"۔
راشٹر نے اسے دیکھتے ہی انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"سوری باس کام ہی ایسا ہے کہ میں نے سوچا کہ اجازت لینے کا اب
کیا تکلف کیا جائے"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب کیسا کام"...... راشٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"میرے لئے بڑا آسان سا کام ہے۔ آپ دونوں کے لئے شاید تکلیف
دہ ہو جس انداز میں آپ دونوں نے شیام سنگھ کے خلاف سازش کی
ہے اس کا نتیجہ تو بہرحال آپ دونوں کو بھگتنا ہی تھا"۔ سیوک نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... راشٹر اور جیگر دونوں نے چونک کر
کہا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے ہاتھ تیزی سے جیبوں کی طرف
بڑھے۔
"خبردار اگر ذرا بھی حرکت کی تو"...... سیوک نے یکلخت چیختے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک سائیلنسر لگا
ریوالور نظر آنے لگ گیا۔ اسی لمحے اندرونی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور
مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے۔
"اسے گولیوں سے اڑا دو"...... راشٹر نے ان دونوں سے چیختے
ہوئے کہا لیکن سیوک اسی طرح ہاتھ میں ریوالور تھامے اطمینان

بھرے انداز میں کھڑا مسکراتا رہا۔
"اب یہ تمہارا حکم نہیں مان سکتے استاد راشٹر اب اس گروپ
انچارج میں ہوں"...... سیوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی
اندر آنے والے دونوں افراد تیزی سے راشٹر اور جیگر کی سائیڈ پر
کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مشین گنوں کا رخ ان دونوں کی طرف
دیا۔
"یہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ممکن ہے"...... راشٹر نے یقین
آنے والے لہجے میں کہا تو سیوک بے اختیار ہنس پڑا۔
"مجھے یاد ہے کہ تم نے اپنے استاد کلدیپ سے بھی اسی طرح گرو
کا چارج لیا تھا جس طرح آج میں تم سے لے رہا ہوں اور یہ جیگر
کافرستان کا بڑا بدمعاش ہے لیکن اس کے باوجود اس احمق کو اتنی با
کا بھی علم نہیں ہے کہ شیام سنگھ جو ایک بین الاقوامی ریکٹ چلا رہا
اس قدر بے وقوف ہوگا کہ تم اس کے خلاف سازش کرتے رہو
اسے اس کا علم تک نہ ہو۔ جیگر جیسے ہی یہاں پہنچا شیام سنگھ کو اطلا
مل گئی اور پھر یہاں اس کمرے میں ہونے والی تمام گفتگو شیام س
تک پہنچتی رہی۔ نتیجہ یہ کہ اس نے مجھے چارج سنبھال لینے کا حکم د
دیا۔ اس گروپ کے آدھے سے زیادہ افراد اس کے تنخواہ دار ہیں اور
گروپ نہیں بلکہ کافرستان میں جتنے بھی گروپ ہیں ان سب کے ب
افراد اس کے تنخواہ دار ہیں اور اسے معلومات بھی مہیا کرتے ہیں
اس کے احکام کی تعمیل بھی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں آ

وہ تمہاری آنکھ کے اشارے پر کام کرنے کے عادی ہیں اس وقت تم
دونوں پر مشین گنیں تانے ہوئے ہیں۔ بدمعاشی کرنا اور بات ہے
لیکن کسی بین الاقوامی تنظیم کو چلانا اور ہر طرف سے خبردار رہنا اور
بات ہوتی ہے"...... سیوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تو اب تم کیا چاہتے ہو۔ بولو"...... جیگر نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔
"مجھے شیام سنگھ نے حکم دیا تھا کہ میں تمہیں مارنے سے پہلے ساری
بات بتا دوں تاکہ مرنے سے پہلے تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہیں
تمہاری غداری کی سزا دی جا رہی ہے اس لئے اب تک تم زندہ
تھے"...... سیوک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹھک ٹھک کی
آوازیں ابھریں اور راشٹر اور جیگر دونوں چیختے ہوئے پہلے جھٹکا کھا کر
پیچھے کی طرف ہوئے اور پھر الٹ کر نیچے فرش پر گرے۔ جیگر کو یوں
محسوس ہوا جیسے اس کے سینے سے ایک گرم سلاخ اس کے حلق میں
آکر پھنس گئی ہو۔ اسے توقع ہی نہ تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس لئے
وہ اس اطمینان کی وجہ سے مار کھا گیا تھا ورنہ اس کی پوری زندگی ایسے
ہی کھیل کھیلنے اور اس قسم کے خطرات سے بچتے ہوئے گزری تھی۔
اس نے جھٹکا دے کر رکا ہوا سانس بحال کرنے کی کوشش کی لیکن
اس کے ذہن پر تاریکی بار بار جھپٹنے کی کوشش کرتی رہی اور پھر یکلخت
اچانک اس کے ذہن پر مکمل سیاہ پردہ سا تن گیا اور اس کے ساتھ ہی
اس کے تمام احساسات یکلخت جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے۔

عمران نے کار رانا ہاؤس سے باہر نکالی اور پھر وہ مختلف سڑکوں سے
گزرتا ہوا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن ابھی وہ فلیٹ سے کچھ
فاصلے پر تھا کہ اچانک اس کی نظریں اپنے فلیٹ کی سیڑھیوں کے قریب
کھڑے ہوئے ایک آدمی پر پڑ گئیں۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے کار کو
سائیڈ پر موڑا اور پھر اسے ایک سائیڈ پر اس طرح روک دیا جیسے اچانک
کار میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ اس کی نظریں اس آدمی پر جمی ہوئی
تھیں جو سیڑھیوں کے قریب کھڑا اس طرح آنے جانے والی کاروں کو
دیکھ رہا تھا جیسے اس کا خیال ہو کہ کوئی بھی کار کسی بھی لمحے ان
سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر رک سکتی ہے۔ اس آدمی کا قد و قامت اس کا
انداز اور خاص طور پر اس کا لباس بتا رہا تھا کہ اس آدمی کا تعلق زیر زمین
دنیا سے ہے اور یہی چیزیں دیکھ کر ہی عمران کے ذہن میں اچانک
خطرے کی گھنٹی بجی تھی اور اس نے لاشعوری طور پر کار سائیڈ پر کر کے

روک دی تھی۔ وہ چند لمحوں تک اس آدمی کو دیکھتا رہا اور پھر اس کی
نظریں گھومتی ہوئیں سڑک کی دوسری طرف فلیٹ کے سامنے
ریستوران کی طرف ہو گئیں کیونکہ وہ آدمی بار بار اس طرف اس طرح
دیکھتا جیسے وہاں اس کا کوئی ساتھی موجود ہو اور اس کے ساتھ ہی
عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس نے ریستوران
کے اوپر لگے ہوئے جہازی سائز کے بورڈ کی سائیڈ میں ایک دور مار
رائفل کی نال کو چیک کر لیا تھا۔ گو آدمی یہاں سے نظر نہ آ رہا تھا لیکن
رائفل کی نال کا چھوٹا سا حصہ بہرحال اسے نظر آ گیا تھا اور اس رائفل کی
نال کا رخ اس آدمی کی طرف ہی تھا جو سیڑھیوں کے قریب کھڑا تھا۔
عمران سمجھ گیا کہ یہ سب کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اب اسے معلوم ہو
گیا تھا کہ اس پر قاتلانہ حملہ کرنے کے لئے باقاعدہ جال بچھایا گیا ہے۔
جو آدمی سیڑھیوں کے قریب موجود ہے وہ عمران کی کار وہاں رکنے اور
پھر عمران کے قریب آنے پر اس سے بات کر کے یہ تسلی کرے گا کہ
آنے والا واقعی عمران ہی ہے یا نہیں اور جب اسے تسلی ہو جائے گی تو
وہ مخصوص اشارہ کرے گا اور اس پر دور مار رائفل سے فائر کر دیا جائے
گا کیونکہ اس وقت وہ اس دور مار رائفل کی براہ راست زد میں ہو گا۔
ویسے عمران یہ بھی جانتا تھا کہ اس انداز کی واردات صرف پیشہ ور قاتل
ہی کرتے ہیں اور یہ کھیل اس وقت کھیلا جاتا ہے جب یہ اپنے شکار کو
اچھی طرح شناخت نہ کرتے ہوں۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ
کھولا اور اس کے اندر رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے باکس کو اس نے

باہر نکال کر سیٹ پر رکھا اور پھر اسے کھول دیا۔ باکس کے اندر ایک چھوٹے سائز لیکن قدرے لمبی نال کا ایک انتہائی جدید ساخت کا پستول موجود تھا۔ اس نے اس پستول کے دستے پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو اس کا ایک خانہ کھل گیا۔ عمران نے باکس میں موجود نیلے رنگ کے کیپسولوں میں سے ایک کیپسول کو جیب میں ڈالا اور باکس کو بند کر کے اس نے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور اسے بند کر کے اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے سڑک پر لا کر وہ تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس نے کار کو سیڑھیوں کی سائیڈ میں جا کر روک دیا تو سیڑھیوں کے قریب کھڑا آدمی اب غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔

"آپ کا نام علی عمران ہے جناب"...... اس آدمی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام۔ میرا نام آپ پوچھ رہے ہیں"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ آدمی عمران سے ہی اس کا نام پوچھ رہا ہے۔

"جی ہاں میرے پاس علی عمران صاحب کے لئے ایک خصوصی پیغام ہے اور میں کافی دیر سے یہاں ان کا انتظار کر رہا ہوں"۔ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوپر فلیٹ میں نہیں ہے۔ میں تو خود اس سے ملنے آیا ہوں"۔ عمران نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب فلیٹ پر تو تالا لگا ہوا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تالا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوما تو وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس آدمی کی کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی بھرپور ضرب کافی ثابت ہوئی اور وہ یکلخت ساکت ہو گیا۔ عمران نے کار اس انداز میں روکی تھی کہ یہ سارا کھیل کار کی آڑ میں ہو گیا تھا اور سڑک پر سے گزرنے والوں کو اس ساری وار دات کا علم تک نہ ہو سکا تھا۔ اس آدمی پر ہاتھ چھوڑتے ہی عمران نے اپنا سر اس طرح نیچے جھکا لیا تھا کہ وہ رائفل کی زد میں نہ آ سکتا تھا جیسے ہی وہ آدمی ساکت ہوا عمران نے جیب سے وہی لمبی نال کا چھوٹا سا پستول نکالا اور کار کی آڑ لے کر اس نے کار کی چھت کے اوپر پستول کی نال رکھی اور ذرا سا سر اٹھا کر اس نے ریستوران کے اوپر موجود بورڈ کی طرف دیکھا تو اس نے ایک آدمی کو بورڈ کی سائیڈ سے اٹھ کر ذرا سا آگے کی طرف آتے دیکھا۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ سی پھیل گئی۔ وہ شاید اپنے ساتھی کے کار کے عقب میں آ جانے کے بعد دوبارہ سامنے نہ آنے پر حیران ہو کر ذرا سا آگے آ گیا تھا عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ کرچ کی آواز کے ساتھ ہی پستول کی نال سے نیلے رنگ کا شعلہ سا نکلا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اچھل کر نیچے گرا اور اس طرح ساکت ہو گیا جیسے چابی سے چلنے والا کھلونا چابی ختم ہو جانے پر ساکت ہو جاتا ہے۔ عمران نے پستول واپس جیب میں رکھا اور پھر

جھک کر اس نے اس آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا جو کار کی اوٹ میں
پڑا ہوا تھا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر فلیٹ کے دروازے پر
پہنچ گیا۔ اس نے سائیڈ سے چابی اٹھا کر تالا کھولا اور فلیٹ میں داخل ہو
گیا ڈرائنگ روم میں پہنچ کر اس نے اس آدمی کو نیچے فرش پر ڈالا اور پھر
میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل
کرنے شروع کر دیئے۔

" یس صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" ٹوینکل سٹار بول رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ عمران صاحب آپ۔ آپ تو واقعی ٹوینکل سٹار ہیں یعنی چمکتے
ہوئے تارے"...... دوسری طرف سے صدیقی نے ہنستے ہوئے جواب
دیا۔

" میرے فلیٹ کے سامنے ایک ریستوران ہے اس کے اوپر ایک
جہازی سائز کا بورڈ نصب ہے اس کی سائیڈ پر ایک صاحب مع دور مار
رائفل استراحت فرما رہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ فور سٹارز کے نئے
مشن جسے لیڈیز مشن بھی کہا جا سکتا ہے کا پہلا شکار ثابت ہو اس لئے
تکلیف کر کے اسے وہاں سے اٹھواؤ اور اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاؤ میں بعد
میں تم سے رابطہ کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ دور مار رائفل کے حوالے کا تو مطلب ہے کہ آپ پر قاتلانہ
حملے کی کوشش کی گئی ہے"...... دوسری طرف سے صدیقی نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں مشترکہ کوشش تھی ایک صاحب میری شناخت کے لئے
فلیٹ کی سیڑھیوں کے پاس موجود تھے جب کہ دوسرے دور مار رائفل
سمیت سامنے نشانہ جمائے ہوئے تھے۔ وہ سیڑھیوں والا تو اب فلیٹ
میں موجود ہے جب کہ دوسرے کی جگہ تمہارا ہیڈ کوارٹر ہو سکتا ہے"۔
عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس کے لئے مجھے پولیس کی امداد حاصل کرنی پڑے گی ورنہ
اس طرح کسی چھت پر چڑھ کر وہاں سے بے ہوش آدمی کو لے جانا
مشکل کام ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں عقبی طرف ایک بند گلی ہے یہ ریستوران کی سائیڈ سے اندر
جاتی ہے۔ باقی سٹارز کو بھی کال کر لو۔ وہیں سے چھت پر جا کر اسے
اٹھا کر عقبی گلی سے آسانی سے لے جایا جا سکتا ہے ورنہ پولیس بعد میں
اس کی لاش کا مطالبہ تو بہرحال کر ہی سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں لیکن پھر آپ سے رابطہ فون پر کیا
جائے یا"...... صدیقی نے کہا۔

"میں خود رابطہ کر لوں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ
مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا
گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کیا اور واپس ڈرائنگ روم میں آ گیا
سلیمان کئی دنوں سے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لئے آج کل عمران فلیٹ پر
اکیلا ہوتا تھا۔ عمران نے ایک نظر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے آدمی

کو دیکھا اور پھر سٹور کی طرف مڑ گیا۔ ان نے سٹور میں سے رسی کا گچھا اٹھایا اور ڈرائنگ روم میں آکر اس نے فرش پر پڑے ہوئے آدمی کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر ایک ہاتھ سے اس نے اسے تھامے رکھا جب کہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر اس نے اس آدمی کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے والی کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پوری طرح شعور میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

" میں تمہیں اس لئے یہاں لے آیا ہوں تاکہ اطمینان سے تعارف ہو جائے۔ پہلے میں اپنا تعارف کرا دوں۔ مجھ بندہ ناچیز کو ہی علی عمران کہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم۔ تم مگر میں یہاں۔ یہ کون سی جگہ ہے"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم اسی فلیٹ میں ہو جس کی سیڑھیوں کے پاس تم کھڑے ڈیوٹی دے رہے تھے اور اگر تم اپنے اس ساتھی کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو جو فلیٹ کے سامنے ریسٹوران کی چھت پر دور مار رائفل سمیت موجود تھا۔ تو اس کا تو اب تک قبر میں فرشتے حساب کتاب لے کر بھی

فارغ ہو چکے ہوں گے"...... عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو اس آدمی کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

" تم۔ تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ وہ وہ گامی کیسے مارا گیا۔ وہ تو انتہائی ہوشیار آدمی تھا"...... اس آدمی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" چلو اس تمہارے ساتھی کا نام تو معلوم ہو گیا کہ وہ گامی صاحب تھے۔ تمہارا کیا نام ہے"...... عمران نے کہا۔

" میرا نام ہاشو ہے میں تو"...... ہاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

" تم یہی کہنا چاہتے ہو ناں کہ تم نے صرف گامی کو مجھے شناخت کرنے کے بعد اشارہ کرنا تھا باقی اصل کام گامی نے ہی سرانجام دینا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاشو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" مجھے یہ تو معلوم ہے کہ تم اور گامی دونوں پیشہ ور قاتل ہو۔ شاید گامی تم سے زیادہ سینئر تھا یا اس کا نشانہ تم سے زیادہ اچھا ہو گا۔ اس لئے مین کردار اس کے ذمے لگا ہو گا لیکن میں صرف تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہیں میرا ٹارگٹ کس نے دیا ہے اس کا نام بتا دو اور بس تمہارا کام ختم"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے نہیں معلوم گامی کو معلوم ہو گا"...... ہاشو نے جواب دیا۔ اب اس کا لہجہ پہلے کی نسبت بے حد سنبھلا ہوا تھا۔

"گامی تو ملک عدم کی طرف گامزن ہو چکا ہے اس لئے اب بتانا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہو چکا ہے"...... ہاشو نے حیران ہو کر کہا تو عمران بے مسکرا دیا۔ اس نے یہ الفاظ بولے ہی اس لئے تھے تاکہ ہاشو کی سطح کو مکمل طور پر چیک کر سکے کیونکہ ہاشو کا چہرہ مہرہ اور اس کا ا بتا رہا تھا کہ وہ بالکل ان پڑھ آدمی نہیں ہے بلکہ کچھ پڑھا لکھا ہے لی اس کے جواب نے عمران پر واضح کر دیا کہ وہ انتہائی نچلی سطح سے تع رکھنے والا جرائم پیشہ ہے۔

"مطلب ہے کہ وہ تو قبر میں اتر چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر میں کیا بتا سکتا ہوں میں تو ایک ویٹر ہوں"...... ہاشو نے تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اب اسے سمجھ آئی تھی کہ ہاشو کیو اسے خاصہ پڑھا لکھا لگتا تھا کیونکہ ویٹر پڑھے لکھے افراد کو مسلسل سرو کرنے کی وجہ سے کسی حد تک ایسا لہجہ اپنا لیتے تھے جس سے دوسرا کی تعلیم کے بارے میں دھوکہ کھا سکتا تھا لیکن بہرحال اتنا تو وہ گیا تھا کہ ہاشو اگر ویٹر ہے تو وہ کسی بڑے ہوٹل کا ویٹر نہیں رہا ورنہ لازماً اسے پہچان لیتا کیونکہ بڑے ہوٹلوں اور کلبوں کے ویٹر تو ا سے اچھی طرح واقف تھے۔

"کس ہوٹل میں کام کرتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"لالہ زار ہوٹل۔ ڈمپل روڈ پر ہے"...... ہاشو نے جواب دیا۔

"تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہیں یہ کام کس نے ذمہ

" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

ہاں یقین کرو مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ مجھے تو گامی ساتھ لے آیا ل جو آدمی فلیٹ میں جانے لگے میں اس سے عمران کے بارے میں وں اور جیسے ہی عمران آئے میں سر پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کر دوں اور اس پر فائر کھول دے گا۔ اس کا نشانہ پورے دارالحکومت میں و، ہے وہ دور سے مکھی کو بھی نشانہ بنا سکتا ہے"...... ہاشو نے پ دیتے ہوئے کہا تو عمران نے کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

یہ ریوالور دیکھ رہے ہو۔ اس کا میگزین بھرا ہوا ہے"۔ عمران ریوالور کا میگزین کھولتے ہوئے کہا۔

لیکن اب میں اسے خالی کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور چیمبر گولیاں نکالنی شروع کر دیں۔ ہاشو کے چہرے پر یہ کارروائی دیکھ کر ت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اسے اس کارروائی کی وجہ تسمیہ آ رہی تھی۔

اب یہ خالی ہو گیا۔ دیکھ لیا تم نے۔ اب میں اس میں ایک گولی ل رہا ہوں"...... عمران نے کسی ماہر شعبدہ باز کی طرح بات کرتے ئے کہا۔

لیکن یہ سب تم کیوں کر رہے ہو"...... ہاشو نے آخر کار کہہ دیا تو ان مسکرا دیا۔ اس نے چیمبر بند کیا اور پھر اسے تیزی سے گھمانا ع کر دیا۔ کافی دیر تک گھمانے کے بعد اس نے ہاتھ روک لیا۔

اب اتنی بات تو تمہاری سمجھ میں آ جائے گی کہ چیمبر کے بارہ

خانوں میں سے ایک خانے میں گولی ہے باقی گیارہ خانے خالی
چونکہ میں نے چیمبر کو گھما دیا ہے اس لئے اب کچھ نہیں کہا جا
گولی والا خانہ کہاں ہے ۔ہو سکتا ہے کہ وہ ٹریگر کے سامنے ہو
سکتا ہے کہ ایک خانہ پیچھے ہو ۔اب میں پانچ تک گنوں گا اس
ٹریگر دبا دوں گا ۔اب یہ تمہاری قسمت کہ اگر گولی والا خانہ ٹر
سامنے نہ ہوا تو تمہیں ایک چانس مل جائے گا ورنہ گولی تمہاری
کے ٹکڑے اڑا دے گی ۔اس طرح پھر میں پانچ تک گنوں گا ا
دبا دوں گا ۔اب آگے تمہاری قسمت کہ تمہیں مزید کتنے چانس
اور کب تمہاری کھوپڑی ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتی ہے "......
نے اسے اس طرح تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا جیسے استاد ک
ذہن بچے کو سمجھاتا ہے۔

" تم مگر ۔ تم تم کیا چاہتے ہو ۔مجھے چھوڑ دو مجھے معاف کر دو
نے اس بار قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" معافی صرف اسی صورت میں مل سکتی ہے جب تم اس
نام بتا دو جس نے تمہیں اور گامی کو میرے قتل کے لئے ہائر کی
اور نام بھی درست بتانا کیونکہ میں نے اس کی باقاعدہ تصدیق
ہے "...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے سا
اس نے ریوالور کی نال ہاشو کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشا
رکھ کر اسے دبایا اور آہستہ آہستہ گنتی شروع کر دی ہاشو کے چہرے
بے اختیار پسینہ بہنے لگا۔

رک جاؤ ۔بتاتا ہوں رک جاؤ "...... ابھی عمران تین تک ہی پہنچا
ہاشو بے اختیار ہذیانی انداز میں چیخ پڑا۔

بولو ورنہ گنتی جاری رہے گی "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

جیمسن نے ہائر کیا ہے جیمسن نے ۔ لارڈ ہوٹل کے جیمسن
ہاشو نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

کہاں ہے یہ لارڈ ہوٹل "...... عمران نے پوچھا۔

گیرج روڈ پر بڑا ہوٹل ہے ۔اس کے نیچے تہہ خانوں میں جوا بھی
ہے ۔اس کا مالک جیمسن ہے ۔یہاں کا مشہور بدمعاش ہے ۔گامی
کے لئے مستقل طور پر کام کرتا ہے "...... ہاشو نے کہا تو عمران
ریوالور واپس جیب میں رکھا پھر مڑ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

یس "...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی ۔چونکہ
عمران نے فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر ڈائل کیا تھا اس لئے صدیقی
نے صرف یس کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

عمران بول رہا ہوں صدیقی وہ آدمی پہنچ گیا ہیڈ کوارٹر "۔ عمران
نے کہا۔

جی ہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہم اسے لے کر پہنچے ہیں لیکن یہ تو
گیس کے اثر سے بے ہوش ہے "...... صدیقی نے جواب دیا۔

ہاں لیکن اس کے منہ میں پانی ڈالو وہ ہوش میں آجائے گا ۔میں
نے بی ایکس کیپسول کا نشانہ بنایا تھا تاکہ وہ زیادہ حرکت نہ کر

سکے اور اسے ہوش میں لا کر اس کا نام بھی پوچھو اور اس سے
معلوم کرو کہ اسے میرے قتل کا مشن کس نے سونپا ہے"۔ عمر
کہا۔

" جو آدمی آپ کے پاس ہے اس نے کیا بتایا ہے ......
طرف سے صدیقی نے کہا۔

" اس نے تمہارے آدمی کا نام گامی بتایا ہے اور اس کا کہنا
گامی کا اسسٹنٹ ہے اور اس کا نام ہاشو ہے اور گامی اور اسے کہ
پر واقع کسی لارڈ ہوٹل کے مالک جیمسن نے ہائر کیا ہے میں
ہوٹل دیکھا ہوا ہے وہ تو انتہائی گھٹیا ٹائپ کا ہوٹل ہے اس۔
یقین نہیں آ رہا کہ ایسے ہوٹل کا مالک میرے قتل کے لئے کسی
کرے گا اس لئے میں اس پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے مکمل تصدیق کر
ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں ابھی انکوائری کر کے آپ کو فون کرتا ہ
دوسری طرف سے صدیقی نے، کہا تو عمران نے او کے کہہ کر رس
دیا۔

" تم۔ تم کون ہو کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے"...... ہا
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اگر پولیس سے میرا تعلق ہوتا تو تمہارے اس جیمسن صاح
مجھے قتل کرانے کی کیا ضرورت تھی جتنی رقم اس نے گامی اور
دینے کا وعدہ کیا ہوگا اس سے کم رقم پر میں خود اس کی تابعداری

ہو جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر تم کون ہو"...... ہاشو نے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے جواب
دیا۔

"وہ تو ہے لیکن تم کام کیا کرتے ہو"...... ہاشو نے کہا۔

"یہ اس وقت بتاؤں گا جب تمہاری بات کی تصدیق ہو جائے گی
اور پھر تمہارے زندہ رہنے کا سکوپ بن جائے گا ورنہ تم نے بہرحال
مرنا ہی ہے اس صورت میں خواہ مخواہ تمہارے ذہن پر بوجھ ڈالنے کا
فائدہ"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم میں نے سچ کہا ہے"...... ہاشو نے ایک بار پھر بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم پیشہ ور قاتل ہو۔ دوسروں کو تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مار دیتے
لیکن تمہارا اپنا یہ حال ہے کہ موت کا لفظ سنتے ہی تمہارا چہرہ زرد پڑ
جاتا ہے اور آواز لڑکھڑا جاتی ہے"...... عمران نے برا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"میں تو ویٹر ہوں میں تو قاتل نہیں ہوں قاتل تو گامی تھا"۔ ہاشو
نے جواب دیا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ کچھ دیر صبر کر لو"...... عمران نے کہا اور
پھر تقریباً پندرہ منٹ کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
اسے معلوم تھا کہ کال صدیقی کی طرف سے ہو گی۔
"صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب اس آدمی نے زبان کھو
ہے یہ پیشہ ور قاتل ہے اس کا نام گامی ہے۔اس کے کہنے کے
اسے کیرج روڈ کے لارڈ ہوٹل کے مالک جیمسن نے بلایا اور اسے
نمبر اور پتہ دے کر کہا کہ اس فلیٹ میں رہنے والے آدمی علی عمرا
ہلاک کر دو لیکن جیمسن کے پاس نہ ہی حلیے کی تفصیل تھی اور
کوئی تصویر۔جس پر گامی نے اپنے ساتھی ہاشو کو بلایا اور وہ فلیٹ
تو وہاں تالا لگا ہوا تھا۔چنانچہ گامی کے بقول وہ عقبی گلی سے چھ
چڑھ کر بیٹھ گیا جب کہ ہاشو کو اس نے فلیٹ کی سیڑھیوں کے
کھڑا کر دیا تا کہ جو بھی فلیٹ پر چڑھنے لگے ہاشو اس سے شناخت
اور علی عمران آئے تو ہاشو سر پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیر کر علیح
جائے اس کے بعد گامی اپنی دور مار رائفل سے اس کو نشانہ بنا۔
بقول گامی کے ہاشو فلیٹ کی سیڑھیوں کے پاس موجود تھا کہ ایک
وہاں آ کر رکی اور اس کار میں سے آدمی باہر آیا لیکن ہاشو اور وہ آدمی
اوٹ میں تھے اور اسے اچھی طرح نظر نہ آ رہے تھے اس لئے وہ بو
اوٹ سے باہر نکل کر آگے آیا تو وہ دونوں کار کی اوٹ میں غائب
تھے اور ابھی وہ صورتحال کو سمجھ نہ پایا تھا کہ اس نے کار کی چھت
ایک نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکتا دیکھا اس کے ساتھ ہی اس کے ج
جھٹکا لگا اور وہ چھت پر پشت کے بل گرا اور پھر اس کا سانس

گیا ...... صدیقی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اس گامی سے جیمسن کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کرو اور
پھر جیمسن کو اٹھا لاؤ۔میں تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہوں۔میری سمجھ
میں نہیں آ رہا کہ یہ کیا چکر چل گیا ہے کیونکہ یہ سب لوگ انتہائی نچلے
طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو میرے خلاف ہائر کرنا سمجھ
میں نہیں آتا"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے میں چوہان اور نعمانی کو بھیج دیتا ہوں میں وہیں
ہیڈ کوارٹر پر ہی ہوں آپ آ جائیں"...... دوسری طرف سے صدیقی نے
کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔
"تمہاری باتوں کی تصدیق تو ہو گئی ہے ہاشو لیکن یہ بات میری سمجھ
میں نہیں آ رہی کہ جب میں جیمسن کو جانتا ہی نہیں اور نہ ہی جیمسن
مجھے جانتا ہے تو پھر اسے کیا ضرورت تھی مجھے قتل کرانے کی"۔ عمران
نے ہاشو سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ظاہر ہے اسے بھی کسی نے یہ کام دیا ہو گا اس نے آگے گامی کو
اے کر لیا"...... ہاشو نے جواب دیا۔
"لیکن جو اسے کام دیتا وہ کم از کم میرا حلیہ تو اسے بتا دیتا اس طرح
شاید میں گامی کی دور مار رائفل کی زد میں آ جاتا"...... عمران نے ہونٹ
باتے ہوئے کہا۔
"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں تم مجھے چھوڑ دو میں نے تمہیں سچ بتایا
ہے اور پھر میں نے تو کوئی جرم نہیں کیا"...... ہاشو نے منت بھرے

لہجے میں کہا۔

"تمہارے متعلق مجھے تحقیق کرانی پڑے گی کہ تمہارے جر
گراف کیا ہے اگر تو تم چھوٹے موٹے جرائم میں ملوث ہو تو
تمہیں صرف پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا اور اگر تم بھی پ
قاتل ہو تو پھر تمہاری موت یقینی ہے"...... عمران نے جواب د
اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور مڑی ہوئی انگلی کا ہک کر
بندھے بیٹھے ہاشو کی کنپٹی پر پڑا تو ہاشو کے حلق سے ایک چیخ نکلی او
کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ع
نے مڑ کر میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو
کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جوانا کو کار دے کر میرے فلیٹ بھجوا دو۔ یہاں مجھ پر قاتلانہ
کی کوشش کی گئی ہے ایک آدمی کو میں نے پکڑ لیا ہے لیکن وہ مجھے
چھوٹا مہرہ لگتا ہے۔ بہرحال مکمل انکوائری تک اسے رانا ہاؤس میں ر
ہے۔ جوانا آکر اسے لے جائے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس میں ابھی بھجوا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے جو
نے کہا تو عمران نے رسیور رکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک دیوار

نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں
موجود ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اسے میز پر رکھا اور پھر اس پر
ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو عمران کالنگ اوور"...... فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے
بعد عمران نے بٹن دبا کر بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس اوور"...... تھوڑی دیر بعد ہی ٹائیگر کی
آواز سنائی دی۔

"کیرج روڈ پر ایک ہوٹل ہے لارڈ ہوٹل اس کے مالک جیمسن کو
جانتے ہو اوور"...... عمران نے کہا۔

"جیمسن یس باس۔ جانتا ہوں لیکن وہ تو کوئی بڑی مچھلی نہیں ہے
البتہ پاکیشیا میں اس نے پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروہ بنایا ہوا ہے اور
اس کا زیادہ تر دھندہ بھی یہی ہے لیکن یہ لوگ انتہائی تھرڈ کلاس مجرم
ہیں اوور"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اس جیمسن نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کرایا ہے اوور"...... عمران نے
کہا۔

"آپ پر اور جیمسن نے۔ اوہ نہیں باس وہ اس ٹائپ کا آدمی نہیں
ہے کہ آپ پر حملہ کرا سکے وہ تو تھرڈ گریڈ لوگ ہیں اوور"...... ٹائیگر
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

"تم کبھی ملے ہو اس جیمسن سے اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف ایک بار ملنے کا اتفاق ہوا ہے ایک پارٹی کے ساتھ اور جو

کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے یہ بھی اس وقت اس پارٹی نے ہی مجھے بتا
تھا اور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میں نے اس جیمسن کو اغوا کرنے کا کہہ دیا ہے۔ میں اس سے تو
پوچھ گچھ کر لوں گا لیکن تم اپنے طور پر معلومات کرو کہ اس جیمسن کے
رابطے کہاں کہاں ہیں اور مجھ پر حملے کا ٹارگٹ اسے کون دے سکتا ہے
اور پھر مجھے رپورٹ ٹرانسمیٹر پر دینا اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور
ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تا کہ جوانا
کے آنے تک وہ لباس تبدیل کر لے اور پھر وہ لباس تبدیل کر کے جیسے
ہی واپس ڈرائنگ روم میں آیا کال بیل کی آواز گونج اٹھی اور عمران
بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔
"کون ہے"...... عمران نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے
پوچھا۔
"میں جوانا ہوں ماسٹر"...... باہر سے جوانا کی آواز سنائی دی تو
عمران نے دروازہ کھول دیا۔
"ماسٹر جوزف بتا رہا تھا کہ آپ پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا ہے کون
ہے وہ بد بخت"...... جوانا نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔
"موجودہ حالات میں تو واقع وہ بد بخت ہے اور اگر ان کا مشن پورا
ہو جاتا تو پھر یہ بد بختی میری طرف ٹرانسفر ہو جاتی"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے ساتھ لئے ڈرائنگ روم میں آ گیا۔
"اسے کھول کر کار میں ڈالو اور رانا ہاؤس لے جاؤ اور خیال رکھنا

بیچارے کو سچ مچ کا بد بخت نہ بنا دینا۔ یہ تو محض طبلچی ہے"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"طبلچی کیا مطلب ماسٹر"...... جوانا نے آگے بڑھ کر ہاشو کی رسیاں
کھولتے ہوئے چونک کر کہا۔
"جب کوئی ماہر گویا پکا راگ گاتا ہے تو اس کے ساتھ ستار اور طبلے
پر دوسرے لوگ سنگت کرتے ہیں لیکن اصل فن اس استاد کا ہوتا ہے
وہ ستار بجانے والا اور طبلچی محض اس کے فن کو نکھارنے والے ہوتے
ہیں"...... عمران نے مسکرا کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"آپ کا مطلب ہے کہ حملہ کرنے والا اصل آدمی کوئی اور تھا اور یہ
صرف اس کا ساتھ دے رہا تھا"...... جوانا نے کہا۔
"ہاں یہ صرف شناخت کنندہ تھا۔ اسے فلیٹ کی سیڑھیوں کے
پاس اس لئے کھڑا کیا گیا تھا تا کہ مجھے شناخت کر کے اپنے ساتھی کو
اشارہ کرے اور وہ مجھ پر حملہ کر دے"...... عمران نے جواب دیا۔
"پھر کہاں ہے وہ اصل آدمی"...... جوانا نے حیران ہو کر پوچھا۔
"اب تک تو اس کا حساب کتاب بھی فرشتے کر چکے ہوں گے۔
بہرحال تم اسے لے جاؤ۔ ابھی میں اس سلسلے میں انکوائری کر رہا ہوں
انکوائری مکمل ہونے کے بعد سوچیں گے کہ اس کا کیا کریں"۔ عمران
نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے بے ہوش ہاشو کو اٹھا کر
کاندھے پر ڈالا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی اس
کے پیچھے چلتا ہوا فلیٹ سے باہر آیا۔ نیچے جوانا کی بحری جہاز جیسی کار

کھڑی تھی۔ جوانا نے کار کی عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر ہاشو کو سیٹوں کے درمیان والی جگہ پر لٹایا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جب جوانا کار لے کر چلا گیا تو عمران اپنی کار کی طرف بڑھ گیا کیونکہ ہاشو کو اوپر لے جانے کی وجہ سے اس نے کار گیراج میں کھڑی نہ کی تھی۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں موجود ڈبہ باہر نکالا اور پھر جیب سے وہ چھوٹا لیکن قدرے لمبی نال کا پسٹول نکال کر جس سے اس نے سامنے ریستوران کی چھت پر بیٹھے ہوئے گامی کو بے ہوش کیا تھا۔ ڈبے میں رکھا اور ڈبہ بند کر کے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ کر اس نے ڈیش بورڈ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تھوڑی دیر بعد وہ اس کالونی میں پہنچ گیا جہاں فور سٹارز کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ عمران نے کار پھاٹک پر روکی اور پھر مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا۔ یہ ہیڈ کوارٹر میں رہتا تھا اور اس کی چوکیداری کرتا تھا اور دیگر کام کاج بھی۔ اس نے عمران کو دیکھ کر مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں صدیقی کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے ساتھ روکی اور پھر کار سے اترا ہی تھا کہ اس نے صدیقی کو اندر پورچ کی طرف آتے دیکھا۔

"وہ جیمسن کا کیا ہوا صدیقی"...... سلام دعا کے بعد عمران نے

کہا۔

"چوہان اور نعمانی دونوں گئے ہوئے ہیں ابھی تک ان کی واپسی تو نہیں ہوئی"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"پہلے اس ہوٹل میں فون کر کے تو پوچھ لینا تھا کہ وہاں موجود ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"گامی سے نمبر لے کر میں نے معلوم کر لیا تھا وہ وہیں موجود ہے"۔ صدیقی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس گامی کا کیا کیا"...... عمران نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کرنا کیا تھا۔ گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دی ہے ایسے بے رحم پیشہ ور قاتلوں کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے رحم دل قاتلوں کا انجام اور ہوتا ہے اور بے رحم قاتلوں کا انجام اور"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب آپ نے کیا پلان بنایا ہے اس کانچی پورم منڈی کے سلسلے میں"...... چند لمحوں بعد کی خاموشی کے بعد صدیقی نے کہا۔

"میں نے ناٹران کو فون کر کے تفصیل بتا دی تھی تاکہ وہ اس سلسلے میں مکمل کوائف اکٹھے کرے۔ اس کے بعد ہی کوئی پلان بنایا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن ہم نے وہاں جا کر کرنا کیا ہے"...... صدیقی نے کہا۔
"جو دوسرے کریں گے"...... عمران نے کہا تو صدیقی بے
چونک پڑا۔
"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔ دوسرے تو وہاں شاید لڑکی
خریدنے جائیں گے"...... صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں
تو عمران ہنس پڑا۔
"بظاہر تو شاید ہمیں بھی اسی روپ میں جانا پڑے"...... عمران
کہا۔
"اوہ اوہ تو آپ کے ذہن میں یہ پلاننگ ہے لیکن عمران صا
اس طرح صورت حال ہمارے ہاتھ سے نکل بھی سکتی ہے ہمیں
وہاں فل ریڈ کرنا چاہئے"...... صدیقی نے کہا۔
"اس طرح وہ لڑکیاں ہلاک ہو جائیں گی بیچاری ۔ معصوم،
گناہ اور ستم رسیدہ لڑکیاں"...... عمران نے کہا۔
"وہ کیوں وہ کیسے ہلاک ہو جائیں گی"...... صدیقی نے حیر
بھرے لہجے میں کہا۔
"ان لوگوں کا طریقہ کار ایسا ہوتا ہے کہ اگر انہیں معمولی سا
شبہ پڑ جائے کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی ہونے والی ہے تو یہ لوگ
اصل مال ہی گول کر دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر مال کی تع
زیادہ ہو تو پھر یہ انہیں ہلاک کر کے سمندر میں پھینک دیتے ہیں
طرح یہ صاف بچ نکلتے ہیں اور پھر وہاں کے سیکورٹی کے انتظامات

ایلی کرنے پڑیں گے ۔ بہرحال ناٹران سے تفصیل مل جائے پھر حتمی
ہ پر کچھ طے ہو سکے گا"...... عمران نے کہا۔
"کسی شیام سنگھ کا نام بھی سامنے آیا تھا کیا ناٹران اس کے بارے
میں بھی معلومات حاصل کرے گا"...... صدیقی نے کہا۔
"ہاں میں نے اسے کہہ دیا ہے ۔ سنا تو یہی ہے کہ اس کانچی پورم
نڈی کا اصل سربراہ وہی شیام سنگھ ہی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر
ں سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے کار کے مخصوص انداز میں
ہارن بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران اور صدیقی دونوں بے اختیار
نک پڑے۔
"میرا خیال ہے چوہان اور نعمانی آئے ہیں میں دیکھتا ہوں"۔ صدیقی
نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
"جیمسن آ گیا ہو تو اسے بلیک روم میں پہنچا دینا میں اس دوران
ناٹران سے بات کر لوں"...... عمران نے کہا اور باہر جاتے ہوئے
صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز
سنائی دی۔
"علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ۔
لیکن اتنی پڑھائی کرنے اور اتنی ڈگریاں لینے کے باوجود آج تک مجھے
ایک لفظ کا معنی سمجھ میں نہیں آیا اور معنی کیا سمجھ میں آتا مجھے تو آج

تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے"...... عمران
زبان رواں ہو گئی۔
"کون سا لفظ عمران صاحب"...... دوسری طرف سے ناٹران ۔
ہنستے ہوئے کہا۔
"وہی جو تم نے ابھی کہا تھا کہ ناٹران بول رہا ہوں"...... عمرا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یعنی آپ ناٹران کا مطلب جاننا چاہتے ہیں"...... ناٹران
مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"ہاں اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ ناٹا ہندی زبان کا لفظ ہے جس
معنی پستہ قد یا شرارتی کو کہتے ہیں اور اس نوجوان بیل کو بھی ناٹا
جاتا ہے جسے ابھی سدھایا نہ گیا ہو۔ لیکن ظاہر ہے ناٹا سے تو ناٹرا
نہیں بنتا"...... عمران نے کہا۔
"ناٹران ناٹ سے بنا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ناٹ یعنی جسے گانٹھ کہا جاتا ہے پھر یہ تو انگریزی کا لفظ ہوا
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ناٹران ۔
اختیار ہنس پڑا۔
"قدیم ہندی میں ناٹ ستون کو کہتے ہیں یعنی وہ ستون جس پر تما
عمارت کھڑی ہو"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا تو عمران ب
اختیار ہنس پڑا۔
"میں نے تو سمجھا تھا کہ تم کافرستان کے اس شہر کا حوالہ دو گے جس

لا، ناٹ ہے لیکن تم نے تو واقعی درست معنی بتا دیا ہے بہرحال وہ
رم منڈی کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے
سلا اتے ہوئے کہا۔
بی ہاں کچھ کوائف معلوم ہوئے ہیں۔ کانچی پورم ایک کافی بڑا
لہ ہے اور تمام جزیرہ درختوں سے ڈھکا ہوا ہے اور وہاں باقاعدہ جدید
ایں اسلحہ نصب ہے۔ انڈر گراؤنڈ بڑے بڑے ہال اور گودام وغیرہ
ائے گئے ہیں اور یہ منڈی اب سے ایک ہفتے بعد لگنے والی ہے اور غیر
مالک سے یہ دھندہ کرنے والے اس میں شامل ہو رہے ہیں"۔
الان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
"کافرستانی بحریہ کا اس کے بارے میں کیا رویہ ہے"...... عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
ابھی تک تو یہی اطلاع ملی ہے کہ بحریہ کے اعلیٰ حکام کی سرپرستی
میں یہ سب ہو رہا ہے لیکن ابھی وہ حکام ٹریس نہیں ہو سکے"۔ ناٹران
نے جواب دیا۔
شیام سنگھ کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے
کہا۔
اس کا صرف نام ہی انڈر گراؤنڈ دنیا میں مشہور ہے ویسے اسے
کوئی نہیں جانتا۔ فیصل جان اس سلسلے میں کام کر رہا ہے"۔ ناٹران
نے جواب دیا۔
تم ایسا کرو کہ فوری طور پر یہ معلوم کرو کہ اس منڈی میں کہاں

کہاں سے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم گاہک
اندر داخل ہوں اور پھر کارروائی کی جائے"...... عمران نے جواب

"آپ کا پلان ٹھیک ہے اس طرح واقعی کافی آسانیاں ہو جا
میں معلومات حاصل کرتا ہوں اس سلسلے میں"...... ناٹران
جواب دیا۔

"لیکن یہ معلومات جلد از جلد مل جانی چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ
ختم ہو جائے اور ہم خالی کانجی پورم جزیرے پر ٹاپتے رہ جائیں"۔
نے کہا۔

"ایسا نہیں ہوگا زیادہ سے زیادہ کل تک سب کچھ فائنل ہو
گا"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا
لمحے صدیقی اندر داخل ہوا۔

"جیمسن بلیک روم میں موجود ہے عمران صاحب"......
نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس
خانے میں پہنچے جسے صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے بلیک روم کا
دے رکھا تھا یہاں فرش پر چار ایسی کرسیاں نصب کی گئی تھیں
میں راڈز سسٹم تھا اور ٹارچنگ کے جدید ترین آلات کے ساتھ
کوڑے اور مختلف قسم کے اوزار وغیرہ بھی دیواروں کے ساتھ
ہوئے تھے۔ وہاں چوہان اور نعمانی بھی موجود تھے اور سامنے ایک کر
پر ایک گہرے سیاہ رنگ کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بال ڈریکو
طرح چھوٹے اور اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ جسم پر سفید رنگ کا سوٹ

دوں میں بھی سفید رنگ کے جوتے تھے۔

"عمران صاحب آپ پر قاتلانہ حملے بہت ہونے لگ گئے ہیں اس
پہلے بھی سفاک مجرم والے کیس میں بھی آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا
اب اس کانجی پورم منڈی والے کیس کا آغاز بھی نہیں ہوا اور
حملہ ہو گیا"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے بتاؤ کہ آج کل فور سٹارز کا چیف کون ہے"...... عمران نے
ی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب بار بار چیف بدلنے والا مسئلہ ختم کر دیا گیا ہے اب صدیقی
مستقل چیف بنا دیا گیا ہے"...... چوہان نے جواب دیا۔

"اوہ اسی لئے اس بار قاتلانہ حملہ کامیاب نہیں ہو سکا"...... عمران
کہا تو سب چونک پڑے۔

"کیا مطلب عمران صاحب"...... چوہان نے حیران ہوتے ہوئے

"جہاں تک مجھے یاد ہے سفاک مجرم والے کیس میں تم چیف تھے
لئے گولی سیدھی گردن میں لگی تھی اور کار کا بھی ٹرالر سے
ایڈنٹ ہو گیا تھا اور وہ تو بس مقدر میں ابھی زندگی لکھی ہوئی تھی
لئے بچ گیا تھا لیکن اس بار حملہ تو ہوا لیکن حملے سے پہلے ہی مجرم قابو
آ گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ صدیقی کا ہاتھ بہرحال تم سے ہلکا
...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی چوہان اور نعمانی
اختیار ہنس پڑے۔

"اس کو ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے معلوم ہو سکے کہ
مجھ ناچیز پر قاتلانہ حملہ کرا کر آخر مجھے اتنی اہمیت کیوں دینے کی
کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے سامنے راڈز میں
ہوئے جیمسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو چوہان آگے
اس نے جیمسن کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے
لمحوں بعد جیمسن کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو
نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر واپس اپنے ساتھیوں کے ساتھ
بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جیمسن کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں
کے ساتھ ہی اس کے منہ سے کراہ نکل گئی اور پھر شعور میں آ
اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے وہ حیرت بھری
سے سامنے بیٹھے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ
بھرے انداز میں کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

"تم تم کون ہو۔ اور یہ میں کہاں ہوں میں تو اپنے دفتر میں
تھا۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ مجھے کیوں جکڑ رکھا ہے اس کرسی
جیمسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ وہی علی عمران جس کے قتل کے
نے گامی کو بک کیا تھا"...... عمران نے کہا تو جیمسن بے اختیار
پڑا۔ اس کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کک کک کون گامی۔ میں تو کسی گامی کو نہیں جانتا"
نے رک رک کر کہا۔

"دیکھو جیمسن گامی اور اس کا اسسٹنٹ ہاشو دونوں ہمارے قبضے
میں ہیں اور انہوں نے ہی تمہارا نام لیا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ
انہیں کس طرح تمہارے ہوٹل سے اغوا کیا ہے اسی طرح یہاں اگر
تمہاری ہڈیاں توڑی جائیں تو تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہ ہوگا اس
لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اس پارٹی کا نام بتا دو جس نے
تمہیں میرے قتل کے لئے بک کیا ہے اور اپنی جان بچالو"۔ عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے کبھی ایسا کام ہی نہیں کیا میں تو ہوٹل چلاتا ہوں اور میں
ان گامی اور ہاشو کو نہیں جانتا"...... جیمسن نے انتہائی مضبوط لہجے
میں کہا۔

"چوہان جیمسن صاحب کے جسم میں زخم ڈالو اور ان میں مرچیں بھر
دو دیکھتا ہوں کہ اس کے اعصاب کتنے طاقتور ہیں"...... عمران نے
کہا تو چوہان سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے تیز دھار خنجر اور
ایک بوتل اٹھائی جس کے منہ پر ایک سوراخ تھا جیسے ٹالکم پاؤڈر کے
ڈبے کے ڈھکن پر ہوتے ہیں۔ شیشے کی اس بوتل میں بھری ہوئی سرخ
مرچیں باہر سے بھی صاف نظر آ رہی تھیں۔ خنجر اور بوتل اٹھا کر وہ
جیمسن کی طرف بڑھ گیا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں تمہیں جس نے بھی بتایا ہے غلط بتایا ہے۔
تم مجھ پر یقین کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔

جیمسن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر چوہا
روک دیا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں جیمسن کہ پارٹی کا نام بتا دو ورنہ پھر چوہا
ہاتھ نہیں رکے گا"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے میں کسی گامی کو
جانتا"....... جیمسن نے کہا۔

"او کے چوہان شروع ہو جاؤ۔ میں نے تو کوشش کی ہے کہ یہ
ہولناک عذاب میں مبتلا ہونے سے بچ جائے لیکن شاید اس کی قـ
میں یہ عذاب بھگتنا لکھا ہوا ہے"....... عمران نے ایک طویل سـ
لیتے ہوئے کہا تو چوہان آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ جیمسـ
کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ چوہان نے مسلسل اس کی دو
رانوں میں چار پانچ جگہ خنجر مار کر ہاتھ واپس کھینچ لیا تھا اور جیمسـ
چیخ کر یکلخت خاموش ہو گیا تھا اس کی گردن ڈھلک گئی تھی وہ
ہوش ہو چکا تھا اس کے زخموں سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھ

"ٹھہرو چوہان ابھی مرچیں نہ ڈالنا پہلے اس کے زخموں پر پانی
پڑے گا تاکہ خون رک جائے پھر ہی مرچیں اثر کریں گی"....... صـ
نے اٹھتے ہوئے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی
الماری کی طرف بڑھ گیا جہاں سے چوہان نے خنجر اور مرچوں کی با
اٹھائی تھی۔ صدیقی نے الماری سے پانی سے بھری ہوئی دو بو
اٹھائیں اور جیمسن کی طرف بڑھ گیا اس نے ایک بوتل کھول کر

کے زخموں پر پانی کی دھار ڈالنی شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد زخموں
سے فوارے کی طرح نکلتا ہوا خون آہستہ آہستہ رک گیا۔ صدیقی نے
دوسری بوتل کھولی اور بوتل میں موجود پانی اس نے جیمسن کے سر اور
چہرے پر ڈال دیا۔ پانی پڑتے ہی جیمسن یکلخت جھرجھری لے کر ہوش
میں آگیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخیں نکلنے
لگیں اور چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا صدیقی نے بوتل
اس کے منہ سے لگا دی تو اس نے پیاسے اونٹ کی طرح غٹا غٹ پانی
پینا شروع کر دیا۔ جب کافی سارا پانی اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو
صدیقی نے بوتل ہٹائی اور باقی ماندہ پانی اس کے زخموں پر ڈال دیا۔
پانی پینے اور پانی چہرے پر اور زخموں پر پڑنے کی وجہ سے اس کا تکلیف
کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا چہرہ کافی حد تک بحال نظر آنے لگ گیا
اور اس کی چیخیں اب کراہوں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔

"ابھی تک صرف دو چار زخم ہوئے ہیں ابھی تو زخموں میں سرخ
مرچیں بھری جائیں گی اور یہ کارروائی پورے جسم پر دوہرائی جائے
گی"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں ایسا مت کرو یہ بہت بڑا عذاب ہے ایسا مت کرو"۔
جیمسن نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"چوہان زخموں میں مرچیں بھر دو کافی نرمی ہو گئی ہے اس کے ساتھ
یہ لوگ نرمی کے قابل ہی نہیں ہیں"....... عمران نے چوہان سے
مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا اور چوہان نے سرخ مرچوں سے

بھری ہوئی بوتل والا ہاتھ آگے بڑھایا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ میں بتاتا ہوں رک جاؤ۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں رک جاؤ۔ ایسا مت کرو رک جاؤ"...... جیمسن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

" بولتے جاؤ ورنہ چوہان کا ہاتھ نہیں رکے گا اور یہ بھی سن لو کہ جو کچھ تم نے بتانا ہے اس کی باقاعدہ تصدیق کی جائے گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" بے شک تصدیق کر لینا۔ اول تو جیمسن کچھ بتاتا نہیں لیکن جب وہ کچھ بتاتا ہے تو پھر ہمیشہ سچ بولتا ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے کافرستان کے راشٹر نے علی عمران کے قتل کا ٹارگٹ دیا ہے۔ پاکیشیا میں اس کا سارا دھندہ میں ہی کرتا ہوں"...... جیمسن نے کہا۔

" راشٹر وہ کون ہے کیا کرتا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" راشٹر یہ کلب کا مالک ہے کافرستان کے دارالحکومت میں اس کا کلب ہے۔ پورے کافرستان میں اس کا سب سے خطرناک گروپ ہے پیشہ ور قاتلوں کا گروپ اس جیسا گروپ اور کسی کے پاس نہیں ہے وہ اس قدر طاقتور ہے کہ چاہے تو کافرستان کے صدر کو بھی قتل کرا سکتا ہے"...... جیمسن نے جواب دیا۔

"اس نے تمہیں کیا کہا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

" میں اس کے لئے پاکیشیا میں کام کرتا ہوں میرا بھی یہاں گروپ

ہے اس نے مجھے کہا کہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں کنگ روڈ پر ایک لیٹ میں ایک آدمی علی عمران نام کا رہتا ہے اسے فوری طور پر ہلاک نا ہے۔ میں نے جب اس سے مزید تفصیل پوچھی تو اس نے کہا کہ ے یہی کچھ بتایا گیا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ جس پارٹی نے اسے یہ م دیا ہے اس سے وہ مزید تفصیل پوچھ کر دے تو اس نے کہا کہ یہ م اسے شیام سنگھ نے دیا ہے اور شیام سنگھ سے وہ مزید پوچھ کچھ نہیں سکتا۔ شیام سنگھ کا نام سن کر میں بھی خاموش ہو گیا کیونکہ مجھے بھی علوم ہے کہ شیام سنگھ کافرستان کا اتنا بڑا آدمی ہے کہ اس سے واقعی ئی بھی پوچھ نہیں سکتا۔ چنانچہ میں نے اپنے گروپ کے سب سے تیز درست نشانہ لگانے والے آدمی گامی کو بلا کر اسے یہ کام دے دیا۔ ل نے بھی جب شناخت مانگی تو میں نے اسے کہا کہ وہ ایک آدمی ہاں پر بھیج کر پہلے شناخت کرے اور جس کا نام بھی علی عمران ہوا ۔ فنش کر دے تو گامی نے کام لے لیا"...... جیمسن نے کہا۔

تم شیام سنگھ کو کس طرح جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

میں چار سال ہوئے کافرستان سے یہاں آیا ہوں وہاں بھی میرا یہی تھا لیکن میرا ایک بڑے آدمی سے جھگڑا ہو گیا۔ اس نے مجھے دھمکی لہ وہ مجھے قتل کرا دے گا اور وہ آدمی واقعی ایسا کر سکتا تھا چنانچہ نے راشٹر سے مشورہ کیا اور راشٹر نے بھی مجھے یہی مشورہ دیا کہ اس آدمی جیگر سے نہیں لڑ سکتا۔ چنانچہ میں وہاں سے مستقل طور لیشیا چلا آیا۔ یہ جیگر شیام سنگھ کا نمبر دو ہے۔ نام شیام سنگھ کا چلتا

ہے لیکن کام جیگر کرتا ہے ویسے شیام سنگھ اتنا بڑا بدمعاش ہے کہ
کافرستان اس کے نام سے کانپ اٹھتا ہے وہ اگر چاہے تو ایک لمحے
کافرستان کے دارالحکومت کے ایک ایک آدمی کو قتل کرا دے ا
ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں ہے لیکن وہ کبھی سامنے نہیں آیا کسی
تک اس کی شکل نہیں دیکھی صرف جیگر اس کو جانتا ہے اور
کام جیگر کرتا ہے"...... جیمسن نے جواب دیا۔
"جیگر کہاں رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"اس کے بے شمار اڈے ہیں وہ کسی ایک اڈے پر نہیں
وقت اڈے بدلتا رہتا ہے۔ ویسے راشٹر کا وہ دوست ہے راشٹر ا
اصل اڈے کو جانتا ہوگا"...... جیمسن نے کہا۔
"تم سے جب اس کی لڑائی ہوئی اور تم نے کافرستان اس ک
سے چھوڑا تو لازماً اس کو جانتے ہو گے"...... عمران نے کہا۔
"میں اس کے مقابلے پر کیسے لڑ سکتا ہوں وہ تو بہت بڑا آد
ہوا یہ کہ میں نے ایک آدمی کو ہلاک کرنے کے بکنگ کی اور ا
آدمی کو ہلاک کرا دیا۔ وہ آدمی جیگر کا ملنے والا تھا۔ جیگر نے معلو
کہ میں نے اس کے ملنے والے کو ہلاک کر دیا ہے تو اس نے مجھے
بھجوا دیا کہ جس نے اس کے ملنے والے کو ہلاک کیا اسے پیش کی
تاکہ وہ اپنے ملنے والے کے قتل کا بدلہ اس سے لے سکے۔ اب ب
بدقسمتی تھی کہ اس کے ملنے والے کا قتل میں نے خود اپنے ہاتھو
کیا تھا کیونکہ رقم بہت بڑی ملی تھی۔ اب ظاہر ہے میں خود کو تو اس

سامنے پیش کرنے سے رہا۔ چنانچہ میں نے راشٹر سے بات کی تو راشٹر
نے مجھے فوراً کافرستان چھوڑ کر پاکیشیا جانے کا کہہ دیا اور ساتھ ہی وعدہ
کیا کہ وہ جیگر کو کہہ کر مجھے معافی دلوا دے گا۔ چنانچہ میں پاکیشیا چلا آیا
۔ راشٹر نے اس سے بات کی تو جیگر صرف اتنی بات پر رضامند ہوا کہ
وہ مجھے پاکیشیا میں ہلاک نہیں کرائے گا لیکن اگر میں دوبارہ کافرستان
گیا تو پھر مجھے ہلاک کرا دیا جائے گا۔ اس لئے میں پھر کافرستان واپس
نہیں گیا"...... جیمسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"تمہارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے"...... عمران نے کہا۔
"ثبوت۔ ثبوت کیا ہوتا ہے تم بے شک راشٹر سے پوچھ لو میں
نے غلط بیانی نہیں کی"...... جیمسن نے کہا۔
"کیا نمبر ہے راشٹر کا میں تمہاری بات اس سے کرا دیتا ہوں تم جو
ہے اس سے گفتگو کرو۔ لیکن مجھے یہ تصدیق ہونی چاہئے کہ تم نے جو
کہا ہے درست ہے تو پھر میں تمہیں رہا کر دوں گا"...... عمران نے

"میری بات کراؤ"...... جیمسن نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے ایک نمبر بتا دیا۔
"کارڈلیس فون پیس لے آؤ لاؤڈر سمیت"...... عمران نے صدیقی
سے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک روم سے باہر
چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس
فون پیس تھا۔ اس نے فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے

اس پر پہلے رابطہ نمبر پریس کیا اور پھر جیمسن کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا
دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے لاؤڈر کا
آن کیا اور فون پیس صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔ صدیقی نے فون
کرسی پر راڈز میں جکڑے ہوئے جیمسن کے کان سے لگا دیا۔
"راشٹریہ کلب"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ بے حد کرخت
سا تھا۔
"جیمسن بول رہا ہوں پاکیشیا سے لارڈ ہوٹل کا جیمسن۔ راشٹر سے
بات کراؤ"...... جیمسن نے کہا۔
"اوہ باس راشٹر تو ہلاک ہو گیا ہے اب اس کی جگہ باس سیوک
ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیمسن بے اختیار چونک پڑا
"راشٹر ہلاک ہو گیا ہے وہ کیسے"...... جیمسن نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے دوسری طرف
بولنے والے کی بات کا یقین ہی نہ آ رہا ہو۔
"مجھے نہیں معلوم بولو باس سیوک سے بات کرنی ہے یا نہیں"
دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا گیا۔
"کراؤ بات"...... جیمسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"ہیلو سیوک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز
سنائی دی۔
"پاکیشیا کے لارڈ ہوٹل کا جیمسن بول رہا ہوں سیوک۔ مجھے راشٹر
نے ایک بکنگ دی تھی اس سلسلے میں اس سے بات کرنی تھی

مجھے یہ بتایا جا رہا ہے کہ راشٹر ہلاک ہو گیا ہے اور اب تم باس ہو"۔
جیمسن نے کہا۔
"تمہیں جو کچھ بتایا گیا ہے وہ درست ہے اور اب میں چیف ہوں
تمہیں جو بکنگ دی گئی تھی اس کا بھی مجھے علم ہے کیا ہوا اس کام
کا"...... سیوک نے سرد لہجے میں جواب دیا۔
"فلیٹ پر تالا لگا ہوا ہے اور وہ آدمی مسلسل غائب ہے۔ میرے
آدمی فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں اس آدمی کا حلیہ اگر معلوم ہو جاتا تو
ہم اسے دوسری جگہوں پر بھی تلاش کر سکتے تھے"...... جیمسن نے کہا۔
"اس آدمی کا نام عمران ہے ناں"...... سیوک نے کہا۔
"ہاں صرف علی عمران نام بتایا گیا ہے صرف نام۔ اگر اس کا حلیہ
تمہیں معلوم ہو تو مجھے بتا دو تاکہ کام جلد از جلد ہو سکے"...... جیمسن
نے عمران کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا جا سکتا"۔ سیوک
نے جواب دیا۔
"مجھے راشٹر نے بتایا تھا کہ یہ کام اسے مہاگرو شیام سنگھ نے سونپا
ہے۔ اب تم چیف ہو تو کیا تم مہاگرو سے مزید تفصیلات نہیں پوچھ
سکتے"...... جیمسن نے کہا۔
"مہاگرو کا نام زبان پر آئندہ مت لانا مجھے ورنہ وہاں پاکیشیا میں
ہی تمہارا سانس بند کر دیا جائے گا۔ راشٹر اور جیگر دونوں کا خاتمہ
مہاگرو کے خلاف سازش کرنے کی وجہ سے ہی ہوا ہے"۔ سیوک نے

انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کیا جیگر بھی ختم ہو گیا ہے"...... جیمسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں اسے بھی آف کر دیا گیا ہے"...... سیوک نے جواب دیا۔
"اوہ پھر تو میں واپس کافرستان آسکتا ہوں"...... جیمسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"جو کام تمہارے ذمہ لگایا گیا ہے اسے کر کے آنا ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارا کیا انجام ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"وہ تو میں نے کرنا ہے۔ ٹھیک ہے میں کام مکمل ہونے پر کال کروں گا گڈ بائی"...... جیمسن نے کہا تو صدیقی نے فون پیس اس کے کان سے ہٹایا اور اسے آف کر دیا۔
"اب تو تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے"...... جیمسن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہاں تم نے واقعی سچ بولا ہے اس لئے تمہاری مکمل رہائی اب واقعی ہو جانی چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی دوسرے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر عمران بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ صدیقی بھی اس کے پیچھے ہی دروازے کی طرف مڑا۔ اور پھر وہ عمران کے ساتھ ہی سٹنگ روم میں پہنچ گیا جب کہ چوہان اور نعمانی وہیں بلیک روم میں ہی رہ گئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ شیام سنگھ تک آپ کا نام پہنچ ...ہے کہ آپ اس منڈی کے خلاف کام کر رہے ہیں"...... سٹنگ ...یں پہنچتے ہی صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہاں لیکن اس شیام سنگھ کی طرف سے جو رد عمل ظاہر ہوا ہے اس ...ہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے مجھے اپنی طرح کا بدمعاش ہی سمجھا ہے ...لئے اس نے راشٹر کو میرے قتل کا حکم دیا اور راشٹر نے یہاں اس ...ن کے ذمے یہ کام لگا دیا۔ اس سے اس کی ذہنی سطح کا اندازہ ہوتا ..."...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ...اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"...یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز ...ائی دی۔
"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"عمران صاحب میں نے ابھی آپ کے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن ...ہاں سے کسی نے کال ہی اٹنڈ نہیں کی"...... ناٹران نے کہا۔
"...یں وہاں نہیں تھا اور سلیمان بھی گاؤں گیا ہوا ہے کیا رپورٹ ..."...... عمران نے کہا۔
"شیام سنگھ کے بارے میں رپورٹ مل گئی ہے وہ دارالحکومت کا ...تہائی امیر ترین آدمی ہے۔ ویسے بظاہر اس کا جرم یا جرائم سے کوئی ...لق نہیں ہے اور اس کے تحت بے شمار فلاحی انجمنیں کام کر رہی ہیں ...ں کے علاوہ اس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بھی بہت وسیع کاروبار ہے

شیام انٹرنیشنل کارپوریشن کے تحت لیکن درحقیقت وہ جرائم کا
کنگ ہے ۔ اس کا حکم پورے کافرستان پر چلتا ہے اس کے کا
میں کام کرنے والے ہر قسم کے جرائم پیشہ گروپوں میں آدمی
ہیں ۔ اس کے کافرستان کے انتہائی اعلیٰ ترین حکام سے بھی
تعلقات ہیں اور کافرستانی پولیس اسے مہاگرو کے نام سے جانتی
ناٹران نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کانچی پورم منڈی میں کون کون شریک ہو رہا ہے اور اس
میں کیا حفاظتی اقدامات ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں کہ شیام سنگھ کے کسی خاص آدمی
کر لوں پھر ہی اس بارے میں معلومات مل سکتی ہیں"۔ ناٹرا
جواب دیا۔

"تم کوشش جاری رکھو میں اب فور سٹارز کے ساتھ کافرستا
رہا ہوں پھر وہیں ملاقات ہو گی خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور
رکھ دیا۔ چوہان اور نعمانی بھی اس دوران سٹنگ روم میں پہنچ چکے

"کیا ہوا جیمسن کا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہی جس کا حکم آپ نے دیا تھا۔ مکمل رہائی"...... چوہان
مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے اب ایسا کرو کہ تم سب تیار رہو۔ ہم کل اس مش
کافرستان روانہ ہو جائیں گے میں انتظامات کر لوں پھر تمہیں
کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کس قسم کے انتظامات کرنا چاہتے ہیں"...... صدیقی نے
کہا۔

"کاغذات بھی تیار کرانے ہیں اور وہاں رہائش وغیرہ کے بھی
انتظامات کرنے ہیں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... عمران نے
چونک کر کہا۔

"یہ سیکرٹ سروس کا مشن نہیں ہے عمران صاحب کہ آپ کو
تکلیف کرنی پڑے آپ صرف اتنا بتا دیں کہ آپ چاہتے کیا ہیں۔ باقی
کام ہم پر چھوڑ دیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے
اختیار ہنس پڑا۔

"اصل میں عادت پڑ گئی ہے لیڈری کی۔ مجھے یاد ہی نہیں رہتا کہ
میں فور سٹارز کا لیڈر نہیں ہوں۔ او کے پھر ایسا ہے کہ تمہارے سامنے
ساری صورت حال ہے اس لئے تم اپنے طور پر اس کانچی پورم منڈی
کے خلاف جس طرح چاہو کام کرو۔ میں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے
ہمراہ کافرستان جا کر اپنے طور پر کام کرتا ہوں اور اگر تم چاہو تو ہمارے
درمیان رابطہ رہے گا چاہو تو نہیں رہے گا مقصد اس کانچی پورم منڈی
سے ان مظلوم لڑکیوں کی رہائی اور اس مکروہ اور ظالمانہ کاروبار میں
شامل سب افراد کا خاتمہ ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا مقصد آپ کو ناراض کرنا نہیں تھا عمران صاحب آپ بے
شک تمام انتظامات کریں ہم آپ کے تحت کام کرنا تو اپنے لئے اعزاز
سمجھتے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ناراض ہو کر یہ بات نہیں کر رہا میرا پہلے بھی پروگرام تھا کہ وہاں جا کر دو گروپوں میں تقسیم ہو جائیں گے کیونکہ میرے متعلق اگر وہاں تک معلومات پہنچ چکی ہیں تو اب میری روانگی بارے میں بھی معلومات پہنچ جائیں گی۔ اس لئے ہو سکتا ہے ہمارے وہاں پہنچتے ہی ہم پر ہر طرف سے یلغار شروع ہو جائے اس۔ میں نے سوچا ہے کہ ہم یہیں سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں"۔ عمران۔ مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب جب ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ یہ سارا کاروبا شیام سنگھ کا ہے تو کیوں نہ اس شیام سنگھ پر ہی ہاتھ ڈال دیا جائے اس طرح مشن زیادہ آسانی سے مکمل کیا جا سکتا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"شیام سنگھ خود سامنے نہیں آتا اور نہ براہ راست کسی مجرما کاروبار میں ملوث ہے اس لئے اگر اس پر ہاتھ ڈال دیا جائے تب بھ ہمیں عملی طور پر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کام تو انڈر گراؤنڈ ہو رہے گا۔ ہمارا مقصد اس مذموم کاروبار کو اس کی جڑوں سے اکھاڑ ہے"...... عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب اب ہمارے سامنے لائحہ عمل واضح ہو گیا ہے۔ بہرحال آپ ہمیں لیڈ کریں گے۔ زیرو ون ٹرانسمیٹر پر ہم آپ سے رابطہ رکھیں گے"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی شیام سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شیام سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

"پیارا رام بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے کیوں کال کی ہے"...... شیام سنگھ کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

"سیوک آپ سے بات کرنا چاہتا ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سیوک کیوں کیا ہوا ہے اسے"...... شیام سنگھ نے سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

"باس آپ نے راشٹر کے ذمے پاکیشیا میں کسی کو فنش کرنے کا کام لگایا تھا وہ اسی سلسلے میں کوئی رپورٹ دینا چاہتا ہے"...... پیارا

رام نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بات کراؤ"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"ہیلو مہاگرو میں آپ کا سیوک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں
سیوک کی انتہائی مؤدبانہ بلکہ خوشامدانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے مختصر بتاؤ"۔ شیام سنگھ نے انتہائی سرد لہجے
کہا۔

"آپ نے راشٹر کو کہا تھا کہ پاکیشیا دارالحکومت میں کنگ رو
کسی فلیٹ پر رہنے والے علی عمران کو فنش کرنا ہے راشٹر نے یہ
پاکیشیا میں اپنے خاص آدمی جیمسن کے ذمے لگا دیا تھا۔ پھر جیمسن
کال آئی کہ وہ آدمی ٹریس نہیں ہو رہا۔ میں نے اسے کہا کہ وہ ہر صور
میں اسے ٹریس کرے اور کام مکمل کرے۔ آج میں نے اسے رپور
لینے کے لئے کال کی تو پتہ چلا کہ اس نے یہ کام کسی پیشہ ور قاتل گا
کے ذمے لگایا تھا لیکن پھر وہ گامی بھی غائب ہو گیا اور اس کا ساتھی
بھی اور اس کے ساتھ ہی جیمسن کو بھی اس کے دفتر سے پراسرار طو
اغوا کر لیا گیا ہے اور ابھی تک ان تینوں کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ وہ
غائب ہیں اس لئے میں نے پاکیشیا میں ایک گروپ سے بات کی
گروپ کا سربراہ ڈارسن ہے جب میں نے ڈارسن سے علی عمران
بارے میں بات کی تو ڈارسن نے یہ کام کرنے سے صاف انکار کر د
اس نے بتایا ہے کہ علی عمران پاکیشیا کا انتہائی خوفناک ترین سیکر
ایجنٹ ہے اور وہ کافرستان کے کرنل فریدی کی ٹکر کا ایجنٹ ہے

ا کے بڑے بڑے ایجنٹ اس کے نام سے کانپ اٹھتے ہیں۔
نے اس کی بات سننے کے بعد کافرستان سیکرٹ سروس میں کام
والے ایک آدمی سے رابطہ کیا تاکہ اگر عمران کا تعلق واقعی
سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر کافرستان سیکرٹ سروس کا یہ آدمی
بارے میں تفصیلات جانتا ہوگا۔ اس آدمی کے سامنے جب علی
کا نام آیا تو اس نے بھی وہی رپورٹ دی جو ڈارسن نے دی ہے۔
کا کہنا ہے کہ عمران نے یہاں کافرستان میں بے شمار مشنز
ہیں اور کافرسانی سیکرٹ سروس اور دوسری تمام سرکاری
یاں اس کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہوئی ہیں۔ کافرستانی
وزیراعظم تک اس سے خوفزدہ رہتے ہیں اس پر میں نے سوچا
آپ کے علم میں یہ سارے واقعات لائے جائیں اور پھر آپ سے
کامات لئے جائیں"...... سیوک نے کہا۔

بنیادی بات یہ ہے کہ تم اس کام میں ناکام رہے ہو۔ اوکے میں
سنبھال لوں گا تمہیں مزید کام کرنے کی ضرورت نہیں"۔
نگھ نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

کیا مصیبت درمیان میں ٹپک پڑی ہے"...... شیام سنگھ نے
کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے
اٹھایا اور فون پیس کے نیچے ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے
کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے
کر دیئے۔

"بہرام شوٹنگ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسو
سنائی دی۔

"بہرام سے بات کراؤ میں شیام سنگھ بول رہا ہوں"......
سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ یس۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بری طرح بو
ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو بہرام بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردا
سنائی دی۔

"بہرام فوراً میرے پاس پہنچو۔ ابھی اور اسی وقت"...... شیا
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر ساتھ
ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی

"بہرام آرہا ہے اسے میرے کمرے میں پہنچا دینا"...... شیا
نے کہا اور بغیر دوسری طرف سے کوئی بات سنے اس نے رسیور
پھر تقریباً بیس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون ہے"...... شیام سنگھ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہرام صاحب آئے ہیں باس"...... باہر سے ایک مؤدبا
سنائی دی۔

"اوکے"...... شیام سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ا
کرسی کے بازو کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن

اتے ہی کمرے کا بند دروازہ میکانکی انداز میں خود بخود کھلتا چلا گیا۔
ے لمحے ایک درمیانے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس آدمی کا جسم
انتہائی نحوس تھا۔ اس نے جینز اور ہاف آستین کی سرخ رنگ کی شرٹ
ن رکھی تھی چہرے سے وہ زیر زمین دنیا کا ہی فرد لگتا تھا بہرام اندر
داخل ہوا تو اس کے انداز میں بے نیازی کا عنصر نمایاں تھا۔ اس نے
مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

"آؤ بیٹھو بہرام"...... شیام سنگھ نے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بہرام مسکراتا ہوا سامنے رکھی کرسی پر
بیٹھ گیا۔

"خیریت ہے آج سے پہلے تم نے اس طرح کسی ایمرجنسی میں
ہمیں نہیں بلایا"...... بہرام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کے کسی ایجنٹ علی عمران کو جانتے ہو"...... شیام سنگھ
نے کہا تو بہرام نمایاں طور پر چونک پڑا اس کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کس عمران کی بات کر رہے ہو مجھے تفصیل سے بتاؤ"...... بہرام
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ابھی یہ نام سن کر چونکے ہو اس کا مطلب ہے کہ تم اسے اچھی
طرح جانتے ہو پھر یہ سوال کرنے کی وجہ"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"اس لئے کہ جس علی عمران کو میں جانتا ہوں۔ کیا تم واقعی اس
کے بارے میں پوچھ رہے ہو یا یہ کوئی اور ہے کیونکہ اس نام کے کئی

افراد بھی ہوسکتے ہیں"...... بہرام نے کہا۔
"سنا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا
کرنل فریدی کی ٹکر کا ایجنٹ ہے"...... شیام سنگھ نے جواب
بہرام نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
"اسے میں اچھی طرح جانتا ہوں لیکن اس کا تمہارے ساتھ کیا
پیدا ہو گیا ہے۔ وہ تو بین الاقوامی سطح پر کام کرنے کا عادی۔
بہرام نے کہا۔
"تمہیں کانچی پورم منڈی کے بارے میں تو معلوم ہے"......
سنگھ نے کہا۔
"ہاں"...... بہرام نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"چار روز بعد یہ منڈی لگ رہی ہے اور مجھے اطلاعات مل رہ
کہ وہ اس کانچی پورم منڈی کے خلاف کام کر رہا ہے میں نے راش
ذمہ یہ کام لگایا تھا کہ وہ اس کا خاتمہ کرا دے پھر راشٹر خود ہلاک
اس کی جگہ سیوک نے لی ہے سیوک نے بتایا ہے کہ راشٹر نے
پاکیشیا کے جیمسن کے ذمہ لگایا لیکن پھر اچانک جیمسن بھی اغوا
اور اس کا کوئی آدمی گامی بھی"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"اگر یہ اطلاع درست ہے کہ عمران تمہارے خلاف کام کر ر
تو پھر میرا مشورہ ہے کہ تم فوراً اس منڈی کو ختم کر دو اور خ
طویل عرصے کے لئے کافرستان چھوڑ کر کسی یورپی ملک میں
ورنہ نہ تم زندہ رہو گے اور نہ ہی تمہاری منڈی رہے گی۔

تمہارے پورے سیٹ اپ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا"...... بہرام نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو شیام سنگھ کا چہرہ غصے کی شدت سے آگ کی
طرح تپ گیا۔
"تم تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے سامنے بیٹھ کر اس طرح میری
توہین کرو"...... شیام سنگھ نے غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے شیام سنگھ مجھے معلوم ہے کہ تم
کافرستان کی جرائم کی دنیا کے کنگ ہو اور میں تمہارے مقابلے میں
ایک چیونٹی جیسی حیثیت رکھتا ہوں۔ تم چاہو تم مجھے اس طرح مسل
جس طرح چیونٹی کو مسل دیا جاتا ہے لیکن تم جانتے ہو کہ میں نے
کبھی کسی سے غلط بیانی نہیں کی اور میرا ظاہر باطن ایک ہے بہرام
سوائے خدا کی ذات کے آج تک کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا۔ اس لئے
میں نے ہمیشہ سچ بولا ہے اور اس وقت بھی میں نے جو کچھ کہا ہے اس
کا مقصد تمہاری توہین نہیں تھی بلکہ تمہیں اصل حقیقت بتانا
تھی"...... بہرام نے انتہائی بے خوف سے لہجے میں کہا۔
"اگر میں تمہیں اچھی طرح جانتا نہ ہوتا تو اب تک تمہاری لاش قبر
میں اتر چکی ہوتی لیکن اس کے باوجود میں تمہیں یہ اجازت نہیں دے
سکتا کہ تم اس طرح میرے منہ پر میری توہین کرو۔ تم میرے متعلق
جو کچھ جانتے ہو وہ صرف دس فیصد ہے سمجھے"...... شیام سنگھ نے
دانت چباتے ہوئے کہا۔
"میں نے بھی عمران کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ صرف ایک فیصد

ہے۔ اس سے ہی تم مزید تنانوے فیصد کا اندازہ خود لگا سکتے
بہرحال میرا فرض تھا کہ تمہیں آگاہ کر دوں جو میں نے کر دیا۔ ا
تمہاری مرضی ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں۔ میرا اس سے
تعلق نہیں"...... بہرام نے اسی طرح بے خوف لہجے میں جواب
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو آئی ایم سوری مجھے واقعی تمہاری باتوں پر غصہ نہیں
چاہیئے تھا"...... شیام سنگھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
بہرام دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے شیام سنگھ۔ عمران ا
عفریت ہے یہ جس شخص یا تنظیم کے پیچھے لگ جائے اس کا خاتمہ
صورت میں کر ڈالتا ہے اور یہ اس انداز میں کام کرتا ہے کہ آ
لمحات تک کسی کو معلوم نہیں ہو پاتا لیکن جب نتیجہ سامنے آتا
تب پتہ چلتا ہے کہ کیا ہو گیا ہے"...... بہرام نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو گے لیکن اس دنیا میں ہر سیر کا سوا سیر بھ
ہوتا ہے چار روز بعد منڈی لگنی ہے اور اب میں کسی صورت بھی ا
ملتوی نہیں کر سکتا ورنہ بین الاقوامی سطح پر بھی میری ساکھ خرا
جائے گی اور منڈی میں موجود لڑکیاں بھی میرے لئے بیکار ہو جائیں
اور سوائے اس کے کہ ان کو گولیاں مار کر ان کی لاشیں سمندر
پھینک دوں اور کچھ بھی نہیں کر سکتا حالانکہ ان پر میرا کثیر سرمایہ ل
ہے اس لئے تم مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے"...... شیام

نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے پاکیشیا سے بھی لڑکیاں حاصل کی ہیں"...... بہرام
نے کہا۔

"ہاں پاکیشیا، کافرستان اور ارد گرد کے کئی ممالک سے لڑکیاں
حاصل کی جاتی ہیں"...... شیام سنگھ نے جواب دیا۔

"ویسے بظاہر تو عمران اس قسم کے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالتا لیکن
چونکہ وہ انتہائی دردمند دل کا مالک ہے اس لئے لازمی بات ہے کہ
پاکیشیا سے تمہارے آدمیوں نے کوئی لڑکی اغوا کی ہو گی اور اس کی
اطلاع کسی بھی طرح عمران تک پہنچ گئی اور اس نے جب انکوائری کی
ہو گی تو اسے تمہارے متعلق بھی علم ہو گیا ہو گا اور اس منڈی کے
متعلق بھی اور اب تمہاری منڈی بھی اور تم بھی اس وقت یوں سمجھو
کہ سلگتے بارود کے ڈھیر پر موجود ہو"...... بہرام نے کہا۔

"آخر اس کا کوئی تو مقابلہ کر سکتا ہو گا"...... شیام سنگھ نے
جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں نہیں اگر تم کرنل فریدی کو اپنی حمایت میں رضامند
کر لو تو وہ عمران کا مقابلہ کر سکتا ہے"...... بہرام نے کہا۔

"کرنل فریدی اول تو اب یہاں کافرستان میں نہیں ہے اور
دوسری بات یہ کہ وہ کیسے میری مدد کر سکتا ہے وہ تو خود جرائم پیشہ
افراد کے خلاف رہا ہے۔ یہ منڈی اور دھندہ میں نے اس وقت شروع
کیا جب کرنل فریدی یہاں سے چلا گیا۔ ورنہ ظاہر ہے کرنل فریدی

سب سے زیادہ اس میں رکاوٹ بن جاتا۔ کوئی اور نام بتاؤ"......
سنگھ نے کہا۔
"میری نظر میں تو اس کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے"
نے جواب دیا۔
"اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم اسے کیسے جانتے ہو"...... شیام سنگھ نے
اور بہرام بے اختیار مسکرا دیا۔
"میں پہلے کرنل فریدی کی بلیک فورس میں کام کرتا تھا اور
نے وہاں طویل عرصہ گزارا ہے جب کرنل فریدی کیپٹن حمید
ساتھ کافرستان سے چلا گیا تو نئے چیف نے ان تمام لوگوں کو جو
کرنل فریدی کے قریب تھے نوکری سے نکال دیا۔ اس طرح چھانٹی
زد میں میں بھی آ گیا۔ نتیجہ یہ کہ مجھے سروس سے جواب دے دیا گیا
میں نے شوٹنگ کلب کھول لیا اور اس کے ساتھ مخبری کا دھندہ بھی
لیا۔ میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں میں نے اس کے ساتھ کام
کیا ہے اور اس کے خلاف بھی"...... بہرام نے کہا۔
"پھر ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میری طرف سے عمران کے خلاف کام
کرو تم جو معاوضہ چاہو تمہیں مل سکتا ہے"...... شیام سنگھ نے کہا
بہرام بے اختیار ہنس پڑا۔
"نہیں شیام سنگھ میں اس قابل نہیں ہوں کہ عمران کا مقابلہ
سکوں البتہ اگر تم بضد ہو تو میں تمہیں ایک آدمی کا پتہ بتا سکتا ہوں
اگر وہ تمہاری مدد کے لئے تیار ہو جائے تو وہ عمران کا مقابلہ آسانی سے

ملتا ہے"...... بہرام نے کہا۔
"وہ کون ہے جلدی بتاؤ"...... شیام سنگھ نے چونک کر کہا۔
رائل سیکورٹی کا اشوک مہتا۔ وہ طویل عرصے تک کرنل فریدی کا
ت راست رہا ہے اور وہ فطری طور پر عمران کو ناپسند بھی کرتا ہے
اس سے شدید نفرت بھی کرتا ہے۔ اس نے کرنل فریدی کے ساتھ
ل کئی کیسز میں عمران کے خلاف کام بھی کیا ہے پھر کرنل فریدی
عمران کے سلسلے میں بھی اس کا اختلاف پیدا ہو گیا کیونکہ مہتا کی
اہش تھی کہ عمران کو ہلاک کر دیا جائے جب کہ کرنل فریدی اس
یے کا مخالف تھا۔ ایک بار مہتا نے کرنل فریدی کے حکم کے
خلاف عمران پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس سے عمران شدید زخمی ہوا۔ اس
ندگی تھی کہ اس کے ساتھی اسے بچا کر لے گئے اور اسے کچھ عرصہ
ہسپتال میں گزارنا پڑا۔ کرنل فریدی اس بات پر مہتا پر شدید ناراض
تو مہتا نے بلیک فورس سے استعفیٰ دے دیا اور کرنل فریدی نے
کا استعفیٰ قبول کر لیا۔ اس کے بعد مہتا کافرستان سے ایکریمیا چلا
اور وہاں اس نے بڑی بڑی جرائم پیشہ تنظیموں سے مل کر کام کیا
ب کرنل فریدی کافرستان سے چلا گیا تو اشوک مہتا واپس آ گیا اور اس
یہاں سیکرٹ سروس طرز کا گروپ بنایا جسے اس نے رائل سیکورٹی
نام دیا ہوا ہے اور یہاں کے حکام اور امراء مجرموں اور سیکرٹ
ٹوں کے خلاف اسے بڑی بڑی رقمیں دے کر ہائر کرتے ہیں اور اس
کارکردگی انتہائی شاندار جا رہی ہے۔ اگر اسے کثیر معاوضہ دیا جائے

تو وہ یقیناً عمران کے مقابلے پر اتر آئے گا"...... بہرام نے کہا۔

" لیکن میں تو اسے جانتا نہیں ہوں کیا تم اسے جانتے ہو"۔ سنگھ نے کہا۔

" وہ تمہیں یقیناً جانتا ہو گا۔ بہر حال اگر تم چاہو تو میں تمہاری اس سے کرا دیتا ہوں"...... بہرام نے کہا۔

" ٹھیک ہے کراؤ بات"...... شیام سنگھ نے ایک طرف رکھا ہوا کارڈلیس فون اٹھا کر بہرام کی طرف بڑھاتے ہوئے بہرام نے اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس رائل سیکورٹی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی سنائی دی۔

" میں بہرام بول رہا ہوں بہرام شوٹنگ کلب سے مہتا سے بات کراؤ"...... بہرام نے کہا۔

" ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو اشوک مہتا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" بہرام بول رہا ہوں مہتا"...... بہرام نے بڑے بے تکلفانہ میں کہا

" اوہ تم۔ کیا واقعی تم بول رہے ہو۔ میری سیکرٹری نے تمہارا نام لیا تو مجھے یقین نہیں آیا کہ تم اتنے طویل عرصے بعد مجھے کر سکتے ہو"...... دوسری طرف سے بھی انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں

گیا۔

" کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔ بہر حال اب تمہارے مزاج کے عین مطابق ایک کام ہے میرے پاس"...... بہرام نے کہا۔

" اچھا پھر تو میں یہ کام ضرور کروں گا"...... مہتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" شیام سنگھ کو جانتے ہو"...... بہرام نے کہا۔

" شیام سنگھ کو ہاں کیوں"...... مہتا نے چونک کر جواب دیا۔

" اس کا کام ہے اور کام بھی علی عمران کے خلاف ہے۔ معاوضہ جو چاہو مل سکتا ہے"...... بہرام نے کہا۔

" اوہ اوہ عمران کے خلاف کیا کام ہے جلدی بتاؤ میں تو طویل عرصے سے سوچ رہا ہوں کہ کسی طرح عمران کے مقابل کوئی کام سامنے آئے تو میں اس سے آخری راؤنڈ کھیلوں"...... مہتا نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

" تو پھر ایک کام کرو شیام سنگھ کی رہائش گاہ پر آ جاؤ میں وہیں سے بات کر رہا ہوں تاکہ تفصیل کے ساتھ سارے معاملات طے ہو سکیں"...... بہرام نے کہا۔

" کیا پتہ ہے"...... مہتا نے پوچھا تو بہرام نے پتہ بتا دیا۔

" اوکے آ رہا ہوں تم نے عمران کا نام لے کر مجھے حرکت میں آنے پر مجبور کر دیا ہے ورنہ میں کام کے سلسلے میں کبھی کسی کے پاس نہیں گیا"...... مہتا نے کہا۔

"تم فکر مت کرو شیام سنگھ یاروں کا یار ہے تمہاری عزت تو
بحال رہے گی"...... بہرام نے کہا۔

"اوکے میں آرہا ہوں ابھی اور اسی وقت"...... مہتا نے جواب
اور بہرام نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ مہتا کام بھی کرے گا یا صرف رقم بٹور کر بیٹھ جائے گا"...... شیام
سنگھ نے بہرام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے نقطہ نظر سے اس وقت کافرستان میں یہ واحد آدمی ہے
عمران سے ٹکرا سکتا ہے۔ یہ شخص کرنل فریدی کا تربیت یافتہ ہے ا
لئے انتہائی ذہین بھی ہے بہترین لڑاکا بھی ہے۔ اس کی نشانہ باز
ضرب المثل ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ عمران کی رگ رگ
سے واقف ہے اور اسی انداز میں تربیت یافتہ ہے۔ پھر اسے عمران
نفرت بھی ہے"...... بہرام نے جواب دیا تو شیام سنگھ نے اثبات میں
سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ لیکن انتہائی مودبا
آواز سنائی دی۔

"ایک صاحب آرہے ہیں اشوک مہتا وہ جیسے ہی آئیں انہیں انتہا
عزت واحترام کے ساتھ میرے پاس لے آیا جائے"...... شیام سنگھ نے
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک کی
آواز سنائی دی۔

"کون ہے"...... شیام سنگھ نے اونچی آواز میں پوچھا۔

اشوک مہتا صاحب تشریف لائے ہیں"...... باہر سے ایک
انہ آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... شیام سنگھ نے کہا اور کرسی کے بازو کی سائیڈ میں لگا
بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی دروازہ میکانکی انداز میں خود
کھل گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک لمبے قد اور سمارٹ جسم کا خوش رو
اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر انتہائی جدید تراش اور قیمتی کپڑے
ہوئے تھا۔ اس کے بال اس کے کاندھوں تک آرہے تھے۔ اس نے
کانوں میں سونے کے چھوٹے چھوٹے بالے پہنے ہوئے تھے جن
میں ایک ایک ہیرا جڑا ہوا تھا اس کے اندر داخل ہوتے ہی بہرام اٹھ
کھڑا ہو گیا لیکن شیام سنگھ اسی طرح کرسی پر بیٹھا رہا۔

"آؤ اشوک مہتا بڑے عرصے کے بعد ملاقات ہو رہی ہے لیکن تم
اب بھی پہلے کی طرح ہشاش بشاش اور صحت مند ہو"...... بہرام نے
مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں
اشوک مہتا مصافحہ کیا۔

"یہ شیام سنگھ ہیں کافرستان کی انڈر گراؤنڈ حکومت کے کنگ اور
شیام سنگھ صاحب یہ اشوک مہتا ہیں"...... بہرام نے ان دونوں کا
ایک دوسرے کے ساتھ باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا لیکن اشوک
مہتا کا چہرہ قدرے بگڑ سا گیا تھا شاید شیام سنگھ کے اٹھ کر اس کا
استقبال نہ کرنے کی وجہ سے اس کا موڈ بگڑ گیا تھا۔

"خوش آمدید اشوک مہتا تمہارے چہرے پر میں ناگواری کا عنصر

دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ میری دونوں ٹانگیں ہیں اس لئے میں کھڑا نہیں ہو سکتا"...... شیام سنگھ نے مسکر ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔

"اوہ آئی ایم سوری مجھے اس کا علم نہیں تھا"...... اشوک مہتہ جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والا ناگواری کا عنصر شیام سنگ بات سنتے ہی یکلخت غائب ہو گیا تھا۔

"کیا واقعی ایسا ہے مجھے خود معلوم نہیں"...... بہرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شیام سنگھ مسکرا دیا۔

"میں نے ہمیشہ اپنی اس کمزوری کو چھپایا ہے اسی لئے تو میں آتا جاتا نہیں ہوں"...... شیام سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نے بہرام اور اشوک مہتا دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ دو کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ شیام سنگھ نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مہمانوں کے لئے مشروب بھیجو"...... شیام سنگھ نے کہا رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک خوبصو لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں سونے کا بنا ہوا ٹرے تھا میں سونے کے ہی دو گلاس رکھے ہوئے تھے ان گلاسوں میں مشر بھرا ہوا تھا اس نے ایک ایک گلاس بہرام اور اشوک مہتا کے۔ رکھا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گئی۔

"آپ نہیں لیں گے"...... بہرام نے کہا۔

"نہیں میں ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق کھاتا ہوں آپ لیں"۔ شیام نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور اپنا اپنا گلاس اٹھا کر دونوں نے مشروب کی چسکیاں لینی شروع کر دیا۔

"بہت خوب یہ تو انتہائی منفرد ذائقے کا مشروب ہے"...... بہرام نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیام سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ بتائیں کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں"...... اشوک مہتا نے شیام سنگھ سے مخاطب ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کا علی عمران میرے خلاف کام کر رہا ہے میں اسے ہلاک کرانا چاہتا ہوں"...... شیام سنگھ نے بھی مختصر سا جواب دیا۔

"آپ کے خلاف وہ کیا کام کر رہا ہے۔ تفصیل بتائیں"۔ اشوک مہتا نے کہا۔

"میرے دوسرے کاروباروں کے ساتھ ساتھ ایک کاروبار لڑکیوں کی فروختگی کا بھی ہے۔ پاکیشیا کافرستان اور دیگر ارد گرد کے ملکوں سے نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں اغوا کی جاتی ہیں یا خریدی جاتی ہیں۔ پھر وہ میرے آدمیوں کو فروخت کر دی جاتی ہیں۔ میں ان کی بھاری قیمتیں ادا کرتا ہوں۔ ان سب لڑکیوں کو کافرستانی سمندر میں ایک جزیرے پر جمع کیا جاتا ہے۔ اس جزیرے کا نام کانچی پورم جزیرہ ہے اور میں نے اسے حکومت کافرستان سے باقاعدہ خرید رکھا ہے میں اس کا مالک ہوں میرے تعلقات کافرستانی بحریہ کے اعلیٰ ترین افسروں سے

ہیں اور تعلقات کے علاوہ میں انہیں بھاری رقومات بھی ادا کر
اس طرح کافرستانی بحریہ میرے کاموں میں مداخلت نہیں کرتی
ہی وہاں آنے جانے والے میرے مخصوص اسٹیمرز کو روکتی ہے
چیک کرتی ہے اور نہ کانچی پورم جزیرے پر ہونے والی کسی کا
میں مداخلت کرتی ہے ۔ دوسرے لفظوں میں مجھے کافرستانی نا
مکمل تحفظ حاصل ہے اس کے ساتھ ساتھ میں نے کانچی پورم جز
پر بھی اس قدر سخت حفاظتی اقدامات کر رکھے ہیں کہ میری اجاز
بغیر وہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا اور اگر میں چاہوں تو اس جز
سے بحریہ کے جنگی جہازوں کو بھی تباہ کر سکتا ہوں کافرستانی
میرے مخصوص سٹیمرز کے علاوہ اور کسی کو کانچی پورم تک پہنچ
اجازت نہیں دیتی ۔ پورا مہینہ تمام لڑکیاں خرید خرید کر وہاں
جاتی ہیں اس کے بعد مہینے میں ایک بار وہاں منڈی لگتی ہیں جس
نہ صرف کافرستان بلکہ اردگرد کے ملکوں کے علاوہ یورپ اور ایک
سے بھی لڑکیوں کے ایجنٹ وہاں آتے ہیں اور لڑکیاں پسند کر کے
خرید کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ۔ اس طرح مہینے میں ایک بار
پورم منڈی لگتی ہے اور وہاں کروڑوں کا کاروبار ہوتا ہے اس بار
آج سے چار روز بعد وہاں منڈی لگنے والی ہے اور وہاں چار پانچ سو
بھی زائد لڑکیاں موجود ہیں لیکن مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ علی عم
اس منڈی کو ختم کرنے کے لئے کام کر رہا ہے ۔ میں نے اس س
میں بہرام سے مشورہ کیا تو بہرام نے تمہارا نام لیا ہے کہ تم اس

ران کا خاتمہ کر سکتے ہو اس لئے تمہیں یہاں بلایا گیا ہے"...... شیام
سنگھ نے کہا۔
"تو آپ کیا چاہتے ہیں ۔ عمران کا خاتمہ یا اس منڈی پر اس کے حملے
روکنا"...... اشوک مہتا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"میری پہلی ترجیح تو یہ ہے کہ منڈی میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہو
کیونکہ کاروبار کے ساتھ ساتھ یہ میری ساکھ کا مسئلہ ہے اور دوسری
بات یہ کہ میں اپنے خلاف کام کرنے والے کو کسی صورت بھی زندہ
رکھنے کا روادار نہیں ہوں"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"ٹھیک ہیں آپ کے دونوں کام ہو جائیں گے لیکن اس کے لئے
آپ مجھے کیا معاوضہ دیں گے"...... اشوک مہتا نے کہا۔
"معاوضے کی بات آپ خود بتا دیں لیکن ایک بات کا خیال رکھیں
کہ میں دولت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں ۔ سو فیصد رزلٹ چاہتا
ہوں"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"آپ کو سو فیصد رزلٹ ملے گا ۔ اور میں اس کا معاوضہ علاوہ
اخراجات کے ایک کروڑ روپے لوں گا"...... اشوک مہتا نے کہا۔
"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے ۔ اصول کے مطابق پچاس لاکھ روپے
آپ کو ایڈوانس اور پچاس لاکھ روپے کام کے بعد ملیں گے اور اخراجات
بل بھی ساتھ ہی ملے گا"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"او کے ٹھیک ہے"...... اشوک مہتا نے جواب دیا تو شیام سنگھ
نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" رابرٹ کو کہو کہ پچاس لاکھ کا گارینٹڈ چیک لے کر میرے پا
جائے"....... شیام سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ تھوڑی دیر
اندرونی دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا ۔ اس کے ہاتھ
سونے کی ایک پلیٹ تھی جس پر ایک چیک رکھا ہوا تھا ۔ اس
پلیٹ شیام سنگھ کی طرف بڑھا دی ۔ شیام سنگھ نے پلیٹ میں رکھا
چیک اٹھایا اسے ایک نظر دیکھا اور پھر یہ چیک اشوک مہتا کی ط
بڑھا دیا ۔ اشوک مہتا نے چیک لے کر اسے دیکھا اور پھر اسے تہہ
کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔
" ٹھیک ہے تم جاؤ"....... شیام سنگھ نے چیک لے آنے وا
سے کہا تو وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔
" اب معاوضے والی بات تو طے ہو گئی ۔ اب میں نے کام کرنا
اس لئے آپ اس کانچی پورم جزیرے کو میرے چارج میں دے
جب تک منڈی مکمل نہیں ہو جاتی ۔ تاکہ میں وہاں کے انتظاما
جائزہ بھی لے سکوں اور وہاں آنے والوں کو بھی چیک کر سکو
اشوک مہتا نے کہا۔
" وہاں جو لوگ جائیں گے ان کے پاس میرے ذاتی دستخط شدہ
ہوتے ہیں ۔ ہمارا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ اس منڈی میں شامل ہو
والے ایجنٹ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں اور میں انہیں ذاتی دستخط
کارڈ جاری کرتا ہوں یہ لوگ اس کارڈ کی وجہ سے کافرستان کے

بڑے ہوٹل برگنزا میں میرے ذاتی مہمان کے طور پر ٹھہرتے ہیں
پھر وہاں سے میرے آدمی انہیں مخصوص سٹیمر پر منڈی لے جاتے ہیں
پھر وہاں لڑکیوں کو دیکھتے ہیں ۔ ہر لڑکی کا وہاں نمبر مخصوص ہوتا ہے ۔
وہ لوگ اپنے اپنے طور پر لڑکیاں پسند کرتے ہیں اس کے بعد واپس آ
جاتے ہیں اور پھر ایک خفیہ مقام پر لڑکیوں کی بولی دی جاتی ہے جو
لڑکی جسے پسند ہوتی ہے وہ بولی دے کر اسے خرید لیتا ہے اور معاوضہ
وہیں ادا کر دیا جاتا ہے ۔ اور وہ نمبر اسے دے دیا جاتا ہے اور جب نیلامی
ختم ہو جاتی ہے تو ہر پارٹی کو اس کی خرید کردہ لڑکیاں کافرستان سے
باہر کھلے سمندر میں ان کے مخصوص جہازوں تک پہنچا دی جاتی ہیں اس
کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے"....... شیام سنگھ نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔
" یہ اچھا سسٹم ہے لیکن اگر کوئی نئی پارٹی آپ سے رابطہ کرے
اس کے بارے میں آپ تفصیل نہ جانتے ہوں تو آپ کیا کرتے
ہیں"....... اشوک مہتا نے کہا۔
" ہم اس طرح پارٹی کو قبول نہیں کرتے البتہ انہیں آئندہ ماہ کا کہہ
دیا جاتا ہے اس دوران اس پارٹی کے بارے میں ہمارے آدمی تفصیلی
چھان بین کرتے ہیں پھر انہیں کارڈ ایشو کیا جاتا ہے ورنہ نہیں"۔ شیام
سنگھ نے کہا۔
" عمران میک اپ کا ماہر ہے اگر وہ آپ کے کسی پرانی پارٹی ممبر
کے روپ میں آ جائے تو اس طرح وہ انتہائی آسانی سے کانچی پورم

جزیرے میں داخل ہو جائے گا اور پھر وہاں جو چاہے گا کارروائی کر
اس کی آپ کیا روک تھام کر سکتے ہیں "...... اشوک مہتا نے کہا۔
" وہاں جا کر وہ کیا کرے گا زیادہ سے زیادہ لڑکیاں دیکھ لے
کیا کرے گا "...... شیام سنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں کوئی وائرلیس کنٹرول بم نصب
دے جس سے کانچی پورم جزیرہ تباہ ہو جائے "...... اشوک نے کہا
" نہیں ایسا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہاں انتہائی جدید
مشینری نصب ہے وہاں کسی کو کوئی چاقو تک لے جانے کی اج
نہیں ہوتی اور اگر کوئی چیز وہاں پہنچ بھی جائے تو وہ فوراً چیک بھی
جاتی ہے اور ضائع بھی کر دی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس
کو ہم خفیہ طور پر اس طرح ختم کر دیتے ہیں کہ کسی کو معلوم ہی
ہو سکتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا "...... شیام سنگھ نے جواب دیا۔
"آپ خود وہاں جاتے ہیں "...... اشوک نے پوچھا۔
" نہیں میں کہیں نہیں جاتا۔ ہر جگہ میرے آدمی کام کرتے ہ
شیام سنگھ نے کہا۔
" اگر عمران یہاں آکر آپ پر قابو پالے اور آپ کی آواز میں وہ
موجود افراد کو احکامات دے تو پھر "...... اشوک نے کہا۔
" وہاں جدید ترین کمپیوٹر نصب ہیں جو فوراً آواز کو چیک کر لیت
اس لئے ایسا بھی ممکن نہیں ہے "...... شیام سنگھ نے منہ
ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں اس عمران کی عادت کو جانتا ہوں وہ ہمیشہ انوکھے
انداز میں کام کرنے کا عادی ہے اس لئے لازماً وہ پہلے آپ کے پاس آئے
اور پھر یہاں سے ساری کارروائی کرے گا اس لئے میری درخواست
ہے کہ جب تک یہ منڈی ختم نہیں ہو جاتی تب تک آپ کسی ایسی
جگہ چھپ جائیں جس کا علم آپ کی اپنی ذات کے علاوہ کسی کو نہ ہو اور
اس منڈی اور اس ساری کارروائی کو چیک کرنے کا بھی اختیار دے
دیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے تمام آدمیوں کو حکم دے دیں کہ وہ
میرے احکامات کی فوراً اور حرف بحرف تعمیل کریں پھر دیکھیں میں
عمران کا کیا حشر کرتا ہوں "...... اشوک نے کہا۔
"ٹھیک ہے تم جیسا کہو گے ویسے ہی ہو گا۔ اس لڑکیوں کے
کاروبار کا انچارج میرا خاص آدمی ہے جیکب۔ اس نے باقاعدہ امپورٹ
ایکسپورٹ کا دفتر بنایا ہوا ہے۔ یہ سارا سیٹ اپ اس کے ہاتھ میں ہے
وہی سب کچھ کرتا ہے میں اسے فون کر دیتا ہوں۔ میں تمہیں اپنا
خصوصی کارڈ دے دیتا ہوں۔ کارڈ کا مطلب ہے کہ تم میرے خاص
نمائندے ہو اور تمہارے احکامات کی تعمیل میرے آدمیوں پر اس
طرح فرض ہو گی جس طرح وہ میرے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں
لیکن ایک بات بتا دوں کہ تم نے اس کاروبار میں کسی قسم کی
مداخلت نہیں کرنی صرف اس کی سیکورٹی کرنی ہے "...... شیام سنگھ
نے کہا تو اشوک مہتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شیام سنگھ نے فون کا
رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے

تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس جیکب انٹرنیشنل کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"شیام سنگھ بول رہا ہوں جیکب سے بات کراؤ"...... شیام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا

"ہیلو باس میں جیکب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے منڈی کی"...... شیام سنگھ نے پوچھا۔

"او کے باس اس بار بزنس بہت تیز جائے گا۔ بڑا ہی بھرپور مال ہمارے پاس"...... جیکب نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا

"پارٹیوں کی طرف سے کیسا رسپانس ہے"...... شیام سنگھ نے پوچھا۔

"وہ افریقہ والی منڈی فیل ہو گئی ہے باس وہاں اس قدر تھرڈ مال پہنچا ہے کہ وہاں جانے والے ایجنٹ خالی ہاتھ ہی واپس آگئے ویسے بھی افریقہ میں ایسی ایسی بیماریاں پھیل چکی ہیں کہ اب کسی ملک میں افریقی لڑکی کے قریب بھی کوئی نہیں جاتا۔ اب ہمارا مال گا اور خوب بکے گا"...... جیکب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو جیکب ایک پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کی طرف سے ہماری منڈی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں اس لئے میں نے

ی کا انتظام کیا ہے اور رائل سیکورٹی کو ہائر کر لیا ہے اس کے ج اشوک مہتا صاحب ہیں۔ یہ اب میرے خصوصی نمائندہ ہوں اور تم نے اور تمہارے پورے گروپ نے ان کے احکامات اس ح ماننے ہیں جس طرح تم میرے احکامات مانتے ہو لیکن یہ تمہارے بار میں مداخلت نہیں کریں گے البتہ سیکورٹی کے انچارج وہ خود ں گے میں انہیں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جیسے یہ کہیں ویسے ہی نا اور میں ایک انتہائی اہم ترین کام کے سلسلے میں فوری طور پر ملک سے باہر جا رہا ہوں میری واپسی دو تین ہفتوں کے بعد ہو گی اس لئے ری عدم موجودگی میں میری ہر قسم کی نمائندگی اشوک مہتا کریں گے ا تم سمجھ گئے ہو"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"یس باس میں سمجھ گیا ہوں۔ میں اشوک مہتا صاحب کو جانتا ہوں وہ واقعی سیکورٹی کے معاملات میں ماہر ہیں۔ میں ان سے مکمل تعاون کروں گا"...... جیکب نے جواب دیا۔

"او کے"...... شیام سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک بٹوہ نکالا اور اسے کھول کر اس کے اندر سے ح رنگ کا ایک چھوٹا سا کارڈ نکالا جس پر صرف سیاہ رنگ کے ایک ے کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی شیام سنگھ نے بٹوے کے اندر سے ایک چھوٹے سائز کا قلم نکالا اور اسے کھول کر اس نے اس ے کے اندر عجیب سی ساخت کے دستخط کیے اور پھر قلم بند کر کے اس نے اسے بٹوے میں ڈالا اور کارڈ اشوک مہتا کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ لو اس کارڈ کا مطلب ہے کہ تم اب شیام سنگھ کی نمائندگی کر رہے ہو" .... شیام سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ میں آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اتروں گا" اشوک مہتا نے کہا اور کارڈ لے کر اس نے اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ شیام سنگھ سے مصافحہ کر کے مڑے اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ شیام سنگھ نے کرسی کے بازو پر لگے بٹن کو پریس کیا تو دروازہ میکانکی انداز میں کھل گیا اور وہ دونوں باہر نکل گئے تو دروازہ ان کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا اس کے ساتھ ہی شیام سنگھ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا وہ اب پوری طرح ٹھیک تھا پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی دیوار میں لگے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ اس دروازے سے واپس آیا تو نہ صرف اس کا لباس بدل چکا تھا بلکہ اس کی جسامت بھی پہلے سے قطعی مختلف ہو چکی تھی اب اسے دیکھ کر کوئی شناخت نہ کر سکتا تھا کہ یہ وہی پہلے والا شیام سنگھ ہے اور وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس میں سے اس کے آدمی اس کمرے میں آتے جاتے تھے۔

رات کی تاریکی میں ایک تیز رفتار لانچ سمندر کے سینے پر انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ لانچ کے انجن پر صدیقی موجود تھا جب کہ اس کے ساتھی چوہان، خاور اور نعمانی لانچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے جسموں پر جدید ترین غوطہ خوری کے لباس موجود تھے اور پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے بندھے ہوئے تھے لانچ کا رخ کافرستانی سمندری حدود کے کافی اندر واقع ایک چھوٹے سے جزیرے کی طرف تھا۔ صدیقی کی آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ لگی ہوئی تھی۔ جو اس نے تسموں کی مدد سے باقاعدہ اپنی آنکھوں پر فکس کر رکھی تھی اور پھر اسے اس سمندر میں وہ چھوٹا سا جزیرہ نظر آنے لگ گیا تو اس نے لانچ کا رخ موڑا اور اس کا رخ اس جزیرے کی طرف کر کے وہ مڑا۔

"تیار ہو جاؤ جزیرہ قریب آ رہا ہے" .... صدیقی نے اپنے ساتھیوں

سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہم تیار ہیں"...... چوہان نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات
سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اپنی گردن کے عقب میں ہاتھ ڈ
تسمے کی گانٹھ کھولی تو آنکھوں سے چپکی ہوئی نائٹ ٹیلی سکوپ اتر
گلے میں آ گری۔ اب وہ بغیر نائٹ ٹیلی سکوپ کے اس چھوٹے
جزیرے کو دیکھ سکتا تھا۔ اس جزیرے کا نام نقشے میں آشوری درج
اور صدیقی نے جو معلومات حاصل کی تھیں اس کے مطابق یہ جزیر
آباد تھا کیونکہ یہاں پر پینے کا پانی موجود نہ تھا اور جزیرے پر سو
سمندری جڑی بوٹیوں کے اور کچھ نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی نے
کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر لانچ اس جزیرے کے قریب پہنچ کر
گئی۔ جزیرے کا ساحل کٹا پھٹا سا تھا اس لئے لانچ رکتے ہی وہ
ایک ایک کر کے لانچ سے اترے اور جزیرے پر پہنچ گئے۔ صدیقی
لانچ کو ایک کھاڑی میں اس طرح چھپا کر باندھ دیا کہ باہر سے
نظر نہ آ سکتی تھی اور پھر وہ سب جزیرے کے اوپر والے حصے پر پہنچ گئے
ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ دور سے ایک عجیب
آواز سنائی دی۔ ایسی آواز جیسے کوئی بڑا سا پرندہ پھڑپھڑا کر اڑا ہو
سب یہ آواز سنتے ہی ٹھٹک کر رک گئے۔ صدیقی نے جلدی سے ج
میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول جتنے سائز کا آلہ نکالا
اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔
"ہیلو ہیلو نائٹ سٹار کالنگ اوور"...... صدیقی نے بدلی ہوئی آ

لہا۔
"نائٹ واچ اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد اس آلے سے
مردانہ آواز سنائی دی۔
"ہم جزیرے پر پہنچ گئے ہیں اور ہم نے مخصوص آواز سن لی ہے
صدیقی نے کہا۔
"جس سمت آ رہے ہو اسی طرح آگے بڑھتے چلے آؤ۔ میرا آدمی تمہارا
بال کرے گا۔ کوڈ ٹھیک ہوگا اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے
یا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صدیقی نے آلے کا بٹن
لیا اور اسے جیب میں ڈالا اور پھر اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا
رتے ہوئے وہ آگے بڑھنے لگا ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے
اچانک ایک جھاڑی کے پیچھے سے ایک آدمی اچھل کر ان کے سامنے
اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔
"رک جاؤ"...... اس نے غراتے ہوئے کہا۔
"نائٹ سٹارز"...... صدیقی نے کہا۔
"نائٹ واچ"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ں پکڑی ہوئی مشین گن اپنے کاندھے سے لٹکا لی۔
"میرے پیچھے آ جاؤ"...... اس آدمی نے کہا اور پھر چند قدم چلنے کے
ں نے ایک جھاڑی کی جڑ میں ہاتھ ڈالا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز
ساتھ ہی زمین کا ایک چھوٹا سا حصہ کسی تختے کی طرح اوپر کو اٹھتا
نیچے تیز روشنی نظر آ رہی تھی اور سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں اس

آدمی کی رہنمائی میں وہ سب ایک ایک کر کے سیڑھیاں اتر کر
بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں دس کے قریب کرسیاں رکھی
تھیں۔

" بیٹھو باس ابھی آرہا ہے"...... اس آدمی نے کرسیوں کی
اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صدیقی سرہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ
اس کے ساتھی بھی اس کی پیروی میں کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ چنا
بعد ایک طرف بنے ہوئے دروازے میں سے ایک آدمی اندر داخ
اس کے جسم پر سیاہ رنگ کی چست جینز اور جیکٹ تھی۔

" آپ لوگ آگئے"...... آنے والے نے صدیقی اور اس
ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر ان کے سا
کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں ہم پہنچ گئے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اب آپ بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں"...... آنے والے نے

"میرا نام مائیکل ہے تمہارا نام کیا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" میرا نام دلیپ سنگھ ہے"...... آنے والے نے اسی
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تو دلیپ سنگھ صاحب ہم نے کانچی پورم جزیرے پر جانا ہ
طرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے"...... صدیقی نے کہا تو دلیپ
بے اختیار مسکرا دیا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں میری ٹپ کس طرح مل گئی اور تم نے

راہول سے رابطہ کیا"...... دلیپ سنگھ نے کہا۔

" راہول سے ہمارے طویل عرصے سے تعلقات ہیں ۔ ہم نے
راہول سے بات کی کہ ہم کانچی پورم جزیرے پر اس طرح پہنچنا چاہتے
ہیں کہ کسی کو ہمارے وہاں تک پہنچنے کا علم نہ ہو سکے تو اس نے نائٹ
کلب کا حوالہ دیا اور پھر اس کے ذریعے ساری بات اور اشارات طے
ہوئے اور ہم یہاں پہنچ گئے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

" تم وہاں کیوں جانا چاہتے ہو کیا کوئی خاص مقصد ہے"۔ دلیپ
سنگھ نے کہا۔

"ہاں ہمارے گروپ کی ایک لڑکی اغوا ہو کر وہاں پہنچی ہے اور ہم
اس لڑکی کو وہاں سے واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... صدیقی نے
جواب دیا تو دلیپ سنگھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اوہ تو یہ بات ہے لیکن مسٹر مائیکل میں آپ لوگوں کو وہاں تک
پہنچا تو دوں گا لیکن آپ وہاں پہنچنے کے بعد نہ ہی جزیرے میں داخل ہو
سکیں گے اور نہ وہاں سے کسی لڑکی کو نکال کر لا سکیں گے ۔ اس
جزیرے پر اس قدر سخت حفاظتی انتظامات ہیں کہ تم لوگ اس کا تصور
بھی نہیں کر سکتے ۔ یہ ناقابل تسخیر جزیرہ ہے اس میں تو فوج بھی
داخل نہیں ہو سکتی"...... دلیپ سنگھ نے کہا۔

" تم ہمیں وہاں تک پہنچا دو اس کے بعد کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں یہ
ہماری ذمہ داری نہیں ہو گی"...... صدیقی نے سپاٹ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تو پہنچا دیتا ہوں میں نے راہول سے وعدہ کیا ہے اور میری عادت ہے کہ میں اول تو وعدہ نہیں کرتا لیکن اگر وعدہ کر لوں تو پھر اسے ہر قیمت پر پورا کرتا ہوں اور پھر اس کے لئے میں نے انتہائی معقول معاوضہ بھی لیا ہے اور یہ کام بھی اس پورے علاقے میں صرف میں ہی کر سکتا ہوں"...... دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔

"تم نے کیا طریقہ سوچا ہے پہلے ہمیں بتاؤ"...... صدیقی نے کہا

"بڑا آسان سا طریقہ ہے۔اس کانچی پورم جزیرے سے شمال کی طرف اسی طرح کا ایک اور چھوٹا سا جزیرہ ہے۔اس جزیرے پر نائٹ واچ کا ہی کنٹرول ہے بلکہ یوں سمجھو کہ اس سارے علاقے اس کانچی پورم جزیرے کے علاوہ باقی تمام جزیروں پر نائٹ واچ حکومت ہے۔میں تمہیں اپنی مخصوص لانچ میں اس جزیرے تک دوں گا وہاں سے تم پانی کے اندر سفر کرتے ہوئے آسانی سے پورم تک پہنچ جاؤ گے۔اس لئے میں نے راہول سے کہہ دیا تھا تمہیں ہدایت کر دے کہ تم غوطہ خوری کا لباس اور سامان ساتھ کر آنا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگوں نے انتہائی جدید ترین پہنے ہوئے ہیں اس لئے تم آسانی سے کانچی پورم تک پہنچ جاؤ گے" دلیپ سنگھ نے کہا۔

"او کے پھر چلو"...... صدیقی نے کہا۔

"کیا واقعی تم یہ سب کچھ صرف ایک لڑکی کے لئے کر رہے ہو" اچانک دلیپ سنگھ نے کہا۔

"ہاں ورنہ ہم نے کانچی پورم پر جا کر کیا کرنا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"وہ لڑکی تمہاری کیا لگتی ہے"...... دلیپ سنگھ نے کہا۔

"وہ ہمارے ایک ساتھی کی بہن ہے اور ہم اپنے ساتھیوں کی عزت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔اگر یہ لڑکی اس کانچی پورم پر موجود نہ ہوتی تو ہم اس پورے جزیرے کو اڑا دیتے۔نائٹ سٹارز بہت بڑی طاقت ہے۔بین الاقوامی طاقت لیکن ہم اس لڑکی کی وجہ سے مجبور ہیں"... صدیقی نے جواب دیا تو دلیپ سنگھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے خوشی ہوئی ہے تمہاری بات سن کر میں خود سمگلر ضرور ہوں عزت کے معاملے میں میرے نظریات بھی تمہارے جیسے ہیں۔ شیام سنگھ کے اس کاروبار سے شدید نفرت ہے۔یہ مردوں والا کام نہیں ہے لیکن چونکہ وہ ایک بہت بڑی طاقت ہے اور میں اس سے براہ راست نہیں ٹکرا سکتا تھا اس لئے میں خاموش تھا لیکن اب اگر موقع مل گیا ہے تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔وہاں سے ایک لڑکی کو نکالا جا سکتا ہے"...... دلیپ سنگھ نے کہا تو صدیقی چونک پڑا۔

"کیسے ابھی تو تم کہہ رہے ہو کہ وہ جزیرہ ناقابل تسخیر ہے"۔صدیقی نے کہا۔

"ہاں واقعی وہ ناقابل تسخیر ہے لیکن میری ساری زندگی انہی جزیروں اور اس سمندر میں گزری ہے میں پانچ سال کی عمر سے اس

دھندے میں شامل ہوں میرا باپ یہاں کا بہت بڑا سمگلر تھا۔
سنگھ نے تو کانچی پورم پر بہت دیر بعد قبضہ کیا ہے جب کہ میں نے
جزیرے پر ایک طویل عرصہ گزارا ہے میں اس جزیرے کے ایک
پتھر سے واقف ہوں۔ مجھے اس جزیرے کے ایک ایسے خفیہ را
علم ہے جس سے اس جزیرے کے اندر بغیر کسی کی نظروں میں آ
جا سکتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہاں اس وقت بے شمار لڑکیاں
گی تم اپنی لڑکی کو کس طرح پہچانو گے"...... دلیپ سنگھ نے کہا۔
"یہ ہمارا کام ہے تم ہمیں وہ راستہ بتا دو"...... صدیقی نے کہا
"آؤ میرے ساتھ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں تمہیں
راستے میں داخل کر کے واپس چلا جاؤں گا اس کے بعد میں تمہارا ا
اسی جزیرے پر کروں گا اور اس لڑکی کے لئے غوطہ خوری کا لباس
میں تمہیں خود دے دوں گا"...... دلیپ سنگھ نے کہا اور کرسی سے
کھڑا ہوا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے ان کے چ
پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ دلیپ سنگھ نے کسی
راستہ کا ذکر کر کے ان کی بہت بڑی مشکل آسان کر دی تھی۔

یاہ رنگ کی بڑی سی کار خاصی تیز رفتاری سے کافرستان کے
الحکومت کی مین روڈ پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔
ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ
وزف اور جوانا موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد کار کافرستان کے سب سے
بڑے ہوٹل برگنزا کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور ہوٹل کی وسیع و
عریض پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ چونکہ شام کا وقت تھا اس لئے
وسیع و عریض پارکنگ نئے ماڈل کی رنگ برنگی کاروں سے اس طرح
بھری ہوئی تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کاروں کا بہت بڑا شوروم
ہو۔ ٹائیگر نے ایک خالی جگہ پر کار پارک کی اور وہ سب کار سے نیچے اتر
آئے اور ٹائیگر نے کار لاک کی اور پارکنگ بوائے سے ٹوکن لے کر وہ
ان کے ساتھ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا جب کہ جوزف اور جوانا
ان کے پیچھے محافظوں کے انداز میں چل رہے تھے عمران مقامی

مىک اپ میں تھا جب کہ ٹائیگر اپنی اصل شکل میں تھا۔ جوز
جوانا کے چہروں پر بھی میک اپ تھا لیکن اس میک اپ میں
ایکریمین نیگرو ہی لگ رہے تھے۔ عمران کے جسم پر سفید سلکی
تھا۔ اس نے انتہائی سرخ رنگ کی ٹائی باندھ رکھی تھی جب کہ
میں بھی سفید رنگ کے جوتے تھے۔ آنکھوں پر سرخ فریم اور
شیشوں والا چشمہ تھا جب کہ ٹائیگر نے جینز اور سیاہ لیدر کی جیکٹ
ہوئی تھی جب کہ جوزف اور جوانا دونوں کے جسموں پر تھری
سوٹ تھے۔ مین گیٹ پر دو باوردی دربان موجود تھے۔ انہوں نے
عمران اور اس کے ساتھیوں کو مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے د
سر جھکا دیئے اور شیشے کا بنا ہوا مین گیٹ کھول دیا۔ عمران نے
نخوت بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر ہال میں داخل ہو گیا۔ اس
ساتھ ہی ٹائیگر اور اس کے پیچھے جوزف اور جوانا اندر داخل ہو
ہال آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ ہال میں موجود سب افراد کا
کافرستان کے انتہائی اعلیٰ طبقے سے تھا اور عورتوں کی تعداد مرد
نسبت زیادہ تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے دور ایک
میں ارباب اور لیلیٰ بیٹھے ہوئے نظر آگئے عمران ان کی طرف بڑھ
اس کے باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

"پچھلے زمانے میں لیلیٰ کو بن میں یعنی بیابان اور صحراؤں میں
پکارنا پڑتا تھا لیکن موجودہ ترقی یافتہ دور میں لیلیٰ اعلیٰ ترین ہوٹلوں
پائی جاتی ہے"...... عمران نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے

باب اور لیلیٰ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ آپ اور اس میک اپ میں"...... ارباب نے حیران
تے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے کچن میں سفیدی کرائی گئی ہو"۔ لیلیٰ
طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا وہ عمران کے سفید کوٹ اور سفید
نوں پر طنز کر رہی تھی تو ارباب بھی ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے لیلیٰ وہی پرانے زمانے کی ہی ہے اس دور کی
کچن میں واقعی سفیدی کرائی جاتی تھی اب تو کچن میں ٹائلز لگتی ہیں
اور سفید ٹائلز"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے لیلیٰ کے جسم پر
ہ اور سرخ لباس کو دیکھتے ہوئے کہا تو ارباب اس بار ہنس پڑا۔
ان کے بیٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

"تم کیوں ہنسے ہو"...... لیلیٰ نے ارباب کے ہنسنے پر آنکھیں نکالتے
ے کہا۔

"ارباب نشاط کا تو کام ہی نشاط انگیزی ہوتا ہے"...... عمران نے
اتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ارے ارباب نشاط تو منفی معنوں میں لیا جاتا ہے"۔
ب نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ارباب وفا ہی سہی ویسے بھی تمہیں وفاداری کا باقاعدہ
یٹ ملنا چاہیئے کیوں لیلیٰ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس وفاداری کا سرٹیفکیٹ"...... لیلیٰ نے چونک کر قدرے

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اسے شاید عمران کی بات سمجھ میں
تھی۔
"لیلیٰ سے وفاداری کی"...... عمران نے جواب دیا اور ارباب
منہ سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔
"اس سرٹیفکیٹ کے حصول کے لئے پل صراط پر چلنا پڑتا ہے
صاحب"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔
"لیکن میں نے تو سنا ہے کہ پل صراط بال سے بھی باریک
ہے"...... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ
موٹاپے پر بات کر رہا تھا۔
"ہوتی ہوگی یہ تو اپنی اپنی قسمت کی بات ہے ناں"
نے معنی خیز نظروں سے لیلیٰ کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے جواب
"آرڈر پلیز"...... اسی لمحے ویٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"ایپل جوس لے آؤ سب کے لئے"...... ارباب نے کہا او
ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔
"کیا لباس بدلنے سے آدمی کا ذہن اور ظرف بھی بدل جا
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"وہ کیسے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"میرا مطلب ہے بدمعاشوں جیسا لباس پہننے سے شر
بدمعاشی میں تبدیل ہو جاتی ہے"...... لیلیٰ نے کہا اور
اختیار ہنس پڑا۔

"لباس کا تعلق نہ معاش کے نیک اور بد ہونے سے ہے اور نہ شر
افت سے"...... عمران نے بدمعاش اور شرافت کو نئے انداز میں
ستعمال کرتے ہوئے کہا تو اس بار لیلیٰ بھی بے اختیار ہنس پڑی اس کا
دا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔
"تم سے واقعی باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا"...... میں تو سمجھی
کہ ارباب اچھا بول لیتا ہے لیکن تم بہرحال اس سے بھی دو جوتے
ہی ہو"...... لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔
"معاملہ تو لڈیز فرسٹ کا ہے۔ چاہے ایک جوتے کا فاصلہ ہو یا دو
اس کا"...... عمران نے کہا تو اس بار ارباب اور لیلیٰ دونوں ہی بے
یار ہنس پڑے۔
"عمران صاحب آپ کا کام ہو گیا ہے اور ہم یہاں آپ کے ہی انتظار
بیٹھے تھے"...... اچانک ارباب نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران
پڑا۔
"کیا ہوا ہے"...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یہاں جیکب نام کی ایک کمپنی ہے جو ایکسپورٹ امپورٹ کا
بار کرتی ہے اس کا چیف جیکب دراصل اس سارے سیٹ اپ کا
ہ ہے۔ میں نے اس سے رابطہ قائم کیا۔ اس کے لئے پاکیشیا سے
ایک خاص ٹیپ لے کر آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ نئی پارٹی اگلے ماہ کی
ل میں شامل ہو سکتی ہے البتہ اسے کارڈ فوراً جاری کر دیا جاتا ہے
ل پارٹی کے بارے میں ان کے آدمی تحقیقات کرتے ہیں پھر ان

کی رپورٹس آنے کے بعد ہی اسے شامل کیا جاتا ہے لیکن آپ تو جا
ہیں کہ دولت سے سب کام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی جنیا
سے سودا کیا اور نتیجہ یہ کہ اس نے کارڈ پر پچھلے ماہ کی تاریخ بھی ڈال
اور اس کے ساتھ ہی ایک فائل میں سے رپورٹیں نکال کر اس نے
کی فائل میں لگائیں اور اس پراوکے کی رپورٹ لکھ دی۔ اس طرح
آپ اس ماہ سے لگنے والی منڈی میں شامل ہو سکتے ہیں"...... ار
نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن
ہاتھ روک لیا کیونکہ اسی وقت ویٹر مشروب کے گلاس اٹھائے وہاں
گیا تھا۔ ویٹر نے مشروب کا ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھ
جب واپس چلا گیا تو ارباب نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے
میں ایک سفید رنگ کا کارڈ تھا۔ کارڈ کے درمیان ایک سیاہ رنگ
دائرہ بنا ہوا تھا اور اس دائرے کے اندر کسی کے دستخط تھے نیچے
ماہ کی تاریخ پڑی ہوئی تھی اور دائرے کے اوپر یس کا لفظ سرخ
سے لکھا ہوا تھا۔ عمران نے ایک نظر کارڈ پر ڈالی اور پھر اسے اپنی
میں رکھ لیا۔

"طریقہ کار کیا ہے"...... عمران نے گلاس اٹھا کر مشروب کی
لیتے ہوئے کہا۔

"طریقہ کار بڑا عجیب ہے۔ سب پارٹیاں ایک روز پہلے اسی
برگنزا کے نیچے بنے ہوئے ایک بڑے ہال میں اکٹھی ہوں گی
کارڈ چیک ہوں گے پھر انہیں خصوصی کاروں میں ساحل سمند

جایا جائے گا وہاں سے مخصوص سٹیمروں پر انہیں کانچی پورم جزیرے پر
پہنچایا جائے گا کسی قسم کا اسلحہ ساتھ لے جانے کی سخت ممانعت ہے
کیونکہ بقول ان کے جزیرے پر ایسے آلات نصب ہیں جو فوراً اسلحہ چیک
کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد تمام پارٹیوں کو زیر زمین ان ہالوں میں لے
جایا جائے گا جہاں نیلام ہونے والی لڑکیاں موجود ہوتی ہیں۔ ہر لڑکی
کے بازو پر ایک نمبر کی پٹی بندھی ہوئی ہو گی اور اس کی کلائی پر وہ نمبر
باقاعدہ جلد میں گوندھا ہوا ہو گا۔ تمام پارٹیاں ان لڑکیوں کو اپنے اپنے
انداز میں چیک کریں گی اور اس کے بعد پارٹیوں کو واپس لے آیا
جائے گا۔ اس ہوٹل کے تہہ خانے میں باقاعدہ نیلامی ہو گی۔ ہر نمبر کو
نیلام کیا جائے گا۔ جو جو نمبر جس جس نے پسند کیا ہو گا وہ اس نمبر کی
بولی دے گا۔ سب سے زیادہ بولی لگانے والے سے رقم وصول کی جائے
گی اور اس نمبر کا کارڈ اسے دے دیا جائے گا بس نیلامی ختم۔ دوسرے
روز جس جس نے جو جو نمبر خریدا ہو گا اس اس نمبر کی لڑکیاں جزیرے
سے بین الاقوامی سمندر میں ان کے جہازوں یا سٹیمروں یا لانچوں پر پہنچا
دی جائیں گی اور اس کے ساتھ ہی فروخت کرنے والوں کی ذمہ داری
ختم۔ اس طرح تمام لڑکیاں نیلام کر دی جاتی ہیں اور پھر سارا مہینہ
لڑکیاں خریدی جاتی ہیں اور جزیرے پر رکھی جاتی ہیں اگلے ماہ پھر نیلامی
ہوتی ہے اس طرح یہ مکروہ اور ظالمانہ سلسلہ چلتا رہتا ہے"۔ ارباب
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب لڑکیاں قحبہ خانوں میں ہی پہنچائی جاتی ہوں گی"...... لیلیٰ

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ خریدنے والے بھی ایجنٹ ہوتے ہیں۔ یہ لڑکیوں کو آگے لے اپنے ملک کے قحبہ خانوں، ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں میں فروخت دیتے ہیں"..... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہاں جزیرے پر لڑکیاں صرف دیکھی جا ہیں۔ وہاں سے انہیں ساتھ نہیں لے آیا جاسکتا"..... عمران نے کہا

"جی ہاں صرف دیکھنے کی اجازت ہے اور بس"..... ارباب جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو میرے ذہن میں موجود تمام پلان غلط ہو گیا۔ پھر تو خریدنے والی پارٹیوں میں شامل ہو کر وہاں پہنچنے کا کوئی فائدہ نہ ہو عمران نے کہا۔

"وہاں جا کر کوئی کارروائی تو کی جاسکتی ہے"..... لیلیٰ نے کہا۔

"نہیں وہاں اس طرح اندھا دھند کارروائی کا کوئی فائدہ نہ ایک تو اس وقت وہاں محافظ بے حد چوکنے ہوں گے پھر انہیں [illegible] حفاظت میں صرف ان ہالوں میں لے جایا جاتا ہو گا جہاں لڑکیاں موجود ہوں گی اور اس کے علاوہ اگر وہاں اندھا دھند کارروائی کی جائے تو یہ مظلوم لڑکیاں بھی ان سب کے ساتھ ہلاک ہو سکتی ہیں" ارباب نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ وہاں پہنچ کر ان لڑکیوں کے علاوہ ہر [illegible] کی بوٹیاں اڑا دوں"..... لیلیٰ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شیام سنگھ کے بارے میں کچھ پتہ چلا"..... عمران نے پوچھا۔

"وہ دو ہفتوں کے لئے ملک سے باہر چلا گیا ہے اور اب سارا کاروبار جیکب کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ جیکب بھی اس جزیرے پر نہیں جاسکتا۔ اس کے مخصوص آدمی پارٹیوں کو ساحل سمندر تک لے جائیں گے وہاں سے مخصوص لوگ سٹیمروں پر انہیں جزیرے تک لے جائیں گے لیکن وہ لوگ بھی جزیرے میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جزیرے پر موجود لوگ جزیرے پر ہی رہتے ہیں وہ نیلامی کے بعد ہی خشکی پر آسکتے ہیں پہلے نہیں"..... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے کوئی اور طریقہ کار سوچنا پڑے گا او کے پھر یہ کارڈ تم خود رکھ لو اور جا کر چکر لگا آنا۔ اب میرا وہاں جانا تو بیکار ہے"..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"نہیں میں تمہیں اکیلے وہاں نہیں جانے دوں گی پھر میں بھی ساتھ جاؤں گی سمجھے"..... لیلیٰ نے آنکھیں نکالتے ہوئے ارباب سے کہا۔

"اور اگر کسی نے تمہیں پسند کر لیا تو"..... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم زیادہ بولی دے دینا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد ان کی کار ایک بار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی

تھی۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے باس"...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو بے اختیار چونک پڑا۔

"تعاقب اور ہمارا"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اپنے ہی خیالوں میں گم تھا اس لئے وہ تعاقب چیک ہی نہ کر رہا تھا۔

"دو کاریں ہیں اور ہوٹل سے ہمارے پیچھے ہیں۔ بڑے ماہرانہ میں تعاقب کیا جا رہا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے خاصے ہوشیار لوگ ہیں"...... نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب کیا حکم ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کسی ویران سڑک پر نکل چلو ہم نے انہیں بہرحال گھیرنا ہے معلوم ہو سکے کہ یہ ہمارے پیچھے کیسے لگ گئے ہیں"...... عمران کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کا سے باہر جانے والی ایک ایسی سڑک پر پہنچ گئی جہاں ٹریفک تقر ہونے کے برابر تھی۔

"اگلے موڑ پر جوزف اور جوانا کو اتار دینا اور تم دونوں نے کاروں کے ٹائر برسٹ کرنے ہیں اور جو بھی نظر آئے اسے اڑا دینا۔ صرف ایک آدمی کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے سرد میں جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک موڑ مڑتے ہی ٹائیگر نے یکلخت کار کو بریک لگائی تو جوزف اور جوانا نے کار کی دونوں سمتوں کے دروازے کھول کر نیچے چھلانگیں لگا دیں اور ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ عمران خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔

"اگلے موڑ پر کار روک دینا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اگلا موڑ تھوڑی ہی دور نظر آ رہا تھا اور پھر موڑ مڑتے ہی ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ تو عمران کار سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس موڑ کی طرف آ گیا۔ ابھی وہ موڑ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس نے دور سے فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنیں اور یہ آوازیں سنتے ہی اس کے قدم تیز ہو گئے۔ پھر موڑ مڑ کر جیسے ہی اس نے سامنے دیکھا تو اس نے آگے پیچھے دو کاروں کو سڑک کے کناروں پر الٹے پڑے ہوئے دیکھا جب کہ جوزف اور جوانا تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کاروں کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ چند لمحوں بعد جوانا نے ایک کار میں سے نکلنے والے ایک آدمی کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھایا اور پھر اسے گھما کر اسے کاندھے پر ڈال لیا جب کہ جوزف نے دونوں کاروں میں سے نکلنے والے باقی دو تین افراد پر فائر کھول دیا تھا۔ عمران تیزی سے واپس مڑا۔

"ٹائیگر کار لے کر آؤ جلدی کرو"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو چند لمحوں بعد کار اس کے عقب سے اس کے قریب آکر رک گئی۔ عمران نے دروازہ کھولا اور کار میں بیٹھ گیا جب کہ ٹائیگر نے تیزی سے

کار آگے بڑھا دی۔ جوزف اور جوانا دونوں پیدل ہی اس طرف آ
تھے لیکن جب انہوں نے کار کو واپس آتے دیکھا تو وہ وہیں رک گ
ٹائیگر نے کار ان کے قریب روکی اور جوانا نے دروازہ کھول کر کاند
پر لدے ہوئے آدمی کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالا اور اس کے
ہی وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے تو ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے
آگے بڑھا دی۔

"زندہ بھی ہے یا نہیں"...... عمران نے مڑ کر جوانا سے پوچھا۔

"زندہ ہے"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عم
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دوسرا موڑ مڑ کر اب کار تیزی سے واپس شہ
طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"اب کہاں جانا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اپنی رہائش گاہ پر"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں
ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد کار ای
رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ کالونی کی ایک کوٹھی کے گیٹ
ٹائیگر نے کار روکی تو عقبی سیٹ سے جوزف نیچے اترا اور چھوٹے پھاٹ
کی طرف بڑھ گیا جس کی صرف باہر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔ اس
کنڈی کھول کر پھاٹک کو دھکیلا اور اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد
پھاٹک کھل گیا تو ٹائیگر کار اندر لے گیا اور اس نے پورچ میں لے
کر کار روک دی۔

"اسے اٹھا کر تہہ خانے میں لے آؤ"...... عمران نے عقبی سیٹ

...جوانا سے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر
...آ گیا اور پھر جب تک جوانا نے اس آدمی کو کار سے نکال کر
...ے پر ڈالا جوزف بھی پھاٹک بند کر کے پورچ میں واپس پہنچ گیا

"جوزف اور تم دونوں باہر کا خیال رکھو گے"...... عمران نے
...ف اور ٹائیگر سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اندرونی طرف کو بڑھ
... تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گیا جہاں جوانا اس سے
...پہنچ کر اس بے ہوش آدمی کو فرش پر لٹا چکا تھا۔

...رسی اٹھاؤ اور اسے کرسی پر باندھ دو"...... عمران نے ایک طرف
...ی ہوئی ایک اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر
...یا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے عمران کے حکم کی تعمیل کر دی۔ اب
...ی کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا نے ایک ہاتھ
...ن کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھ کر اس کے سر کو مخصوص انداز
...یں تھوڑا سا گھمایا اور پھر کاندھے پر رکھا ہوا ہاتھ اس نے اس آدمی کی
...اک اور منہ پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے
...ثرات نمودار ہونے لگ گئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور پھر پیچھے ہٹ
...یا۔

"بیٹھ جاؤ۔ یہ آدمی مجھے تربیت یافتہ لگتا ہے اس لئے آسانی سے
...زبان نہیں کھولے گا اس پر محنت کرنی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"آپ حکم دیں تو میں ایک لمحے میں اس کی زبان کھلوا دا
جوانا نے کہا۔
"نہیں جس انداز میں تم زبان کھلواؤ گے پھر اس کی زبان :
نہ ہو سکے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بھ
اختیار مسکرا دیا اور پھر وہ عمران کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ گیا
لمحے اس آدمی نے کراہتے ہوئے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں
کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے وہ حیرت بھرے اندا
ادھر ادھر دیکھ رہا تھا البتہ عمران کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر اس کی آنکھ
میں چمک سی ابھر آئی تھی۔
"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"میرا نام مہاشے ہے"...... اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہو
جواب دیا۔
"تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے"...... عمران نے کہا۔
"گروپ کیا ہوتا ہے۔ میں تو کاروباری آدمی ہوں اپنے ساتھ
کے ساتھ کاروبار کے لئے جا رہا تھا کہ اچانک دھماکہ ہوا اور کار ا
گئی۔ میں نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو اچانک میری آنکھوں
سامنے اندھیرا چھا گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے لیکن مجھے باندھا گ
گیا ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب کیا ہے اور تم ک
ہو"...... مہاشے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران بے اختی
مسکرا دیا۔

جوانا خنجر دو مجھے یہ واقعی تربیت یافتہ آدمی ہے"...... عمران نے
ہا تو جوانا نے جیب سے خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے میں واقعی کاروباری آدمی ہوں
میرا کھلونوں کا کاروبار ہے تم چاہو تو تصدیق کر سکتے ہو"...... اس
آدمی نے تیز لہجے میں کہا لیکن عمران کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک ہاتھ
سے اپنی کرسی اٹھائی اور پھر اسے مہاشے کے عین سامنے رکھ کر وہ اس
پر دوبارہ بیٹھ گیا۔
"میں تو چاہتا ہوں کہ تم بغیر تشدد کے زبان کھول دو لیکن"۔
عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر فقرہ مکمل کرنے سے پہلے ہی اس کا
خنجر والا ہاتھ گھوما اور تہہ خانہ مہاشے کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے
گونج اٹھا۔ اس کا ایک نتھنا کٹ چکا تھا۔ عمران کا ہاتھ دوسری بار گھوما
اور دوسرا نتھنا بھی کٹ گیا۔ مہاشے کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل
رہی تھیں۔ عمران نے خنجر جوانا کی طرف بڑھا دیا جسے جوانا نے اس کے
ہاتھ سے لے لیا۔
"اب تم بتاؤ گے مہاشے کہ تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے"۔
عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ
مہاشے کے سر پر رکھ کر اس کے سر کو ایک جگہ ساکت کیا اور دوسرے
ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس نے مہاشے کی پیشانی کے درمیان
ابھرنے والی رگ پر مارا تو مہاشے کے حلق سے انتہائی لرزا دینے والی
چیخ نکلی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا اور آنکھیں باہر کو

ابھر آئی تھیں۔

" یہ انتہائی ہلکی چوٹ ہے اور اب اگر تم نے زبان
دوسری چوٹ تمہارے جسم کی ایک ایک رگ کو توڑ ڈالے
عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" مم مم میں سچ کہہ رہا ہوں مجھ پر یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں
کاروباری آدمی ہوں"...... مہاشے نے چیختے ہوئے کہا تو عمرا
مڑی ہوئی انگلی کا ہک ایک بار پھر اس کی پیشانی پر مارا اور اس
مہاشے کی حالت واقعی انتہائی حد تک خستہ ہو گئی۔ اس کا سانس
رک کر آنے لگا آنکھیں پھیل سی گئیں اور چہرہ انتہائی حد تک
گیا۔

" پانی لے آؤ جوانا"...... عمران نے جوانا سے کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور جلدی سے ایک طرف بڑ
اس نے کونے میں موجود الماری کھولی اور اس میں سے پانی کی
بوتل نکال کر وہ واپس آیا اور اس نے بوتل کھول کر مہاشے کے
سے لگا دی۔ مہاشے اس طرح غٹا غٹ پانی پینے لگا جیسے صدیوں
پیاسا ہو۔ جب بوتل میں موجود آدھے سے زیادہ پانی اس کے حلق
اتر گیا تو جوانا نے بوتل ہٹا لی مہاشے کا چہرہ کافی حد تک نارمل ہو
تھا لیکن وہ اب بھی اس طرح سانس لے رہا تھا جیسے میلوں دو
بھاگتا ہوا آیا ہو۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو چکا تھا۔

" اب معلوم ہوا کہ عذاب کسے کہتے ہیں اور تیسری چوٹ ان دا

بھی زیادہ شدید ہو گی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ
ں نے ہاتھ اوپر کو اٹھا لیا۔

رک جاؤ رک جاؤ۔ یہ واقعی انتہائی ہولناک عذاب ہے رک جاؤ یہ
اب نہ دو۔ اس نے تو میری روح کو بھی زخمی کر دیا ہے۔ میں سب
تا دیتا ہوں اب میں کچھ نہیں چھپا سکتا۔ کچھ نہیں چھپا سکتا"۔
مہاشے نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

بولتے جاؤ لیکن سچ بولنا کیونکہ تمہاری ہر بات کی تصدیق کی جائے
گی اور اگر تم نے سچ بولا تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا ورنہ تمہاری قبر اس
زمانے میں بھی بن سکتی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا۔

میرا تعلق رائل سکیورٹی گروپ سے ہے"...... اس بار مہاشے
نے کہا۔

پوری تفصیل بتاؤ یہ گروپ کیا کرتا ہے کون اس کا چیف ہے اور
م لوگ کیوں ہمارا تعاقب کر رہے تھے۔ پوری تفصیل بتاؤ"۔ عمران
نے ہاتھ اونچا کرتے ہوئے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

گروپ کا چیف اشوک مہتا ہے جو پہلے بلیک فورس میں تھا۔
ہاں سے نکلنے کے بعد وہ ایکریمیا چلا گیا کیونکہ اس کا بلیک فورس کے
براہ کرنل فریدی سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ جب کرنل فریدی کافرستان
ے چلا گیا تو اشوک مہتا واپس آ گیا۔ اس نے بلیک فورس سے نکلے
وئے افراد پر مشتمل ایک گروپ بنایا ہے جس کا نام اس نے رائل

سیکورٹی گروپ رکھا ہے۔اس گروپ کا کام بڑے بڑے تاجروں۔
اور سرکاری حکام کی سیکورٹی کرنا ہے۔اشوک مہتا بھاری معاوضہ
کر یہ کام کرتا ہے۔میں اشوک کا نمبر ٹو ہوں۔اشوک مہتا نے آ
یہاں کے ایک بہت بڑے جرائم پیشہ آدمی شیام سنگھ سے معا
ہے۔شیام سنگھ یہاں کسی جزیرے پر اغوا شدہ لڑکیوں کی منڈ
ہے۔یہ منڈی دو چار روز بعد لگنے والی ہے۔اسے اطلاع ملی ۔
پاکیشیا کا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران اس منڈی کو ختم کر
لئے کام کر رہا ہے اس لئے شیام سنگھ نے اشوک مہتا کی خدمات ح
کی ہیں کہ وہ عمران سے اس منڈی کو بھی بچائے اور اسے ہلاک
دے اشوک مہتا چونکہ عمران سے انتہائی نفرت کرتا ہے اس لئے
نے یہ کام لیا ہے"...... مہاشے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہ
"تم ہمارا تعاقب کیوں کر رہے تھے"...... عمران نے پوچھا۔
"اس منڈی کے انچارج جیکب نے اشوک مہتا کو اطلاع د
پاکیشیا سے ایک پارٹی اس کے پاس آئی ہے وہ نیلامی میں شریک
چاہتی ہے۔اس پر اشوک مہتا نے اس پارٹی کو چیک کیا لیکن وہ
عمران سے مختلف تھی لیکن اشوک مہتا نے مجھے اس پارٹی کی نگر
حکم دیا ہے۔یہ پارٹی ہوٹل برگنزا میں ٹھہری ہوئی تھی۔ہم ا
نگرانی کر رہے تھے کہ تم لوگ اس پارٹی سے آکر ملے۔میں نے اش
مہتا کو اطلاع دی تو اس نے مجھے تمہاری نگرانی کا حکم دے دیا
ہوٹل سے باہر آئے تو ہم نے تمہارا تعاقب شروع کر دیا اور پھر اچا

ے گئی اور اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے یہاں
لایا ہے"...... مہاشے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اشوک مہتا کہاں ہو گا اس وقت"...... عمران نے پوچھا۔
"وہ کسی خفیہ ٹھکانے پر رہتا ہے اس سے صرف ٹرانسمیٹر پر رابطہ
ہے"...... مہاشے نے کہا۔
"کیا فریکوئنسی ہے اس کی"...... عمران نے پوچھا تو مہاشے نے
فریکوئنسی بتا دی۔
"جوانا ٹرانسمیٹر لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر
ہوا تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔
"تم کون ہو"...... اس بار مہاشے نے پوچھا۔
"پہلے تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کی تصدیق کرا دو پھر میں تمہیں آزاد
کر دوں گا اور تمہیں اپنے متعلق بھی سب کچھ بتا دوں گا"۔عمران
کہا تو مہاشے ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔تھوڑی دیر بعد جوانا
واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا۔عمران نے
ٹرانسمیٹر پر مہاشے کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور بٹن آن کر
اس نے ٹرانسمیٹر مہاشے کے سامنے کر دیا۔
"ہیلو ہیلو مہاشے کالنگ باس اوور"...... مہاشے نے کال دینا
شروع کر دی۔عمران ساتھ ساتھ بٹن آف آن کرتا جا رہا تھا۔
"یس مہتا اٹنڈنگ یو کیا رپورٹ ہے اوور"...... چند لمحوں بعد
ٹرانسمیٹر میں سے ایک آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹوں پر بے

اختیار مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اب وہ اس اشوک مہتا کو پہچان
طویل عرصہ پہلے وہ کرنل فریدی کے ساتھ تھا اور خاصا ہوشیار
آدمی تھا۔ پھر ایک مشن کے دوران اس نے اچانک عمران پر فائر
دیا تھا جس سے عمران زخمی ہو گیا لیکن اس کے ساتھی اسے بچا
گئے تھے اور عمران کو کافی عرصہ ہسپتال میں گزارنا پڑا تھا۔ لیک
کے بعد اشوک مہتا اچانک غائب ہو گیا تھا اور اس کے بعد
سامنے آیا تھا عمران اس کی اس طرح اچانک گمشدگی پر یہی سمجھا
کرنل فریدی نے اسے حکم عدولی کی بنا پر موت کی سزا دے دی
اس لئے عمران خاموش ہو گیا تھا اور اس نے کرنل فریدی سے بھ
کے بارے میں کچھ نہ پوچھا تھا۔

" باس وہ لوگ ہمیں دھوکہ دے کر غائب ہو گئے ہیں ہم ا
تلاش کر رہے ہیں اوور"...... مہاشے نے کہا۔

" اوہ پھر وہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ وہی
لوگ ہیں جو تم جیسے انتہائی تربیت یافتہ افراد کو دھوکہ دے سکتا
انہیں تلاش کرو اور جیسے ہی ان کے بارے میں کچھ پتا چلے فو
رپورٹ دو اوور"...... اشوک مہتا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور"...... مہاشے نے کہا۔

" انتہائی احتیاط سے کام کرنا اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف
کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر
کیا اور اسے جوانا کی طرف بڑھا دیا۔

تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔
چارلی روڈ پر سرخ رنگ کی عمارت ہے اس پر رائل سیکورٹی
پ کا بورڈ موجود ہے۔ وہ بظاہر ایک کاروباری دفتر ہے لیکن عقبی
ہمارا ہیڈ کوارٹر بنا ہوا ہے"...... مہاشے نے جواب دیا۔ پیشانی
ضربیں کھانے کے بعد اب وہ تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔

اشوک مہتا کی ذاتی رہائش گاہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔
مجھے نہیں معلوم وہ کسی کو نہیں بتاتا"...... مہاشے نے جواب

اس کے گروپ میں کتنے آدمی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔
بیس ہیں"...... مہاشے نے جواب دیا۔
تمہارے علاوہ باقی افراد کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔
ہیڈ کوارٹر میں"...... مہاشے نے جواب دیا۔
اشوک مہتا کے بارے میں کوئی ٹپ بتاؤ جہاں وہ مل سکے"۔
ران نے کہا۔
مجھے نہیں معلوم وہ بے حد پراسرار آدمی ہے"...... مہاشے نے
ب دیا تو عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
اسے گولی سے اڑا دو"...... عمران نے مڑ کر جوانا سے مخاطب ہو
اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔
مجھے مت مارو میں نے سب کچھ بتا دیا ہے"...... مہاشے نے چیختے
ے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی چیخ تہہ خانے میں گونجی اور پھر

خاموشی چھا گئی۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آ گیا وہ سمجھ گیا کہ
جوانا نے بجائے ریوالور کا فائر کرنے کے اپنے مخصوص انداز میں اس کی
گردن توڑ دی ہو گی۔

"ٹائیگر"...... عمران نے سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر
کو آواز دی جو باہر پورچ میں کھڑا نظر آ رہا تھا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے تیزی سے مڑ کر اندر آتے ہوئے کہا۔
عمران سٹنگ روم میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"تفصیلی نقشہ لے آؤ اور کاغذ بھی۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا
ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد جوانا بھی مہاشے کی لاش کاندھے پر
اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔

"اس کی لاش کہیں پھینک آؤں"...... جوانا نے کہا۔

"ابھی پڑی رہنے دو بعد میں دیکھیں گے"...... عمران نے کہا۔
جوانا خاموشی سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس
کے ہاتھ میں ایک بڑا سا سفید کاغذ اور ساتھ ہی ایک رول شدہ نقشہ
تھا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے نقشہ لیا اور اسے کھول کر میز پر پھیلا
دیا۔

"بیٹھو ہم نے ایک فریکونسی کے ذریعے لوکیشن چیک کرنی ہے"......
عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔ عمران نے جیب سے قلم
نکالا اور پھر وہ نقشے پر جھک گیا۔ اس نے نقشے پر لکیریں ڈالنی شروع کر
دیں۔ وہ مسلسل لکیریں ڈالتا رہا۔ پھر اس نے صاف کاغذ پر نقشے

کو دیکھ کر ہندسے لکھنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ ہندسے لکھتا
رہا پھر اس نے انہیں جمع تفریق کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اس
کام میں مشغول رہا پھر اس نے کاغذ کے صاف حصے پر چند ہندسے لکھے
اور اس کے بعد ان ہندسوں کو دیکھ دیکھ کر اس نے نقشے پر ایک بار پھر
لکیریں ڈالنی شروع کر دیں۔ پھر اس جگہ جہاں یہ لکیریں ایک
دائرے کو کاٹ رہی تھیں اس نے دائرہ ڈالا اور جھک کر نقشے کو
دیکھنے لگا۔

"سوامی بلڈنگ"...... عمران نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے
ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"یہ تو رائے چند روڈ پر کافی بڑا رہائشی پلازہ ہے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں اور اشوک مہتا اسی بلڈنگ میں رہائش پذیر ہے اور ہم نے
اسے کور کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اشوک مہتا کون ہے"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا تو عمران
نے مہاشے سے ملنے والی تفصیل بتا دی۔

"تو آپ اس کی مدد سے اس جزیرے پر قبضہ حاصل کرنا چاہتے
ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے بہرحال علم ہو گا کہ شیام سنگھ کہاں ہے اور
جزیرے پر قبضہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس شیام سنگھ پر
قابو نہ پا لیا جائے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ہاتھ بڑھاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کی آواز سنائی دی۔

"سوامی بلڈنگ کے آفس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا سے معلوم تھا کہ اس قدر جدید رہائشی پلازہ میں انتظامیہ کی طرف لازماً آفس بنایا جاتا ہے تاکہ پلازے میں رہائش پذیر افراد کی خدمات سرانجام دی جا سکیں اس لئے اس نے آفس کا نمبر طلب اور دوسری طرف سے فوراً ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے آپریٹر کا ادا کیا اور کریڈل دبا کر اس نے آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شر دیا۔

"یس۔ سوامی بلڈنگ آفس پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی د طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ بولنے والی کی آواز بے حد تھی۔

"ارے آپ کب سے یہاں کام کر رہی ہیں محترمہ"...... عمرا حیرت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ البتہ وہ محترمہ رک گیا تھا تاکہ لڑکی آداب کے مطابق خود ہی اپنا نام بتا دے۔

"میرا نام روپا ہے اور میں یہاں چار سالوں سے کام کر رہی لیکن آپ کون ہیں اور آپ نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... رو لہجے میں شدید حیرت نمایاں تھی۔

"میں اس لئے پوچھ رہا تھا مس روپا کہ میں تو کئی بار سوامی بلا

ہاں لیکن میں نے آپ کو وہاں کبھی نہیں دیکھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ میں تو آفس میں موجود ہوتی ہوں اگر آپ آفس میں آئے ہوں گے تو یقیناً آپ نے مجھے دیکھا ہو گا"...... روپا شاید بالکل سیدھی سادھی لڑکی تھی اس لئے وہ ہر بات پر بے حد حیرت کا اظہار کر رہی تھی۔

"اوہ اسی لئے آپ جیسی خوبصورت خاتون کو دیکھنے سے محروم رہا۔ مجھے اب واقعی افسوس ہو رہا ہے۔ اگر میں کافرستان میں ہوتا تو ایک لمحے میں اڑ کر آپ کے آفس پہنچ جاتا لیکن اب میں کیا کروں میں اس وقت گریٹ لینڈ میں ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بغیر مجھے دیکھے کیسے اندازہ لگا لیا کہ میں خوبصورت ہوں"...... روپا نے اس بار مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا وہ چونکہ عورت تھی اس لئے عمران کے منہ سے اپنی تعریف سن کر ظاہر ہے اس کے لہجے میں مسکراہٹ آجانی یقینی تھی۔

"مس روپا آپ کی آواز اس قدر مترنم اور دلکش ہے کہ مجھے یقین ہے کہ اس قدر مترنم اور دلکش آواز کی مالکہ یقیناً حسینۂ عالم ہی ہو سکتی ہے۔ میں تو یہاں اتنی دور بیٹھے تصور ہی تصور میں آپ کو دیکھ رہا ہوں میرا وعدہ کہ میں جلد از جلد کافرستان پہنچ کر سب سے پہلے آپ سے ملوں گا۔ یہ یقیناً میرے لئے اعزاز ہو گا"...... عمران نے اور زیادہ تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا بے حد شکریہ آپ ضرور تشریف لے آئیں مجھے استقبال کر کے مسرت ہو گی"...... روپا کے لہجے میں مسرت کی لہر نمایاں تھی۔

"آپ کے لئے نہیں یہ میرے لئے اعزاز ہو گا۔ بہر حال آپ موجود ہیں۔ آپ مجھے بتائیں گی کہ کیا اشوک مہتا صاحب اپنے میں موجود ہیں یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اشوک مہتا صاحب ایک منٹ یہ نام تو میرے ذہن میں ہے مجھے چارٹ دیکھنا ہو گا یا پھر ان کے فلیٹ کا نمبر بتا دیں"...... نے کہا۔

"نمبر تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے انہوں نے کہا تھا کہ آفس فون کر لینا"...... عمران نے جواب دیا۔

"ایک منٹ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو مسٹر"...... چند لمحوں بعد روپا کی آواز سنائی دی۔

"میرا نام روپ سنگھ ہے"...... عمران نے جواب دیا تو روپا اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ پھر تو ہمارے نام بھی ایک جیسے ہیں۔ بہر حال اشوک صاحب سوامی بلڈنگ میں نہیں رہتے میں نے چیک کر لیا ہے"۔ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے وہ یہیں رہتے ہیں۔ ویسے بڑا پراسرار سا آدمی ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنا نام ہی بدل رکھا ہو"...... عمران نے کہا

"پھر کیسے معلوم ہو سکتا ہے"...... روپا نے جواب دیا۔

"میں آپ کو اس کا حلیہ بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ذہن پر زور دے کر وہ حلیہ بتا دیا جو اس کے ذہن میں موجود تھا کیونکہ وہ مہاشے سے اشوک کا حلیہ پوچھنا بھول گیا تھا اس لئے اسے اپنی یادداشت کا سہارا لینا پڑا۔

"اوہ اوہ یہ حلیہ تو رام ورما سے تقریباً ملتا جلتا ہے"...... روپا نے اٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رام ورما ارے ہاں مجھے یاد آ گیا اس نے یہ نام بھی لیا تھا میرے ذہن سے اتر گیا تھا۔ بہر حال کیا اب آپ معلوم کر سکتی ہیں کہ وہ فلیٹ میں موجود ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں میں نے انہیں دس منٹ پہلے لفٹ کی طرف جاتے دیکھا ہے وہ یقیناً فلیٹ میں ہوں گے۔ کیا میں آپ کی بات ان سے کراؤں"...... روپا نے کہا۔

"اوہ کیا اس کے فلیٹ میں علیحدہ فون نہیں ہے"...... عمران نے نل کر پوچھا۔

"فون تو ہے لیکن آفس سے بھی ان سے رابطہ ہو سکتا ہے"...... روپا نے جواب دیا۔

"نہیں میرا آدمی ان سے جا کر خود ملاقات کرے گا۔ ویسے ان کا فلیٹ نمبر کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ فلیٹ نمبر ہی تبدیل ہو چکا ہو اور میرا آدمی وہاں سے مایوس لوٹ آئے"...... عمران نے کہا۔

"ان کا فلیٹ نمبر ایک سو ایک ہے تیسری منزل"...... روپا
جواب دیا۔
"او کے بے حد شکریہ۔ اب جب تک آپ سے ملاقات نہ ہو گی
واقعی چین نہیں آئے گا"...... عمران نے ٹھیٹھ عاشقوں کے سے
میں کہا۔
"پھر آپ جلد از جلد آنے کی کوشش کریں ناں"...... روپا نے
لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔
"بالکل ضرور اور ہاں میری ایک درخواست ہے کہ میرے
فون کے بارے میں اشوک مہتا صاحب کو کچھ نہ بتائیں ورنہ وہ نا
ہو جائیں گے اور میرا ضروری کام رہ جائے گا"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے وعدہ"...... روپا نے جواب دیا۔
"او کے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی
اٹھ کھڑا ہوا۔
"چلو کار نکالو۔ ہم نے فوری طور پر اس اشوک مہتا کو کور کرنا
وہ بے حد چالاک اور ہوشیار آدمی ہے اس لئے مجھے مہاشے کا میک
کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ پورچ
طرف بڑھ رہا تھا تو وہ مہاشے کا میک اپ کر چکا تھا عمران کے
جوانا نے مہاشے کی لاش بھی کار میں رکھ لی تھی تاکہ اسے راستے
کہیں پھینکا جا سکے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار رہائشی کالونی سے نکل
تیزی سے سوامی بلڈنگ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی راستے میں

ویران جگہ پر عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے کار روکی تو جوانا نے مہاشے کی
لاش کار سے نکال کر سڑک کے قریب ایک گڑھے میں پھینک دی اور
واپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار سوامی بلڈنگ کی عظیم
الشان آٹھ منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئی۔ ایک
طرف پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ ٹائیگر کار اس پارکنگ میں لے گیا اور
ایک خالی جگہ پر اس نے کار پارک کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب لفٹ
کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچ گئے۔ ایک سو ایک نمبر فلیٹ کا دروازہ
راہداری کے آخری حصے میں تھا۔ دروازے کے باہر رام ورما کے نام کی
پلیٹ بھی موجود تھی۔ فلیٹ کے دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ
فلیٹ ساؤنڈ پروف ہے۔ عمران نے سائیڈ پر لگے ہوئے ڈور فون کے
نیچے موجود کال بیل کا بٹن دبا دیا۔
"کون ہے"...... اندر سے ایک تحکمانہ سی آواز سنائی دی اور
عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ آواز واقعی اشوک مہتا کی ہی تھی وہ
اس کی آواز اس مہاشے کے ساتھ ٹرانسمیٹر پر ہونے والی گفتگو میں سن
چکا تھا۔
"مہاشے باس"...... عمران نے مہاشے کی آواز میں کہا۔
"کیا۔ کیا تم اور یہاں تم یہاں کیسے پہنچ گئے"...... اشوک مہتا کی
آواز میں بے پناہ حیرت تھی۔
"مم میں شدید زخمی ہوں باس اور آپ کو اہم ترین اطلاع دینی ہے
اس لئے مجھے خود آنا پڑا باس"...... عمران نے اس بار قدرے کراہتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تم اکیلے ہو۔ باقی ٹیم کہاں ہے"...... اشوک مہتا نے

"وہ سب ہلاک کر دیئے گئے ہیں باس"...... عمران نے جواب

"اوہ اچھا ایک منٹ میں دروازہ کھولتا ہوں"...... اشوک

کہا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو سائیڈ میں ہو جانے کا اشا
کیونکہ اس نے دروازے میں موجود چیکنگ آئی گلاس کو دیکھ لیا
خود اس انداز میں کھڑا ہو گیا کہ اندر سے اس کا صرف چہرہ اور گر
نظر آ سکے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی عمران
سی تیزی سے دروازے پر موجود اشوک مہتا کو دھکیلتا ہوا اندر۔

"تم۔ تم"...... اشوک مہتا نے قدرے بوکھلائے ہوئے
کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آ
اشوک مہتا چیختا ہوا ہوا میں اچھلا اور پھر ایک دھماکے سے نیچے
بچھے ہوئے قالین پر جا گرا۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑ
ساکت ہو گیا۔ اشوک مہتا کا چہرہ انتہائی تیزی سے سیاہ پڑتا جا
عمران تیزی سے جھکا اور اس نے اشوک مہتا کا سر پکڑ کر اسے
انداز میں جھٹکا دے کر گھمایا اور پھر ہاتھ چھوڑ کر سیدھا ہو گ
اشوک مہتا کا سیاہ پڑتا ہوا چہرہ پہلے کی طرح تیزی سے نارمل ہو
گیا لیکن وہ اسی طرح بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران کے سا
دوران اندر داخل ہو کر نہ صرف دروازہ بند کر چکے تھے بلکہ ا
تیزی سے پورے فلیٹ میں پھیل کر اسے چیک بھی کر

رف ہو گئے۔

"اور کوئی نہیں ہے فلیٹ میں"...... جوانا نے واپس آتے ہوئے

"اسے اٹھاؤ اور اندر کمرے میں کسی کرسی پر بٹھا دو"...... عمران
وانا سے کہا اور جوانا نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اشوک
کو اٹھایا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اندرونی طرف ایک
سٹنگ روم بنا ہوا تھا۔ جوانا نے بے ہوش اشوک مہتا کو ایک
پر بٹھایا ہی تھا کہ ٹائیگر رسی کا گچھا لے کر وہاں پہنچ گیا اور پھر ان
نے مل کر اسے رسی کے ساتھ کرسی سے اچھی طرح جکڑ دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ ٹائیگر"...... عمران نے سامنے والی
پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور
بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب اشوک مہتا کے جسم میں حرکت
تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو وہ پیچھے ہٹ گیا اور پھر تھوڑی دیر
اشوک مہتا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحوں
تو اس کی آنکھوں سے لاشعوری کیفیات جھلکتی رہیں لیکن پھر
آہستہ اس کا شعور بیدار ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ سامنے بیٹھے
عمران اور اس کے عقب میں کھڑے ہوئے جوزف جوانا اور
کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"تم تم مہاشے۔ یہ یہ کون ہیں اور یہ کیا کیا ہے تم نے"۔ اشوک
نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جب تم کرنل فریدی کے ساتھ تھے تب تو تم بے حد ذہین
ہوشیار تھے اور اس کے ساتھ ساتھ تم بے حد ماہر لڑاکا اور بہترین
باز بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے دروازہ کھلتے ہی فوری کارروائی
پڑی تاکہ تمہیں ہوشیار ہونے سے پہلے ہی بے ہوش کیا جاسکے لیکن
تم نے ہوش میں آنے کے بعد یہ بات کہہ کر یہ ثابت کر دیا۔
کرنل فریدی کا ساتھ چھوڑتے ہی تم ذہنی طور پر مفلوج ہو چکے
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کک کک کیا مطلب"...... اشوک مہتا نے ہونٹ
ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے مہاشے تمہارا ماتحت ہے اس لئے وہ تم پر اس طرح
حملہ کر سکتا ہے اور پھر میرے ساتھیوں کو دیکھنے کے باوجود
تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ میں کون ہوں"...... اس بار عمران نے
لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو اشوک مہتا بے اختیار چونک پڑا
"اوہ اوہ۔ تم علی عمران۔ تم اور یہاں۔ اوہ میں تو سوچ بھی
تھا کہ تم یہاں اس انداز میں آسکتے ہو"...... اشوک مہتا نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"جب تم نے میرے خلاف شیام سنگھ سے معاہدہ کیا تھا تو
خود سوچ لینا چاہئے تھا کہ علی عمران سے ملاقات ناگزیر ہو
گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ واقعی مجھ سے حماقت ہوئی ہے۔ میں دراصل

دھوکہ کھا گیا کہ میرا خیال تھا کہ تم اس کانچی پورم جزیرے پر براہ
ت حملہ کرو گے اس لئے میں نے اپنی تمام پلاننگ وہاں تم سے
ے لئے بنائی تھی مجھے مہاشے نے رپورٹ دی تھی کہ پاکیشیا کی
ی پارٹی سامنے آئی ہے لیکن یہ پارٹی ایک مرد اور ایک عورت پر
تھی اور اس مرد کا قد و قامت بہرحال تم سے یکسر مختلف تھا اس لئے
نے توجہ نہ کی پھر مہاشے نے مجھے رپورٹ دی کہ اس پارٹی سے چار
ملے ہیں تو میں نے پھر بھی توجہ نہ کی اور صرف نگرانی کا حکم
دیا"...... اشوک مہتا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"اور جب مہاشے نے تمہیں تیسری رپورٹ دی کہ جن کی وہ
نی کر رہے تھے وہ اسے دھوکہ دے کر غائب ہو گئے ہیں تب تم
سمجھ لیا کہ یہ لازماً میں اور میرے ساتھی ہوں گے لیکن اس کے
تم اطمینان سے یہاں موجود رہے"...... عمران نے کہا۔
"مجھے سو فیصد یقین تھا کہ میرے اس فلیٹ کا علم میرے علاوہ اور
کو نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے حتیٰ کہ مہاشے کو بھی علم نہیں تھا۔
لئے تو میں مہاشے کی یہاں آمد پر حیران رہ گیا لیکن مہاشے میرا
تھا اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اسے میں نے کبھی
بتا دیا ہو لیکن میرے یہ تو تصور میں بھی نہ تھا کہ تم یہاں پہنچ
"...... اشوک مہتا نے کہا۔
"اب میں کیا کہوں تم تو واقعی عقل سے مکمل طور پر پیدل ہو چکے
اصل حلیے میں بھی یہاں رہتے ہو اور صرف نام بدل کر یہ سمجھتے ہو

کہ کسی کو یہاں تمہاری رہائش کا علم نہ ہو سکے گا"...... عمران نے
بناتے ہوئے کہا۔
"لیکن اس کے باوجود یہاں کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا تھا۔
نے کبھی کسی کو نہ ہی یہاں کا فون نمبر دیا نہ پتہ ۔ میں یہاں
آدمیوں کے ساتھ ٹرانسمیٹر پر ہی بات کرتا ہوں"...... اشوک مہ
کہا تو عمران ہنس پڑا۔
"اب فریکونسی کی مدد سے لوکیشن تلاش کرنا صرف حساب
کی بات رہ گئی ہے ۔ مہاشے نے تمہاری فریکونسی بتائی اور پھر
مہاشے سے گفتگو ہوئی تو اس کے بعد حساب کتاب میں کچھ
صرف ہوا اور اب دیکھ لو کہ ہم یہاں پہنچ گئے"...... عمران نے
دیتے ہوئے کہا تو اشوک مہتا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
"ٹھیک ہے مجھے تسلیم ہے کہ تم بہرحال مجھ سے زیادہ ذہ
ہوشیار ہو لیکن اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... اشوک مہ
سپاٹ سے لہجے میں کہا۔
"میں ذاتی انتقام لینے کا قائل نہیں ہوں اشوک مہتا اس
بات دل سے نکال دو کہ چونکہ تم نے مجھ پر فائر کھول کر مجھے شدید
کر دیا تھا اس لئے میں اس کا تم سے اب انتقام لوں گا وہ معاملہ
چکا ہے ۔ اب میں شیام سنگھ کے خلاف کام کر رہا ہوں اس لئے ا
سے جو بات ہو گی وہ اس مشن کے سلسلے میں ہو گی ۔ اگر تم نے
کیا تو پھر تم زندہ رہ سکو گے ورنہ"...... عمران نے انتہائی سنجید

کہا۔
"لیکن تم تو سیکرٹ سروس سے متعلق ہو اور یہ کام سیکرٹ سروس
کے دائرہ کار میں نہیں آتا"...... اشوک مہتا نے کہا۔
"جس جرم میں تم شریک ہوئے ہو وہ اس قدر مکروہ گھناؤنا اور
ذلیل جرم ہے کہ یہ جرم ہر باغیرت آدمی کے دائرہ کار میں آ جاتا ہے ۔
اس کے علاوہ پاکیشیا کا ایک اور سپیشل گروپ فور سٹارز بھی ہے جو
ایسے ہی جرائم کے خلاف کام کرتا ہے اور میرا اس گروپ سے بھی تعلق
ہے"...... عمران نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے جواب دیا۔
"اوہ تو یہ بات ہے لیکن میں اس کاروبار میں شریک نہیں ہوں ۔
مجھے تو صرف اس لئے ہائر کیا گیا تھا کہ میں تمہیں وہاں تک جانے سے
روک سکوں اور مجھے اعتراف ہے کہ میں اپنے اس مشن میں ناکام رہا
ہوں لیکن مجھے اس کاروبار کے سلسلے میں کسی تفصیل کا کوئی علم نہیں
ہے اور نہ ہی میں اس جزیرے پر گیا ہوں اور نہ ہی مجھے وہاں جانے کی
اجازت تھی"...... اشوک مہتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن ابھی تم نے خود کہا ہے کہ تم نے اپنی ساری توجہ مجھے اس
جزیرے تک پہنچنے سے روکنے پر مرکوز کی ہوئی تھی"...... عمران نے کہا۔
"مجھے معلوم تھا کہ تم منڈی کی پارٹیوں کے روپ میں وہاں داخل
ہونے کی کوشش کرو گے اس لئے میں نے اچانک ان سب کو چیک
کرنے کا پلان بنایا ہوا تھا اس طرح مجھے یقین تھا کہ میں تمہیں ٹریس
کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا"...... اشوک مہتا نے کہا۔

"ہو گا۔ بہر حال تم اس شیام سنگھ کے بارے میں تو سب کچھ
ہو گے۔ میں نے اسے ٹریس کرنا ہے۔ بولو تعاون کرتے ہو"
عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔
"میں نے شیام سنگھ کو خود کہہ دیا تھا کہ جب تک تم ختم نہ
جاتے اس وقت تک وہ کسی ایسی جگہ چھپ جائے جس کا علم اس
علاوہ اور کسی کو نہ ہو اور اس نے میرے مشورے پر عمل کیا ہوگا
لئے اب مجھے بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہوگا"...... اشوک مہتا۔
"جہاں تمہاری اس سے ملاقات ہوئی ہے وہ پتہ بتا دو"......
نے کہا تو اشوک مہتا نے فوراً ہی ایک کوٹھی کا نمبر اور رہائشی کالو
نام بتا دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ اس نے درست
بتایا ہے۔
"تمہیں یقین ہے کہ اب وہ اس پتے پر نہیں ہوگا اور تم بھی
نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہوگا"...... عمران نے کہا۔
"ہاں کیونکہ میں نے خود اسے مشورہ دیا تھا"...... اشوک مہتا
جواب دیا۔
"اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ دونوں ٹانگوں سے معذور ہے اس
کھڑا نہیں ہو سکتا"...... اشوک مہتا نے کہا تو عمران بے اختیار چو
پڑا۔
"کیا واقعی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ
بات اب تک کسی نے نہیں بتائی تھی۔

"ہاں مجھے بھی اس وقت معلوم ہوا جب وہ میرے استقبال کے
لئے کھڑا نہ ہوا اور پھر میرے چہرے پر ناگواری دیکھ کر اس نے خود یہ
بات بتائی تب مجھے علم ہوا"...... اشوک مہتا نے جواب دیا۔
"تمہاری واقفیت اس سے کب کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"میں نے اس کا صرف نام سنا ہوا تھا لیکن چونکہ جرائم میرا فیلڈ
نہیں ہے اس لئے اس سے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی یہ تو اسے بہرام نے
میرے متعلق بتایا تو اس نے مجھے کال کر لیا"...... اشوک مہتا نے کہا
تو عمران چونک پڑا۔
"بہرام وہ کون ہے"...... عمران نے کہا۔
"وہ بھی کرنل فریدی کا ساتھی تھا وہ یہاں آج کل مخبری کا دھندہ
کرتا ہے"...... اشوک مہتا نے کہا۔
"اوکے پھر تم سے ملاقات فضول ہی رہی۔ میں نے خواہ مخواہ اتنی
بات کی"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے
ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا اس کے چہرے پر یکلخت
انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"اگر میں وعدہ کروں کہ تمہارے راستے میں نہ آؤں گا تو کیا تم
میرے وعدے پر اعتماد نہیں کرو گے"...... اشوک مہتا نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔
"تمہارے آنے یا نہ آنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اشوک مہتا
مجھے تو اس وقت مشن مکمل کرنا ہے اس لئے اگر تم اس سلسلے میں

کوئی ٹپ دے سکتے ہو۔ کوئی مدد کر سکتے ہو تو میں تمہاری آفر پر غو
سکتا ہوں ورنہ دوسری صورت میں بہرحال تم چونکہ اس مکروہ دھند
میں کسی نہ کسی طرح شامل ہو گئے ہو اور تم نے اس دھندے
تحفظ کے لئے کام کیا ہے اس لئے میرے نزدیک تم بھی انسانیت
سطح سے گر کر خون آشام درندے بن چکے ہو اور ایسے درندوں کو ہلاک
کرنا انسانیت کی بھلائی کے لئے ضروری ہوتا ہے"...... عمران
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے واقعی شیام سنگھ کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے ہوتا تو
ضرور بتا دیتا البتہ میں تمہیں اس کے خاص آدمی کی ٹپ دے سکتا ہو
جو اس منڈی کا انچارج بھی ہے"...... اشوک نے کہا۔

"تم جیکب کے بارے میں بتانا چاہتے ہو میں جانتا ہوں اس
بارے میں لیکن اس کا براہ راست جزیرے سے کوئی تعلق نہیں ہے
بھی باہر کی ساری کارروائی کا انچارج ہے البتہ اگر تم مجھے یہ بتاؤ
کافرستان بحریہ میں کون شیام سنگھ کے ساتھ ہے تو بات بن سکا
ہے"۔ عمران نے کہا۔

"بہرام جانتا ہوگا۔ میں اس سے پوچھ کر بتا سکتا ہوں۔ مجھے
طور پر کچھ علم نہیں ہے"...... اشوک مہتا نے جواب دیا۔

"بہرام کہاں ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"اس نے شوٹنگ کلب بنایا ہوا ہے بہرام شوٹنگ کلب اسی سڑک
پر اس سوامی بلڈنگ سے تقریباً ایک کلو میٹر آگے وہ وہاں ہوتا ہے"۔

ک مہتا نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر"...... عمران نے کہا تو اشوک مہتا نے جلدی سے
اس نمبر بتا دیا۔

"میں نمبر ملاتا ہوں تم اسے یہاں اپنے فلیٹ پر بلاؤ بولو کیا تم اس
کے لئے تیار ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں وہ میرا گہرا دوست ہے وہ یہاں آ جائے گا۔ تم نمبر ملاؤ میں اس
سے بات کرتا ہوں لیکن پہلے تم وعدہ کرو کہ تم مجھے ہلاک نہیں کرو
گے"...... اشوک مہتا نے کہا۔

"میں کسی وعدے کا قائل نہیں ہوں جب میں نے کہہ دیا ہے کہ
اگر تم میرے مشن میں تعاون کرو گے تو زندہ رہو گے ورنہ نہیں"۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میری بات کراؤ بہرام سے"...... اشوک مہتا نے کہا۔

"ٹائیگر نمبر ڈائل کرو اور رسیور اس کے کان سے لگا دو اور ساتھ ہی
لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دو"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور آگے بڑھ کر پہلے تو اس نے فون
پیس میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر اس نے فون پیس اٹھا کر
اشوک مہتا کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس کے
بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جب دوسری طرف سے
گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو اسے اشوک مہتا کے کان سے لگا دیا۔

"بہرام شوٹنگ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی

دی۔

"اشوک مہتا بول رہا ہوں بہرام سے بات کراؤ"...... اشوک نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو بہرام بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ سنائی دی۔

"اشوک مہتا بول رہا ہوں بہرام"...... اشوک مہتا نے کہا۔

"ہاں مجھے سیکرٹری نے بتایا ہے خیریت کیسے فون کیا"۔ دو طرف سے کہا گیا۔

"عمران کے سلسلے میں ایک انتہائی اہم پیشرفت ہوئی ہے سلسلے میں تم سے تفصیلی ڈسکس کرنا چاہتا ہوں کیا تم فوری طو میرے پاس آسکتے ہو"...... اشوک مہتا نے کہا۔

"ایسی کیا بات ہو گئی ہے فون پر بات کر لو میں اس وقت مصروف ہوں"...... بہرام نے کہا۔

"فون پر بات کرنے والی نہیں ۔ پلیز بہرام"...... اشوک مہتا کہا۔

"او کے ٹھیک ہے لیکن تم کہاں سے بول رہے ہو"...... بہ نے کہا۔

"تمہارے شوٹنگ کلب سے قریب سوامی بلڈنگ میں فلیٹ ایک سو ایک تیسری منزل پلیز جس قدر جلد ہو سکے آجاؤ میں تمہارا

حالت نہیں لوں گا"...... اشوک مہتا نے کہا۔

"سوامی بلڈنگ چلو پھر تو قریب ہی ہے ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر اور جوزف دونوں باہر جاؤ اور بہرام کے ساتھ ہی یہاں آنا وہ خاصا ہوشیار آدمی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اشوک نے اسے کوئی خاص اشارہ کر دیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس لیکن اس کا حلیہ"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے بہرام کا حلیہ بتا دیا۔

"یہی حلیہ ہے ناں اس کا"...... عمران نے حلیہ بتا کر اشوک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں معمولی سا فرق ہے لیکن بہرحال حلیہ یہی ہے"...... اشوک مہتا نے کہا تو ٹائیگر اور جوزف دونوں تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"جوانا تم بیرونی دروازے کے قریب جا کر رک جاؤ۔ بہرام جیسے ہی اندر داخل ہو تم نے اس کے ساتھ بھی وہی کارروائی کرنی ہے جو میں نے اس اشوک کے ساتھ کی تھی"...... عمران نے جوانا سے کہا تو جوانا بھی سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا ۔ چونکہ ڈور فون کا رسیور سٹنگ روم میں ہی موجود تھا اس لئے عمران خود وہیں رک گیا تھا۔

"یہ فورسٹارز کے لوگ ہیں"...... اشوک مہتا نے کہا تو عمران اختیار مسکرا دیا۔

"نہیں یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ فورسٹارز تو اپنے طور پر کارروائی رہے ہوں گے۔ ابھی ان سے رابطہ نہیں ہوا"...... عمران نے کہا اشوک مہتا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد کا بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے ڈور فون کا رسیور ہک سے ہٹا اور اشوک کے کان سے لگا دیا۔

"کون ہے دروازے پر"...... اشوک نے کہا۔

"بہرام ہوں اشوک"...... رسیور سے بہرام کی آواز سنائی دی۔

"او کے میں دروازہ کھول رہا ہوں"...... اشوک نے کہا اور عمران نے رسیور اس کے کان سے ہٹایا اور اسے ہک سے لٹکا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ البتہ اس نے سٹنگ روم کا دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ اشوک کوئی آواز نکالے بھی ہی تو اس کی آواز بہرام تک نہ پہنچ سکے۔

"دروازہ کھول دو"...... عمران نے دروازے کے قریب موجود جوانا سے کہا اور جوانا نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کی کنڈی کھولی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں انسانی چیخ سنائی دی اور ایک آدمی ہوا میں اڑتا ہوا عمران کے سامنے قالین پر آگرا اور پھر ایک لمحے تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جوانا نے دروازہ کھولتے ہی ہاتھ بڑھا کر دروازے پر موجود بہرام کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اچھال

اندر پھینک دیا تھا اور اس انداز میں پھینکا تھا کہ گردن میں بل آگیا اور وہ فوری طور پر بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ بھی اشوک کی طرح سیاہ پڑتا جا رہا تھا۔ عمران نے جھک کر اس کا سر ایک جھٹکے سے ہلایا اور اس کی گردن میں آجانے والے بل کو سیدھا کر دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر اور جوزف اندر داخل ہوگئے۔

"یہ اکیلا ہی آیا ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اسے اٹھا کر اشوک کے ساتھ ہی کرسی پر باندھ دو"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے جھک کر اسے اٹھایا اور سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا عمران بھی دروازہ کھول کر سٹنگ روم میں داخل ہوا۔

"تم لوگ واقعی مخصوص انداز کے ماہر ہو۔ میری تو سمجھ میں ہی تمہارا یہ داؤ نہیں آسکا"...... اشوک مہتا نے کہا۔

"پگڑی اور مٹھائی دینی پڑتی ہے داؤ سیکھنے کے لئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جوانا نے کاندھے پر لدے ہوئے بے ہوش بہرام کو ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا گچھا موجود تھا اور پھر اس نے جوانا کے ساتھ مل کر بہرام کو بھی کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر بہرام کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد

جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو ٹائیگر
ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر عمران کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔
" یہ یہ میں کہاں ہوں اور تم مہاشے تم "...... بہرام نے ہوش
آتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت
لہجے میں کہا۔
" یہ مہاشے نہیں ہے علی عمران ہے "...... ساتھ بیٹھے
اشوک مہتا نے کہا تو بہرام نے چونک کر اس کی طرف گردن
اور اس کے چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ حیرت کے تاثرات ابھر آ
" تم ۔ تم اس حالت میں مگر تم نے تو ابھی مجھے فون کیا تھا
بہرام بولتے بولتے رک گیا۔
" وہ فون میں نے اس سے کرایا تھا کیونکہ میں کرنل فرید
سابقہ ساتھیوں سے ملاقات پر نکلا ہوا ہوں اور اشوک مہتا سے
کے بعد میں نے سوچا کہ تم سے بھی ملاقات ہو جائے "...... عمرا
مسکراتے ہوئے کہا۔
" اوہ اوہ یہ بات ہے ۔ مگر ۔ مگر میں تو کسی سلسلے میں بھی
نہیں ہوں "...... بہرام نے کہا۔
" تم نے اشوک مہتا کی ملاقات شیام سنگھ سے کرائی اس طرح
بھی اس گھناؤنے جرم میں شریک ہو بہرام "...... عمران نے سر
میں کہا۔
" گھناؤنے جرم میں کس جرم کی بات کر رہے ہو ۔ میرا تو کسی

کوئی تعلق نہیں میں تو مخبری کا دھندہ کرتا ہوں "...... بہرام نے

" شریف لڑکیوں کو اغوا کرنا اور پھر انہیں قحبہ خانوں کے ایجنٹوں
کے ہاتھ فروخت کر دینا ۔ تم اس جرم کو کیا کہو گے "...... عمران کا لہجہ
اور سرد ہو گیا۔
" تم ۔ مگر میں نے تو یہ کام کبھی نہیں کیا "...... بہرام نے کہا۔
" شیام سنگھ یہ کام کرتا ہے اور تم اس کے ساتھی ہو ۔ اس کے
مددگار ہو بولو نہیں ہو "...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔
" نہیں میں نے اس کی کوئی مدد نہیں کی ۔ وہ میرا دوست ضرور ہے
لیکن میں نے اس کے کسی جرم میں کبھی اس کی مدد نہیں کی "۔ بہرام
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا ہے کہ تم نے اشوک مہتا کی ملاقات
شیام سنگھ سے کرا کر اس جرم میں شرکت کر لی ہے کیونکہ میں اس جرم
کے خلاف کام کر رہا ہوں اور تم نے میرے خلاف کام کرنے میں اس
شیام سنگھ کی امداد کی ہے "...... عمران نے کہا۔
" وہ ۔ وہ مجھے کہہ رہا تھا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا ۔ پھر اس نے
کہا کہ میں کوئی ٹپ دوں تو میں نے اسے اشوک کے متعلق بتا دیا بس
اتنی سی بات ہے ۔ تم بے شک اشوک سے پوچھ لو ۔ میں نے کوئی
کمیشن بھی نہیں لیا ایک پیسہ بھی نہیں لیا اور بعد میں میرا شیام سنگھ یا
اشوک سے رابطہ بھی نہیں رہا "...... بہرام نے کہا۔

"میں تمہیں طویل عرصے سے جانتا ہوں بہرام اور مجھے یہ
معلوم ہے کہ تم فطرتاً مجرم نہیں ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیام سنگھ
مجرمانہ دہشت کی وجہ سے تم نے اسے اشوک کا ریفرنس دیا ہو لیکن
اب تمہاری اچھی فطرت کا عملی ثبوت چاہتا ہوں۔ مجھے شیام سنگھ کا
بولو کیا کہتے ہو"...... عمران نے کہا۔
"شیام سنگھ تو غائب ہو چکا ہے۔ وہ اب اس وقت تک
نہیں آئے گا جب تک منڈی کا دن نہیں گزر جاتا یا پھر اسے یہ اط
نہیں مل جاتی کہ اشوک نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے"...... بہرام
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن میں نے ہر صورت میں شیام سنگھ کو ٹریس کرنا ہے۔
ہر صورت میں۔ بولو کیا تم اس معاملے میں کوئی مدد کر سکتے ہو یا
صاف اور واضح بات کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"میں اس معاملے میں فوری طور پر تمہاری کوئی مدد نہیں کر
کیونکہ حقیقتاً مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہوگا"...... بہرام
جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ
ہے۔
"پھر تو میں نے وقت ضائع کیا ہے اوکے"...... عمران نے سرد
میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جی
سے باہر آیا اور پھر اس سے پہلے کہ اشوک مہتا اور بہرام کچھ بولتے عمرا
نے ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ اشوک مہتا کے حلق سے نک

ائیں سے گونج اٹھا اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح لرزنے لگا لیکن
میں اتر جانے والی گولی نے اسے زیادہ مہلت ہی نہ دی اور اس کی
ن ڈھلک گئی۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ بہرام کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔
"ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر
ل اور جوانا بھی عمران کے اٹھتے ہی کرسیوں سے اٹھ کھڑے
ے تھے۔
"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے

"بہرام کی رسیاں کھول دو اور اسے فلیٹ سے باہر چھوڑ آؤ"۔ عمران
یوالور واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔
"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے بہرام کی طرف بڑھنے

ختم شد

سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان
والی انتہائی ہولناک جنگ ۔ ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے م
پہنچ گئے ۔

● بلیک زیرو اور توصیف اور عمران اور ٹائیگر علیحدہ علیحدہ اس مشن
کرتے رہے ـــــ کیوں ـــــ ؟

● وہ لمحہ ۔ جب بلیک زیرو نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر
فیصلہ ایکسٹو پر چھوڑ دیا گیا اور ایکسٹو نے عمران کے مقابل بلیک زیرو کی
کر دی ـــــ یہ تیسرا ایکسٹو کون تھا ـــــ انتہائی دلچسپ سچوئ

● وہ لمحہ ۔ جب عمران نے مشن کی کامیابی کو جان بوجھ کر شکست میں
کر دیا اور بلیک زیرو نے کھلے عام عمران پر غداری کا الزام لگا دیا ـــــ
واقعی عمران پاکیشیا سے غداری پر اتر آیا تھا ـــــ ؟

لاسٹ اپ سیٹ ـــ ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حا
کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان
کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست
انتہائی حیرت انگیز انجام ۔

● انتہائی تیز رفتار ایکشن ۔ وقت کی نبضیں روک دینے والا بے پناہ
ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتا

ایکشن کے متوالے قارئین کیلئے عمران سیریز کا ایک یادگار ناول

فاسٹ ایکشن
مکمل ناول

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

صفدر اور کیپٹن شکیل کو زہریلی سوئیوں کی مدد سے مفلوج کر دیا گیا ۔
اس ہیوی لوڈر ٹرک پر میگنیٹ بم کا خطرناک حملہ جس میں عمران اور ٹائیگر
موت کی کشمکش میں مبتلا تھے ۔
ایکسٹو دانش منزل کے برآمدے میں بے بس پڑا ہوا تھا اور سٹار برادرز
دانش منزل میں دندناتے پھر رہے تھے ۔
اور یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے کیا گیا کہ عمران اور سیکرٹ سروس
سنبھل بھی نہ سکی ۔

جب سٹار برادرز اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے تو عمران کا عجیب و غریب
فاسٹ ایکشن شروع ہو گیا ـــ ٹام، ٹیری اور عمران کا فاسٹ ایکشن ۔
اس قدر جان لیوا کہ ہر لفظ کے ساتھ اعصاب چٹخنے لگیں ـــ اور
دل ڈوب ڈوب جاتے ۔

● انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول ●

ناشران

یوسف برادرز، پبلشرز، بکسیلرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں فورسٹارز کے سلسلے کا ایک دلچسپ اور منفرد ناو

سفاک مجرم

مکمل نا

مصنف

مظہر کلیم ایم۔ اے

سفاک مجرم

جو پاکیشیا سے معصوم بچوں کو اغوا کر کے غیر ملکی ادویہ سازا
کو فروخت کر دیتے تھے۔ جہاں ان پر انتہائی زہریلی ادویا
تجربات کئے جاتے۔

سفاک مجرم

جنہوں نے پاکیشیا کے سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کو انتہائی
میں موت کی دلدل میں دھکیل دیا۔

سفاک مجرم

جن کا طریقہ کار اس قدر پراسرار تھا کہ عمران اور فورسٹارز باو
کوشش کے ان کا معمولی سا سراغ بھی نہ لگا سکے۔

سفاک مجرم

جن کے خلاف فورسٹارز نے اپنی مکمل ناکامی کا برملا اعتراف

مجرم

جو اپنے خلاف ہر ثبوت انتہائی سفاکی سے مٹا دیا کرتے تھے۔

مجرم

جن کے سفاکانہ جرم سے واقف ہو جانے کے باوجود عمران ان
خلاف بے بس ہو کر رہ گیا ——— کیوں ——— ؟

مجرم

جن کے ساتھ عمران کے باورچی سلیمان کو جان لیوا مقابلہ کرنا پڑا۔
کیا سلیمان مجرموں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ——— یا ——— ؟

عمران اور فورسٹارز ان سفاک مجرموں کو پکڑنے اور پاکیشیا کے
ہزاروں معصوم بچوں کی زندگیاں بچانے میں کامیاب ہو سکے ——— یا
ناکامی ان کا مقدر ٹھہری ——— ؟

انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد۔
اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس اور بے پناہ تیز رفتار ایکشن
سے بھرپور ایک انتہائی منفرد انداز کی کہانی۔

وسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
بلیک کرائم
مظہر کلیم
ایم اے
www.paksociety.com
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! بلیک کرائم کا دوسرا اور آخری حصہ
پ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے کے لئے
بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان
کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی
طرح کم نہیں ہیں۔

کبیر والا سے شیخ محمد شفیق صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد
پسند ہیں۔ آپ کے ناول واقعی پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان سے انسان کو
جدوجہد کرنے اور محنت کر کے اپنے مقصد کے حصول کا سبق ملتا ہے
اور اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ پاکیزہ کردار ہی کامیابی و
کامرانی کی بنیاد ہوتا ہے۔ آپ سے البتہ ایک بات کی وضاحت چاہتا
ہوں کہ ویسے تو پاکیشیا کے صدر کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اصل ایکسٹو
کون ہے لیکن آپ کے ناول "ایکابان" میں صدر کو یہ معلوم ہے کہ
عمران ہی اصل ایکسٹو ہے۔ اس تضاد بیانی کی کیا وجہ ہے"۔

محترم محمد شفیق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد
شکریہ۔ آپ نے جس الجھن کی وضاحت چاہی ہے اس سلسلے میں
عرض ہے کہ ملک کی صدارت سیاسی عہدہ ہوتا ہے اور سیاسی عہدے
انتخابات کے ذریعے نئے صدر آتے رہتے ہیں۔ ایکابان میں جو صدر

تھے انہیں واقعی معلوم تھا لیکن اس کے بعد شاید عمران نے طور پر یہ انتظام کیا کہ سیاسی عہدے پر موجود افراد کو ایکسٹو کی شخصیت کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے بعد میں انتخابات کے جو صدر آئے اور جو پاکیشیا کے موجودہ صدر ہیں انہیں یہ معلوم ہے کہ اصل ایکسٹو کون ہے۔ امید ہے اب بات واضح ہو گئی ہو گی"

منچن آباد سے محترم ہمایوں فواد تیموری لکھتے ہیں۔ "آپ ناولوں کا مستقل قاری ہوں۔ آپ نئی نسل کے لئے واقعی گراں خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور بے شمار لوگ آپ کے ناولوں پڑھنے کے لئے لکھنا پڑھنا سیکھے ہیں۔ میں خود بھی ان پڑھ تھا اور دوستوں سے آپ کے ناول سنتا تھا۔ پھر مجھے جو ناول پڑھنے کا شوق ہوا تو میں نے پڑھنا شروع کر دیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم میٹرک کا امتحان دے رہا ہوں۔ میری دعا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ آپ اسی طرح اپنے قلم سے ملک و قوم کی خدمت کر رہیں"۔

محترم ہمایوں فواد تیموری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کر بیحد شکریہ۔ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اس نے مجھے یہ توفیق بخشی کہ میری تحریروں کی وجہ سے آپ تعلیم دولت سے مالا مال ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو دوسروں تک بھی ضہ پہنچائیں گے۔ ہمارے ملک میں ناخواندگی بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن

اشوک مہتا کی موت بہرام کی آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی اور ان نے جس صفائی سے اشوک مہتا کے دل میں گولی اتار دی تھی ں سے صاف ظاہر تھا کہ عمران کے ہاتھوں بہرام کا بھی یہی حشر ہو گا۔ ن جب عمران نے بہرام کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا تو پہلے تو بہرام پنے کانوں پر یقین نہ آیا لیکن جب چند لمحوں بعد اس کی رسیاں کھل یں تو حیرت کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ سا ہو گیا تھا۔ اسے اب بھی ین نہ آ رہا تھا کہ واقعی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا ہے یا یہ بھی بلی چوہے یسا کوئی کھیل ہے۔

"جاؤ بہرام چونکہ تم بنیادی طور پر ایک اچھے آدمی ہو اس لئے میں تمہیں آزاد کر دیا ہے۔ اشوک مہتا چونکہ براہ راست اس گھناؤنے میں ملوث تھا اس لئے اسے سزا دی جانی ضروری تھی کیونکہ شریف یوں کو اغوا کر کے فروخت کرنا میرے نزدیک ایک ایسا جرم ہے کسی لحاظ سے بھی قابل معافی نہیں ہے"۔ عمران نے بہرام سے

مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا تو بہرام کے جسم کو
طاقتور الیکٹرک کرنٹ کا جھٹکا سا لگا۔

"عمران صاحب پلیز"۔اچانک بہرام نے کہا تو عمران واپس مڑا

"اب کیا ہے"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"آپ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں مجھے احساس دلا دیا ہے
میں صرف دوستی کے چکر میں کس قدر گھناؤنے جرم میں بہر حال کسی
کسی طرح شامل ہو گیا ہوں۔میں مسلمان بھی ہوں اور میری اپنی
بیٹیاں بھی ہیں۔مجھے احساس ہو گیا ہے کہ اگر میری بیٹیوں کو ا
طرح اغوا کر کے قحبہ خانوں کے دلالوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جا
مجھ پر کیا گزرے گی۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے فیصلہ
لیا ہے کہ میں اس جرم کو جڑ سے اکھاڑنے میں آپ کی ہر ممکن
کروں گا آپ پلیز مجھ پر اعتماد کریں"...... بہرام نے انتہائی پر خلو
لہجے میں کہا تو عمران نہ صرف بے اختیار مسکرا دیا بلکہ اس نے آگے
کر بہرام کے کاندھے پر تھپکی دی۔

"بہت خوب بہرام مجھے یقین تھا کہ تمہارے اندر کی غیرت
زندہ ہے اس لئے میں نے تمہیں زندہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا اور
خوشی ہے کہ تم نے بروقت فیصلہ کیا ہے"...... عمران نے کہا تو
کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"عمران صاحب اس نیک مشن میں آپ کی میں اتنی مدد کر
ہوں کہ آپ کو ایک ایسے آدمی کے بارے میں بتا دوں جو اس جرم

سل سربراہ ہے لیکن اسے کور کرنا آپ کا اپنا کام ہو گا اگر آپ اسے
کر لیں تو پھر آپ اپنی مرضی سے وہاں سب کچھ کر سکتے ہیں"۔بہرام
نے کہا۔

"بیٹھو اور مجھے تفصیل سے یہ بات بتاؤ۔تم نے انتہائی اہم بات کی
...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بہرام خاموشی سے کرسی پر
اٹھ گیا۔اس کے چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔

مجھے ایک گلاس پانی مل سکتا ہے"...... بہرام نے کہا۔

پانی لے آؤ ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا
ہوا واپس مڑ گیا۔چند لمحوں بعد وہ پانی سے بھری ہوئی ایک بوتل لے
یا۔اس نے بوتل بہرام کی طرف بڑھا دی۔بہرام نے بوتل کا ڈھکن
لا اور بوتل منہ سے لگا لی۔جب آدھی بوتل خالی ہو گئی تو اس نے
تل منہ سے ہٹا کر ایک طویل سانس لیا تو عمران بے اختیار مسکرا

اس کا مطلب ہے کہ تم نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے یہ بات
انی چاہئے یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بہرام بے
یار چونک پڑا۔

کون سی بات"...... بہرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

دیکھو بہرام تم نے اس وقت تو جذبات میں آکر بات کر دی لیکن
میں نے اسے اہمیت دی تو تمہارے ذہن میں فوراً تذبذب کی لہر
ھی۔مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ تذبذب کی لہر کیوں پیدا ہوئی

بہرحال پیدا ہوئی اور تم فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکے کہ مجھے کیا
جائے درست بات یا ویسے ہی کچھ بتا کر ٹال دیا جائے۔ تمہیں ف
کرنے کے لئے مہلت درکار تھی۔ چنانچہ تم نے پانی مانگا اور پانی
تک اور پھر پانی پینے کے دوران تمہارا ذہن فیصلے میں مصروف رہ
جب پانی پینے کے بعد تم نے طویل سانس لیا تو میں سمجھ گیا کہ
بہرحال کسی نتیجے پر پہنچ گئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
بہرام کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تو۔ تو کیا آپ میرے ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات بھی
لیتے ہیں"...... بہرام نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا اور ؟
ہنس پڑا۔

"انسان کا چہرہ اس کے ذہن کا عکاس ہوتا ہے۔ جو کچھ تمہا
ذہن میں آتا ہے اس کا عکس چہرے پر بھی پڑتا رہتا ہے اگر کوئی
نفسیات کی معمولی سی بھی شدھ بدھ رکھتا ہو وہ بہرحال اسے پڑ
ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو بہرام نے ایک بار پھر طویل سانس

"آپ کی ذہانت کا مقابلہ واقعی کوئی نہیں کر سکتا۔ میرا خیا
کہ اشوک مہتا آپ کا ہم پلہ ثابت ہوگا اس لئے میں نے شیام
بڑے دعوے کے ساتھ کہا تھا کہ کرنل فریدی کے بعد اگر کوئی
کا مقابلہ کر سکتا ہے تو وہ اشوک مہتا ہے لیکن اب مجھے احساس
ہے کہ میں بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھا وہ تو آپ کے پاسنگ
نہیں تھا آپ کی بات درست تھی جب آپ نے میری بات کو

ول انتہائی اہمیت دی تو فوراً میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ جس
یت کا نام لینے والا ہوں وہ شخصیت میری ایجنسی کی سب سے بڑی
ہے اور مجھے ماہانہ اس سے لاکھوں روپے کا مفاد پہنچتا ہے جب کہ
نے لامحالہ اسے ہلاک کر دینا ہے۔ اس لئے کیا میرا فیصلہ درست
نہیں۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ میں مسلمان ہوں۔ میرا ایمان
۔ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کرنی
کیونکہ اس طرح نجانے کتنے گھروں کا سکون واپس آجائے گا۔
میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس شخصیت کا نام آپ کو بتا دوں
... بہرام نے کہا۔

ارباب کو جانتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارباب کیا آپ کا مطلب پاکیشیا میں مخبری کا دھندہ کرنے والی
ے بڑی پارٹی سے ہے"...... بہرام نے چونک کر کہا۔

ہاں"...... عمران نے جواب دیا۔

یہ نام تو سنا ہوا ہے وہ ابھی حال ہی میں پاکیشیا میں وارد ہوا ہے
ں نے بے حد تیزی سے کامیابیاں حاصل کی ہیں مگر آپ کیوں
رہے ہیں"...... بہرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

میں تمہارا تعارف ارباب سے کرا دوں گا۔ ارباب کو ظاہر ہے
تان سے بھی معلومات حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہو گی۔
ام تمہارے ذریعے کرائے گا تو تمہیں دولت ملتی رہے گی"۔
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بہرام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا بے حد شکریہ تم واقعی ہمدرد دل انسان ہو بہر حال و
ملے یا نہ ملے یہ بعد کی بات ہے۔یہ گھناؤنا کاروبار اب واقعی ہمیشہ
لئے ختم ہو جانا چاہئے تو سنو۔شیام سنگھ اس کاروبار کا چیف ہے م
سرمایہ کاری وہی کرتا ہے لیکن تمام منافع وہ اکیلا نہیں لیتا اس
اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک خاص سیٹ اپ بنایا ہوا
تمام سرمایہ کاری شیام سنگھ کی ہوتی ہے لیکن منافع تین حصوں
تقسیم ہوتا ہے ایک حصہ شیام سنگھ کا اور دوسرا حصہ جیکب کا
جزیرے سے باہر تمام کارروائیاں مکمل کرتا ہیں اور تیسرا
کافرستان کی فوج کے کمانڈو سیکشن کے چیف جنرل شرما کا ہوتا
جنرل شرما کافرستانی فوج کے کمانڈو سیکشن کا سربراہ ہے اور اس
چیف آف آرمی سٹاف کے بعد دوسرا ہے لیکن در حقیقت وہ کافر
بہت بڑا بدمعاش اور مجرم ہے۔اس نے خفیہ طور پر ایک
بنایا ہوا ہے جس کا نام کنگ سنڈیکیٹ ہے۔یہ سنڈیکیٹ
کافرستان کا سب سے بڑا سنڈیکیٹ ہے۔بے شمار گروپ اس
کام کرتے ہیں اور ہر قسم کے جرائم میں یہ سنڈیکیٹ شامل
شیام سنگھ بھی اس سنڈیکیٹ میں باقاعدہ حصہ دار ہے لیکن سن
اصل چیف جنرل شرما ہی ہے جنرل شرما انتہائی عیاش فطرت
اس لئے لڑکیوں کو اغوا اور ان کی نیلامی کا سارا سلسلہ ہی
شروع کیا ہے۔جزیرے پر تمام حفاظتی انتظامات بھی اسی نے
ہیں فوجی کمانڈوز میں سے بھی اس نے بے شمار کمانڈوز کو

اروبار میں شامل کیا ہوا ہے جو وہاں اس جزیرے کی حفاظت کرتے
ہیں۔منڈی والے روز جنرل شرما خود وہاں جاتا ہے اور پھر پہلے وہ خود
نڈی میں موجود تمام لڑکیوں کا جائزہ لیتا ہے اور اپنے لئے اسے جتنی
کیاں بھی پسند آجاتی ہیں وہ انہیں پہلے ہی وہاں سے نکال کر اپنے
اڈے پر پہنچا دیتا ہے۔اس کے بعد باہر کے ایجنٹ وہاں آتے ہیں
لڑکیاں دیکھ کر پسند کرتے ہیں اس لئے جنرل شرما کو تم کسی طرح
کر لو تم وہاں آسانی سے کارروائی کر سکتے ہو۔ورنہ تم لاکھ
ششیں کرو اس جزیرہ پر کسی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتے"۔بہرام
تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا تو عمران یہ ساری بات سن کر
یقیناً بے حد حیران ہوا کہ فوج کا اتنا بڑا افسر اس طرح جرائم میں
ث ہے لیکن فوجی اور دیگر اعلیٰ حکام کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔
"یہ کیسے ممکن ہے بہرام کہ فوج کا اتنا بڑا افسر اس طرح جرائم میں
ہو اور کسی کو اس بارے میں علم ہی نہ ہو سکے۔ملٹری انٹیلی
اور ملٹری کے ایسے ہی دوسرے ادارے لامحالہ اسے ٹریس کر سکتے
...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
اس بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم کہ جنرل شرما اپنے تحفظ کے
لیا کرتا ہے اور کیا نہیں۔ہو سکتا ہے کہ اس نے ملٹری انٹیلی جنس
کام کو بھی کسی نہ کسی طرح خرید رکھا ہو۔لیکن جو کچھ میں نے
بتایا ہے وہ درست ہے لیکن اس کا علم بھی سوائے چند خاص
کے اور کسی کو نہیں ہے"......بہرام نے کہا۔

"کیا جنرل شرما اس جزیرے پر اصل شکل میں جاتا ہے"۔ عم
نے پوچھا۔

"ہاں بظاہر وہ انتظامات کا حتمی جائزہ لینے جاتا ہے لیکن درحقیقہ
اس کا مقصد اپنی پسند کی لڑکیوں کا انتخاب ہوتا ہے۔ چونکہ اس
ماتحت کمانڈوز بھی ساتھ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنی اصل شکل میر
وہاں جاتا ہے"....... بہرام نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں ان سب انتہائی خفیہ باتوں کا کیسے علم ہو گیا
تو ایسی باتیں ہیں کہ میرا خیال ہے اگر جنرل شرما کو یہ علم ہو جا
تمہیں اس بارے میں علم ہے تو وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تمہیں
کرا دے"....... عمران نے کہا۔

"جنرل شرما میرا کلاس فیلو بھی رہا ہے اور دوست بھی۔ اور ا
قدر طاقتور ہے کہ اسے یقین ہے کہ اگر میں کسی کو یہ باتیں بتا
تو اول اسے یقین نہ آئے گا اور اگر یقین آ بھی جائے تو اس کے
کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اس کے تعلقات صدر سے بھی ہیں
وزیر اعظم سے بھی۔ کیونکہ وہ فوج میں جس شعبے کا انچارج ہے
شعبے نے فوج میں بے شمار کارنامے سرانجام دیئے ہیں اس لئے
لوگ اسے انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مجھے اس تفصی
اس لئے بھی علم ہے کہ یہ ساری باتیں مجھے خود جنرل شرما نے
تھیں ایک سال پہلے"....... بہرام نے جواب دیا۔

"او کے یہ جنرل شرما اب کہاں مل سکے گا"....... عمران نے ا

یل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اپنی سرکاری رہائش گاہ پر۔ ملٹری ہائی آفیسرز کالونی میں اس کی
ش گاہ ہے"....... بہرام نے جواب دیا۔

"ملٹری ہائی آفیسرز کالونی یہ کہاں ہے"....... عمران نے چونک کر
چھا کیونکہ اس کالونی کا نام اس نے کافرستان کے نقشے میں نہ پڑھا تھا
نہ اس سے پہلے اسے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔

"یہ کالونی پرانے قلعے کے قریب ہے۔ اس کے گرد باقاعدہ چار
واری ہے اور سوائے خصوصی اجازت کے اندر کسی کو نہیں جانے
جاتا"....... بہرام نے جواب دیا۔

"تم کبھی وہاں گئے ہو"....... عمران نے پوچھا۔

"ہاں جنرل شرما کی کال پر کئی بار گیا ہوں۔ وہ مجھے فون پر کال کر
، کہہ دیتا ہے اور میں وہاں پہنچ جاتا وہاں میرے نام کا اجازت نامہ
جود ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود باقاعدہ تصدیق کی جاتی ہے حتیٰ کہ
یک اپ وغیرہ چیک کیا جاتا ہے تلاشی لی جاتی ہے۔ پھر ایک خصوصی
پی جیپ خود جا کر گیٹ پر چھوڑتی ہے اور اس طرح ہی واپس لاتی
.... بہرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی رہائش کا فون نمبر کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا تو بہرام نے
یکس چینج کا رابطہ نمبر اور پھر جنرل شرما کی رہائش گاہ کا نمبر بتا دیا۔
کیا تم اتنی بات کی تصدیق کر سکتے ہو کہ اس وقت جنرل شرما
ئش گاہ پر موجود ہے یا نہیں اگر نہیں تو کس وقت وہ وہاں لازماً ہو

گا"...... عمران نے کہا تو بہرام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر اٹھ
اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے چو
فون کے لاؤڈر کا بٹن پہلے سے ہی دبا ہوا تھا اس لئے دوسری طرف
والی گھنٹی کی آواز پورے کمرے میں سنائی دے رہی تھی۔

"یس"۔ چند لمحوں بعد رسیو اٹھائے جانے کے بعد ایک مردانہ آ
سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

"جنرل صاحب سے بات کرنی ہے میں بہرام شوٹنگ کلب کا مالک
بہرام بول رہا ہوں"...... بہرام نے کہا۔

"ہولڈ کریں جنرل صاحب ابھی آئے ہیں میں معلوم کرتا ہوں"
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو جنرل شرما سپیکنگ"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری
کرخت آواز سنائی دی۔

"بہرام بول رہا ہوں جنرل"...... بہرام نے اس بار قدرے
تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ کیسے کال کی ہے۔ خیریت کوئی پرابلم"...... جنرل
نے جواب دیا اس کے لہجے میں واقعی بے حد اعتماد جھلکتا تھا۔

"اس بار میں بھی کانچی پورم منڈی میں شریک ہونا چاہتا ہوں"
بہرام نے کہا۔

"اچھا کیوں کیا تم نے بھی یہ دھندہ شروع کر دیا ہے حیرت
ہے"...... جنرل شرما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے بس میں یہ دھندہ نہیں ہے تمہیں معلوم ہے کہ میری
بیوی طویل عرصے سے بیمار ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ میں
سے کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا اس لئے میں دوسری شادی بھی نہیں کرنا
چاہتا"...... بہرام نے کہا۔

"اوہ اچھا سمجھ گیا۔ تو تمہیں کوئی ساتھی چاہیے تو یوں کہو ناں لیکن
سے رکھو گے کہاں"...... جنرل شرما نے کہا۔

"رکھنے کے لئے تو بہت جگہیں ہیں لیکن مجھے ساتھی کوئی ایسی چاہیے
جو واقعی ساتھی ثابت ہو کوئی ایسی طوائف نہ مل جائے جو میری زندگی
ی عذاب کر دی"...... بہرام نے کہا تو دوسری طرف سے جنرل شرما
بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہی تو اس منڈی کی خصوصیت ہے بہرام کہ یہاں انتہائی شریف
ھرانوں کی لڑکیاں لائی جاتی ہیں۔ طوائفوں سے تو پورا کافرستان بھرا
پڑا ہے۔ ان کے لئے اتنے بڑے انتظامات کرنے کی کیا ضرورت ہے اور
سی لئے اس منڈی کے چرچے پوری دنیا میں ہیں۔ تم ایسا کرو کہ تیار
ہنا میں تمہیں اس بار اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ پھر تم خود ہی چھانٹ
ینا جو تمہیں پسند آئے اب تم جیسے دوست کو تو بہرحال انکار نہیں کیا
جا سکتا"...... جنرل شرما نے جواب دیا۔

"کب تک یہ کام ہو سکے گا تاکہ میں کہیں باہر نہ جاؤں"...... بہرام
نے کہا۔

"پرسوں صبح سویرے میں تمہیں خود فون کر لوں گا۔ تم میرے

پاس آجانا"...... جنرل شرمانے کہا۔

"لیکن وہاں تمہارے پاس آنے میں بڑی چیکنگ ہوتی ہے اور اس ساری کارروائی سے شدید بوریت ہوتی ہے اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے جاتے ہوئے کار میں ساتھ اٹھاتے جاؤ۔ میرے گھر کے سامنے سے ہی تو گزرو گے ساحل پر جانے کے لئے"...... بہرام نے کہا

"میں وہاں کار پر نہیں خصوصی فوجی ہیلی کاپٹر پر جاتا ہوں۔ تمہیں بہرحال میرے پاس ہی آنا پڑے گا"...... جنرل شرمانے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر مجبوری ہے تو پھر کیا ہو سکتا ہے"۔ بہرام نے کہا۔

"لیکن اس کا ذکر تم نے کسی سے نہیں کرنا کیونکہ مجھے شیام سنگھ نے بتایا ہے کہ اس بار منڈی کے خلاف پاکیشیا کا کوئی گروپ کام کر رہا ہے"...... جنرل شرمانے کہا۔

"میں نے پہلے کبھی کسی سے ذکر کیا ہے جو اب کروں گا۔ تم بے فکر رہو"...... بہرام نے کہا۔

"اوکے میں پرسوں صبح سویرے تمہیں فون کروں گا تم فوراً میرے پاس آجانا۔ گڈ بائی"...... جنرل شرمانے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بہرام نے رسیور رکھ دیا۔

"میں نے اپنے طور پر کوشش کی کہ کسی طرح جنرل شرما میرے گھر آجائے اور آپ اس پر قابو پالیں لیکن وہ بے حد شاطر اور ہوشیار آدمی ہے"...... بہرام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو تم نے واقعی اہم ٹپ دی ہے اب باقی کام ہم خود کر

لیں گے البتہ تم نے پرسوں گھر پر ہی رہنا ہے، ہو سکتا ہے کہ تمہیں شرما کے ساتھ ہی جانا پڑے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بہرام بھی مسکرا دیا۔

صدیقی اور اس کے ساتھی سمندر کے اندر تیرتے ہوئے دور سے آنے والے ایک جزیرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ان کی رہنمائی خود دلیپ سنگھ کر رہا تھا۔ اس کے جسم پر بھی انتہائی جدید غوطہ خوری کا لباس موجود تھا چونکہ تمام لباسوں میں ٹرانسمیٹر موجود تھے اس لئے وہ سب ایک دوسرے سے ٹرانسمیٹر پر باتیں بھی کر سکتے تھے انہیں تیرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور اب انہیں وہ جزیرہ نظر آنے لگا تھا جس کا نام کانچی پورم تھا اور جو ان کی منزل تھی۔

"ہوشیار ہو جاؤ نائب سٹارز ہم جزیرے کی حفاظتی حدود کے قریب پہنچنے والے ہیں"...... اچانک ٹرانسمیٹر پر صدیقی نے دلیپ سنگھ کی آواز سنی۔

"کس قسم کی حفاظتی حدود ہے اس کی کوئی تفصیل"...... صدیقی نے کہا۔

"جزیرے کے چاروں طرف سطح سے لے کر نیچے تہہ تک ایک

ائرہ بنا ہوا ہے جس میں سے نظر نہ آنے والی ریز نکلتی ہیں ان ریز کی وجہ سے یہ ناقابل عبور ہے اگر ہم سطح سمندر کے اوپر سے آگے بڑھیں گے تو م جزیرے پر لگے ہوئے چیکنگ کمپیوٹر کی سکرین پر آ جائیں گے اور پھر نو میٹک گنیں ہمیں پلک جھپکنے میں شکار کر لیں گے اور سمندر کے ندر سے آگے بڑھنے کی صورت میں ہمارے جسم جیسے ہی ان نظر نہ آنے والی ریز سے ٹکرائیں گے ہم فوراً ہی ہلاک ہو جائیں گے"...... دلیپ سنگھ نے جواب دیا اس کے ساتھ ہی اس کے تیرنے کی رفتار پہلے سے بے حد کم ہو گئی تھی۔

"ایسے انتظامات عام مجرم تو نہیں کیا کرتے ایسے انتظامات تو حکومتی سطح پر ہوتے ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شیام سنگھ کی تم کافرستان پر حکومت ہی سمجھو وہ بہت بڑی پارٹی ہے۔ تمہارے تصور سے بھی بڑی پارٹی"...... دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال جو کچھ تم نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو ہم جزیرے تک پہنچ ہی نہیں سکتے"...... صدیقی نے کہا۔

"اسی لئے تو میں تمہارے ساتھ آیا ہوں ورنہ تم اکیلے واقعی کسی صورت وہاں تک نہ پہنچ سکتے۔ میرے پاس ایک ایسا آلہ موجود ہے جو سمندر کے اندر زمین میں سرنگ کھودتا چلا جاتا ہے۔ یہ آلہ میں نے سمندر کے اندر معدنیات کی تلاش کرنے والے ایک ماہر سے خریدا تھا اور اس سے ہم یہ کام لیتے ہیں کہ خطرے کی صورت میں ہم اس آلے کی

مدد سے سمندر کی تہہ میں سرنگ کھود کر انتہائی قیمتی مال دبا دیتے ہیں
اس طرح یہ مال ہر لحاظ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور خطرے کے بعد اسے
نکال لیا جاتا ہے۔ اس طرح سرنگ کھود کر ہم ان ریز کو زمین کے نیچے
سے کراس کر جائیں گے۔ اس کے بعد جزیرے تک پہنچنا اور اس خفیہ
راستہ میں داخل ہونا کوئی مسئلہ نہیں رہے گا"...... دلیپ سنگھ نے
جواب دیا۔

"بہت خوب واقعی تم ذہین آدمی ہو"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ"...... دلیپ سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر تھوڑا
سا آگے بڑھنے کے بعد اس نے تہہ کی طرف غوطہ مارا تو صدیقی اور اس
کے پیچھے آنے والے اس کے باقی ساتھی بھی غوطہ لگا کر تہہ میں اترتے
چلے گئے۔ تہہ میں پہنچ کر دلیپ نے اپنی پشت پر بندھا ہوا ایک تھیلا
کھولا اور پھر اس کی زپ کھول کر اس نے اندر سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا
جو بگل کی طرز کا تھا۔ اس نے تھیلا بند کر کے واپس اپنی پشت پر اسے
باندھ دیا اور پھر اس نے اس آلے کا سرا تہہ میں رکھا اور اس کے دستے
پر لگا ہوا بٹن دبایا تو پانی تیزی سے ایک دائرے میں گردش کرنے لگا۔
اس کا مطلب تھا کہ زمین کٹ رہی تھی۔ دلیپ نے آلے کو دائیں
بائیں کیا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا تو ایک دھماکہ سا سنائی دیا
اور زمین کے اندر سے یکلخت اس قدر مٹی باہر نکلی کہ جیسے یکلخت کسی
نے نیچے سے مٹی کا کوئی تودہ باہر پھینک دیا ہو۔

"آؤ اب یہ اسی طرح سرنگ کھودتا چلا جائے گا لیکن لائٹیں جلا

...... دلیپ سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ماتھے پر
مت میں لگی ہوئی بیٹری میں سے تیز لائٹ نکلنے لگی۔ صدیقی اور اس
اتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر وہ آگے بڑھتے تو واقعی
کی تہہ میں ایک کافی بڑا سوراخ سا نیچے جاتا ہوا دکھائی دیا۔
ب اس کے اندر گھستا چلا جا رہا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی
کسی پانی سے بھرے ہوئے کنویں میں اترتی چلی جا رہی ہو۔
یقی اس کے پیچھے اس سوراخ میں اتر گیا اور اس کے ساتھی اس کے
تھے۔ ان کی سائیڈوں سے مٹی کی لہریں سی اوپر کی طرف اٹھتی جا
تھیں لیکن درمیانی حصہ صاف تھا اور تیز لائٹ کی وجہ سے اسے
صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کافی گہرائی میں جانے کے بعد سرنگ مڑ
ور پھر کچھ دور تک جانے کے بعد ایک بار پھر وہ اوپر کو اٹھنے لگ
؛ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایک کر کے دوبارہ سمندر میں موجود
مین کی سطح سے باہر پانی میں پہنچ گئے۔

"کیسی رہی نائٹ سٹارز میری کارروائی۔ اب ہم اس خطرے کی
مدود سے اندر پہنچ چکے ہیں"...... دلیپ سنگھ کی مسرت بھری آواز سنائی

"بہت خوب واقعی تم نے حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے
یکن تم نے اس خطرے کی حدود کا تعین کیسے کیا ہے"...... صدیقی
نے پوچھا۔

"میرے ہاتھ میں وہ آلہ بندھا ہوا ہے جو اس قسم کی ریز کی نشاندہی

کرتا رہتا ہے مجھے اکثر بحریہ کے اس قسم کے سائنسی طور پر بچھائے
ہوئے جالوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اس لئے میں نے اس سلسلے میں
ہر قسم کے آلات اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔۔ دلیپ سنگھ نے
جواب دیا۔

"واقعی تم لوگ بہت ایڈوانس ہو ورنہ میرا تو اب تک خیال تھا
کہ تم عام سے بحری سمگلر ہوں گے لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ
تم خاص لوگ ہو"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ہم نائٹ واچ ہیں نائٹ واچ۔ ان سمندروں پر ہماری حکمرانی
ہوتی ہے"۔۔۔۔۔۔ دلیپ سنگھ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"تم واقعی نائٹ واچ ہو"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔ اب
ایک بار پھر تیزی سے تیرتے ہوئے جزیرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے
تھے۔

"یہ سرنگ قائم رہے گی یا ختم ہو جائے گی"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے ایک
خیال کے تحت کہا۔

"ختم کیسے ہو سکتی ہے جب تک اسے بھر نہ دیا جائے یہ قائم رہے
گی اور واپسی میں بھی تمہارے کام آئے گی"۔۔۔۔۔۔ دلیپ سنگھ نے کہا۔

"تو پھر وہ آلہ مجھے دے دینا تاکہ ان ریز کے بارے میں مجھے بھی
معلوم ہو سکے میں تمہارے جزیرے پر پہنچ کر اسے تمہیں واپس کر دوں
گا"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے لے لینا"۔۔۔۔۔۔ دلیپ سنگھ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے
تے ہوئے جزیرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب جزیرہ کافی قریب
تھا۔ وہ چونکہ سمندر کی تہہ میں تیر رہے تھے اس لئے انہیں جزیرے
حصہ نظر آ رہا تھا جو پانی میں ڈوبا ہوا تھا جزیرے کے قریب پہنچ کر
سنگھ نے جزیرے کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر وہ ایک چٹان کی
ب بڑھ گیا اور پھر وہ جیسے اس چٹان کے اندر غائب ہو گیا صدیقی
گے بڑھ کر دیکھا تو چٹان کے نچلے حصے میں ایک کافی بڑا سوراخ تھا
نکہ سیدھا چلا گیا تھا اس لئے وہ دور سے محسوس نہ ہوتا تھا اور پانی
ے اندر چونکہ چٹانوں کا رنگ بھی گہرا سیاہ تھا اس لئے اس سوراخ کے
ب جا کر ہی اندازہ ہوتا تھا۔

"میرے پیچھے آ جاؤ"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر
یک ایک کر کے وہ اس سوراخ میں داخل ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے
وراخ میں پانی بھرا ہوا تھا اس لئے وہ آسانی سے تیرتے ہوئے آگے
ھتے چلے گئے۔ کچھ دور آگے جانے کے بعد سوراخ اوپر کو اٹھنے لگا اور
ھوڑی دیر بعد صدیقی ایک تنگ سے قدرتی کریک میں پہنچ گیا یہاں
بھی پانی بھرا ہوا تھا اور دلیپ سنگھ یہاں موجود تھا۔

"یہ تھا وہ خفیہ راستہ جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ اب ہم اس
جزیرے کے تقریباً درمیان میں موجود ہیں"۔۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر پر دلیپ سنگھ
ی آواز سنائی دی۔

"لیکن ہم اوپر کیسے جائیں گے"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"اوپر چھت دیکھ رہے ہو۔ یہ باقاعدہ انسانی ہاتھ سے بنائی گئی ہے
اس کے اوپر ایک بڑا ہال ہے جسے یہ لوگ مرکزی تہہ خانہ کہتے ہیں
اس ہال میں لازماً اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہوں گی۔ اوپر جانے کے
راستہ صرف گٹر ہی ہو سکتا ہے۔ آؤ میرے پیچھے میں دکھاتا ہوں تمہیں
گٹر جہاں سے اوپر کا گندہ پانی اور گندگی نیچے پھینکی جاتی ہے"۔ دلیپ
سنگھ نے کہا اور پھر تیزی سے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحو
بعد واقعی انہوں نے اوپر چھت سے آتا ہوا ایک بڑا سا گول پائپ دیکھ
لیا جو آگے جا کر ذرا سا مڑ گیا تھا۔

"اوہ یہ پائپ تو خشک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اوپر والا ہال
استعمال نہیں کیا جا رہا ہے۔ بہرحال تم ایک ایک کر کے اس پائپ
کے ذریعے اوپر ہال میں پہنچ سکتے ہو۔ البتہ میں یہیں سے واپس چ
جاؤں گا کیونکہ میں شیام سنگھ کے ساتھ نہیں ٹکرانا چاہتا۔ اب آگے
تمہاری قسمت اگر تم اس لڑکی کو لے آنے میں کامیاب ہو جاؤ تو اس
راستے سے واپس میرے والے جزیرے پر پہنچ جانا۔ میں کل رات تک
تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تم آ گئے تو ٹھیک ورنہ سمجھوں گا کہ تم ان
لوگوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہو"...... دلیپ سنگھ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں اس بات کی فکر نہیں ہے کہ اگر ہم پکڑے گئے تو تمہارا
نام لے سکتے ہیں"...... صدیقی نے ایک سوال ذہن میں آتے ہی
پوچھا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں اتنا بڑا آدمی نہیں ہوں کہ
ئٹ واچ میں پہچان لیا جائے میں نائٹ واچ کا ایک معمولی سا
ہوں۔ یہ بہت بڑی تنظیم ہے اور اگر میں شناخت ہو بھی جاؤں
بھی شیام سنگھ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیونکہ نائٹ واچ اپنے
وں کا تحفظ کرتی ہے ہر لحاظ سے"...... دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔
"اوکے تم وہ آلہ مجھے دے دو جو ریز چیک کرنے والا ہے"۔ صدیقی
کہا۔
"نہیں سوری اب یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہ انتہائی قیمتی آلہ ہے اور
تم نے پکڑے جانے کی خود ہی بات کر کے میرے ذہن میں یہ
بھی پیدا کر دی ہے۔ اب تمہیں واپسی میں خود ہی اس سوراخ کو
کرنا ہو گا اچھا گڈ بائی وش یو گڈ لک"...... دلیپ سنگھ نے کہا
اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور پھر تیرتا ہوا وہ چند لمحوں بعد ہی
ئی نظروں سے غائب ہو گیا۔
"ویسے تمہاری ٹپ بے حد کامیاب رہی ہے صدیقی ہم یہاں تک تو
گئے ہیں اب آگے بھی کارروائی ہو جائے گی"...... چوہان نے کہا۔
"مجھے یہاں کے انتظامات دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے۔ مجھے تو یوں
س ہو رہا ہے کہ اس جزیرے پر اغوا شدہ لڑکیوں کی بجائے کوئی
ئی اہم دفاعی لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ ایسے انتظامات تو اسی
ت میں ہی کیے جاتے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔
"موجودہ دور کے مجرم حکومتوں سے بھی زیادہ باوسائل ہوتے ہیں

اب وہ پرانا دور نہیں رہا کہ مجرموں کے پاس صرف عام سی مشین
گنیں ہوں گی" ...... نعمانی نے کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔
" اس راستے سے ہم کتنی لڑکیاں نکال کر لے جا سکتے ہیں یہاں
نہیں تو ڈیڑھ دو سو لڑکیاں تو بہر حال ہوں گی" ...... صدیقی نے کہا۔
" تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم لڑکیوں کو اس راستے سے نکال
لے جاؤ۔ ہمیں اس جزیرے پر ہر صورت میں قبضہ کرنا ہے اس کے
ان لڑکیوں کو کسی جہاز میں بھر کر لے جانا ہوگا اس کے سوا اور ک
صورت نہیں ہے" ...... خاور نے کہا۔
" لیکن اگر ان کے بیرونی انتظامات اس قسم کے ہیں تو اوپر نجا
کس قسم کے انتظامات ہوں" ...... صدیقی نے کہا۔
" جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا اب ہم یہاں پہنچنے کے بعد واپس تو جا
سے رہے۔ میک اپ باکس ہمارے پاس موجود ہیں۔ سب سے
ہم اپنے قد و قامت کے افراد کو ختم کر کے ان کے میک اپ کریں
اس کے بعد باقی کارروائی بھی ہو جائے گی" ...... چوہان نے کہا۔
" او کے پھر یہ لباس ہمیں یہیں چھوڑ دینے چاہئیں اور ان لباسوں
چھپانا تو ایک طرف شاید اتارنے کی بھی مہلت نہ ملے" ...... صد
نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اس کی تائید کر دی اور تھوڑی دیر بعد
سب نے غوطہ خوری کے لباس اتارے اور انہیں ایک طرف دراڑ
کے اندر اس طرح ٹھونس دیا گیا کہ بوقت ضرورت انہیں وہاں
واپس بھی حاصل کیا جا سکے۔ البتہ سیاہ رنگ کے تھیلے ان کی پشت

ہوئے تھے۔ صدیقی نے بیلٹ سے بندھی ہوئی کمند اتاری۔
یہ کمند یہاں کام نہیں دے گی صدیقی کیونکہ اب پائپ کے
ن سے اوپر کیسے پہنچا جائے گا۔ یہاں شوٹنگ گن استعمال کرنی
ی اور وہ میرے تھیلے میں ہے" ...... چوہان نے کہا۔
تمہاری بات درست ہے نکالو گن" ...... صدیقی نے اثبات میں
تے ہوئے کہا اور کمند کو واپس بیلٹ سے باندھنے میں مصروف
۔ چوہان نے اپنی پشت پر بندھے تھیلے میں سے ایک چھوٹی سی
جس کے منہ پر ایک گول چوڑی ربڑ کی ویکیم پلیٹ نظر آ رہی
س نے گن کا رخ اوپر کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ شوں کی
، ساتھ ہی وہ ربڑ کی ویکیم پلیٹ تیزی سے اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔
، ساتھ ہی ایک باریک سی رسی منسلک تھی چند لمحوں بعد ٹھک
سنائی دی اور چوہان سمجھ گیا کہ ویکیم پلیٹ اوپر کسی چھت سے جا
، گئی ہے۔ یہ ہوا کے دباؤ کے اصول پر کام کرتی تھی۔
م پہلے اوپر جاؤ" ...... چوہان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن صدیقی
، بڑھاتے ہوئے کہا۔
م چلے جاؤ اس سے کیا فرق پڑتا ہے" ...... صدیقی نے کہا تو
نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اپنا ہاتھ اوپر اپنے سر کی طرف اٹھایا
رے ہاتھ سے اس نے گن کو پکڑ لیا۔ اب اس کے دونوں ہاتھ
ٹھے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر کو مخصوص انداز
یڈ پر دبایا تو ایک جھٹکے سے اس کے قدم زمین سے اٹھے اور پھر

وہ تیزی سے اوپر کو اٹھتا ہوا پائپ کے درمیان سے گزرتا چلا گیا۔ گ
رسی کو لپیٹتی ہوئی تیزی سے اور پوری فورس سے اوپر کو اٹھا رہی تم
اور اس میں اتنی فورس تھی کہ وہ چوہان کے جسم کو بھی ساتھ ا
اٹھائے لئے جا رہی تھی اسے شوٹنگ گن کہا جاتا ہے۔ چند لمحوں بع
چوہان کا جسم اس پائپ سے گزر گیا۔ اوپر چونکہ اندھیرا تھا اس ل
انہیں اس کا جسم اب نظر نہ آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اوپر ہلکے سے دھما
کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد چوہان کی آواز سنائی دی۔

" یہ ایک بڑا سا کمرہ ہے جو خالی ہے میں شوٹنگ گن نیچے پھینک ر
ہوں تم اوپر آ جاؤ"...... چوہان کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد
اس پائپ سے نیچے آتی دکھائی دی تو صدیقی نے اسے کیچ کر لیا۔

" پائپ سے ہٹ جاؤ"...... صدیقی نے کہا اور پھر اس نے گ
رخ اوپر کی طرف کر دیا ویکیم پلیٹ ایک بار پھر گن کے دہانے پر ا
رہی تھی۔ صدیقی نے ٹریگر دبایا تو شاں کی آواز کے ساتھ ہی پل
ایک بار پھر اوپر کو اٹھتی چلی گئی اور پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ
صدیقی کے ہاتھ کو جھٹکا لگا۔

" چلو نعمانی تم اوپر جاؤ"...... صدیقی نے گن نعمانی کے ہاتھ
دیتے ہوئے کہا اور پھر چوہان کی طرح نعمانی بھی اس گن کی مدد سے
اٹھتا ہوا پائپ میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد گن ایک بار پ
پھینکی گئی۔ صدیقی نے اسے کیچ کیا اور پہلی والی کارروائی ایک با
دوہرائی گئی اور اس بار صدیقی نے خاور کو اوپر بھیجا اور پھر سب سے

ہ خود بھی اس گن کی مدد سے اوپر پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا
روں کی طرف سے بند تھا۔ اس کے ایک طرف چھت تک پیٹیاں
ہوئی تھیں۔ ایک کونے میں دروازہ بھی تھا۔

ان پیٹیوں کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ اسلحے سے بھری ہوئی
...... صدیقی نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سائیلنسر لگے ریوالور نکال لو اب ایکشن کا آغاز ہو رہا ہے"۔
نے کہا اور پھر ان سب نے تھیلیوں میں سے سائیلنسر لگے
نکال کر ہاتھوں میں پکڑے اور صدیقی اس دروازے کی طرف
۔ اس نے دروازے کو کھولا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ صدیقی نے
سے سر باہر نکال کر جھانکا تو ایک راہداری سی نظر آئی جو ایک
سے بند تھی لیکن دوسری طرف ذرا آگے جا کر مڑ گئی تھی راہداری
ئی آدمی موجود نہ تھا۔ صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو باہر آنے کا
کیا اور پھر تیزی سے باہر راہداری میں آ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس
بھی باہر آ گئے۔ جہاں راہداری مڑ رہی تھی وہ لوگ وہاں پہنچ کر
گئے۔ صدیقی نے ایک بار پھر سر موڑ کر مڑتی ہوئی راہداری کی
دیکھا۔ یہ راہداری بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ صدیقی نے مڑ کر
ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ موڑ مڑ کر اس راہداری میں آ گئے
بھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک سرر کی تیز
ان کے آگے اور پیچھے دونوں اطراف میں گونجیں وہ تیزی سے
اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل

گئے کیونکہ ان کے پیچھے بھی راہداری ایک ٹھوس دیوار سے بند ہو
تھی اور آگے بھی دونوں اطراف میں دیواریں تھیں جو زمین سے نکل
چھت تک چلی گئی تھیں۔

"یہ کیا ہوا"...... چوہان نے کہا۔

"ہمیں مارک کر لیا گیا ہے دیواروں سے لگ جاؤ ہو سکتا ہے یہ
سے فائر کھولا جائے"...... صدیقی نے کہا اور وہ سب تیزی سے دیوار
کی طرف بڑھے اور پھر وہ دیواروں سے پشت لگا کر چمٹ سے گئے۔
لمحے چھت میں تقریباً آٹھ کے قریب خانے کھلے اور دوسرے لمحے
خانوں میں سے فائرنگ ہونے کی بجائے سرخ رنگ کی گیس
مرغولے سے نکلنے لگے۔

"سانس روک لو اور نیچے گر کر اس طرح ظاہر کرو جیسے ہم
گیس سے بے ہوش ہو گئے ہوں"...... صدیقی نے تیزی سے ک
اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روکا اور پھر ٹیڑھے میڑھے اندا
فرش پر گر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ و
سانس روکے پڑا ہوا تھا لیکن چھت سے نکلنے والی گیس کے مر
مسلسل نکلے چلے آ رہے تھے اور پھر چند ہی لمحوں میں گیلری کا
حصہ جس میں وہ سب فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ سرخ رنگ کی
سے بھر گیا مسلسل سانس روکنے کی وجہ سے صدیقی کا سینہ پھٹنے
قریب ہو گیا تھا اور آخر کار اس نے مجبور ہو کر آہستہ سے سانس ل
اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر جیسے اندھیرے نے شب خون ما

ی کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اس کا ذہن مکمل طور پر تاریکی
ڈوب گیا تھا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس
اس کے ذہن میں بھی روشنی کے نقطے سے پیدا ہونے لگ گئے اور
آہستہ یہ نقطے پھیلتے چلے گئے اور صدیقی کی آنکھیں کھل گئیں
چند لمحوں تک تو اسے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن ماؤف ہو
لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے حواس جاگ گئے اور اس کے ذہن
منظر فلم کی طرح چلنے لگا جب وہ گیلری میں مڑ کر آگے بڑھے تھے
سرر کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے آگے پیچھے دیواریں آ گئی
در پھر چھت سے سرخ رنگ کی گیس کے مرغولے سے نکلنے لگے
نے سانس روک رکھا تھا لیکن پھر آہستہ سے سانس لیتے ہی اس
تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری
جاگ اٹھا اس نے بے اختیار اپنے جسم کو سمیٹنا چاہا لیکن دوسرے
یہ محسوس کر کے چونک پڑا کہ وہ ایک چوڑی سی کرسی پر بیٹھا ہوا
اس کے جسم کو راڈز نے جکڑ رکھا تھا اس کے دونوں بازو کرسی
دؤں پر لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس نے سر گھما
ادھر دیکھا تو بے اختیار ایک طویل سانس اس کے منہ سے نکل
ایک خاصے بڑے کمرے میں لوہے کی بنی ہوئی کرسی پر راڈز میں
ا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں تھے۔
ے آخر میں نعمانی تھا جس کی ناک سے ایک نوجوان نے ایک
لک کی بڑی سی بوتل لگائی ہوئی تھی اس نوجوان کے جسم پر فوجی

کمانڈو جیسی یونیفارم تھی اور اس کی بغل میں ایک مشین گن لٹک
رہی تھی ۔ صدیقی کے ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان اور خاور دونوں ہوش
میں آنے کی کیفیات سے گزر رہے تھے ۔ اسی لمحے اس کمانڈو نے بوتل
نعمانی کی ناک سے ہٹائی اسے بند کیا اور واپس مڑا تو اس کی نظریں
صدیقی پر پڑ گئیں ۔

" تم پوری طرح ہوش میں آ گئے ہو ۔ تمہاری زندگی ختم ہونے والی
ہے اس لئے جو دعا چاہو مانگ لو "...... اس نوجوان نے سامنے موجو
دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" تمہارا تعلق فوج سے ہے "...... صدیقی نے حیرت بھرے لہ
میں کہا تو وہ نوجوان بے اختیار ہنس پڑا ۔

" ہاں میں کافرستانی فوج میں کمانڈو ہوں "...... اس نوجوان نے
مسکراتے ہوئے کہا ۔

" لیکن یہ تو سمگلروں کا اڈہ ہے یہاں فوج کا کیا کام ۔ کیا یہاں
فوج نے قبضہ کر لیا ہے "...... صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے
میں کہا تو وہ نوجوان مڑ کر صدیقی کی طرف بڑھ آیا ۔

" تم سمگلر ہو "...... نوجوان نے کہا ۔

" ظاہر ہے سمگلر ہی یہاں آ سکتے ہیں اور کسے ضرورت ہے
جزیروں میں بھٹکنے کی "...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" تم یہاں تک پہنچے کیسے "...... نوجوان نے کہا ۔

" سمگلروں کے لئے ہر جگہ پہنچنے کے بے شمار راستے ہوتے ہیں

بات کو چھوڑو اور مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا یعنی فوج کا یہاں کیا کام
...... صدیقی نے کہا ۔

" ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں خود ہی سب کچھ معلوم ہو جائے گا تم
تک زندہ ہی اسی لئے ہو کہ تم انتہائی پراسرار انداز میں یہاں پہنچ
ہو "...... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
سے مڑا اور دروازہ سے باہر نکل گیا ۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ
ہو گیا ۔

" یہ تو فوجی کمانڈو لگ رہا تھا اس کی یونیفارم بھی وہی ہے اور اس
نداز بھی فوجی کمانڈوز جیسا ہی ہے "...... اسی لمحے صدیقی کے ساتھ
ہوئے چوہان نے کہا ۔

" ہاں میں خود یہ دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں کہ یہاں تو فوجی کمانڈوز
مود ہیں جب کہ یہاں مجرموں کا اڈہ ہونا چاہئے "...... صدیقی نے

" ہمیں پہلے تو ان کرسیوں سے رہائی کے بارے میں سوچنا چاہئے "۔
ر نے کہا ۔

" ہاں کوشش کرو ہو سکتا ہے کسی کی ٹانگ عقبی پائے میں موجود
تک پہنچ جائے "...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
د بھی کوشش شروع کر دی لیکن اس کی ٹانگ پوری طرح مڑ کر پیچھے
ا رہی تھی کہ اچانک چوہان کی آواز سنائی دی ۔

" میرا پیر پہنچ گیا ہے لیکن یہاں کوئی بٹن نہیں ہے "...... چوہان

نے کہا۔

"لازمی ہوگا کوشش کرو"...... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے
کہ اس کا فقرہ پورا ہوتا اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک
فوجی کمانڈو اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر کیپٹن کے سٹار موجود
تھے اس کے پیچھے دو سپاہی کمانڈو تھے ان دونوں کے کاندھوں سے
مشین گنیں لٹک رہی تھیں ان میں سے ایک تو وہی نوجوان تھا
ابھی کمرے سے باہر گیا تھا اور جس نے صدیقی کے ساتھ باتیں کی تھیں

"کون ہو تم اور یہاں اندر کس طرح پہنچ گئے ہو"...... کیپٹن
انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ کیپٹن تاکہ ہمیں صحیح طور پر اندازہ ہو
کہ ہم کس سے بات کر رہے ہیں"...... صدیقی نے بڑے بااعتماد
میں کہا۔

"میرا نام کیپٹن شیر سنگھ ہے اور میں کانچی پورم جزیرے
اسسٹنٹ کمانڈر ہوں"...... کیپٹن شیر سنگھ نے تیز اور سخت لہجے میں
کہا۔

"کمانڈر کون ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کمانڈر کرنل پردیپ ہیں"...... کیپٹن شیر سنگھ نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق واقعی فوج سے ہے یا تم نے صرف کمانڈوز یونیفارم
پہن رکھی ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہمارا تعلق کافرستان آرمی سے ہے"...... کیپٹن شیر سنگھ نے جواب

ے کہا۔

لن ہمیں تو یہی معلوم تھا کہ اس جزیرے پر کافرستان کے ایک
وپ نے لڑکیاں اغوا کر کے رکھی ہوئی ہیں ہم تو ان لڑکیوں کو
ے لے جانے کے لئے آئے تھے لیکن یہاں فوج کو دیکھ کر تو مجھے
ماس ہو رہا ہے کہ یہاں کوئی فوجی کارروائی ہو رہی ہے جب کہ
ج سے تو کوئی جھگڑا نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

نہارا تعلق کس گروپ سے ہے"...... کیپٹن شیر سنگھ نے

م بھی اسی طرح کے مجرم ہیں جس طرح کا مجرم شیام سنگھ ہے۔
اس سے کاروباری مخالفت ہے اور ہم بھی لڑکیاں اغوا کر کے
فروخت کرتے ہیں اور ہم ایک دوسرے کے خلاف مخالفانہ
یاں کرتے رہتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس بار شیام سنگھ
ں اچھا مال بھر لیا ہے لیکن آپ لوگوں کو یہاں دیکھ کر تو مجھے
، ہو رہا ہے کہ یہ سب باتیں غلط ہیں یہ جزیرہ تو فوج کے قبضے
، اور فوج سے ہمارا کیا جھگڑا ہو سکتا ہے۔ ہم واپس جانے کے
رہیں ہمیں معافی دلوا دو"...... صدیقی نے کہا۔

ہلے تم یہ بتاؤ گے کہ تم اس قدر زبردست انتظامات کے باوجود
ت پہنچ کیسے"...... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا۔

ر تم ہمیں واپس بھجوانے کا وعدہ کر لو تو ہم یہ راز بھی بتانے کے
رہیں کیونکہ ہم فوج سے کچھ نہیں چھپانا چاہتے"...... صدیقی نے

کہا۔

"چلو ٹھیک ہے تمہیں واپس بھجوا دیا جائے گا۔ تفصیل بتاؤ"...... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا۔

"کرنل پردیپ وعدہ کرے تب میں زبان کھولوں گا"...... صد نے کہا۔

"کرنل پردیپ اس وقت یہاں موجود نہیں ہے۔ اس وقت یہ کمانڈر ہوں اور یہ بھی سن لو کہ میں چاہوں تو تمہیں ایک لمحے میں ہلاک کیا جا سکتا ہے اس لئے اپنی جانیں بچا لو"...... کیپٹن شیر سنگھ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم لوگ مرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں کیپٹن شیر سنگھ ا یہ بھی بتا دوں کہ ہم یہاں سے زندہ واپس چلے گئے تو پھر ادھر کا کوئی مجرم نہیں کرے گا کیونکہ سب کو بتا دیا جائے گا کہ اب کا پورم جزیرے پر شیام سنگھ کا نہیں بلکہ فوج کا قبضہ ہے لیکن اگر واپس نہ گئے تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ شیام سنگھ نے ہمیں ہلاک کر ہے اور پھر اس کے بعد ہمارا پورا گروپ ہمارا انتقام لینے کے جزیرے پر چڑھ دوڑے گا اور تم جانتے ہو کہ اس طرح نقصان فو بھی ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم دشمن فوجوں سے نہیں ڈرتے تو مجرموں سے کیا ڈریں گے۔ بولو بتاتے ہو یا نہیں"...... کیپٹن شیر سنگھ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تم ہمیں گولی مار دو۔ معاملہ ختم۔ اگر تم میں ہم مجرموں

بھی نہیں ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... صدیقی نے منہ تے ہوئے کہا۔

تم کرنل پردیپ کے سامنے کیوں یہ سب بتانا چاہتے ہو"۔ ن شیر سنگھ نے صدیقی کا جواب سن کر قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ کمانڈر سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم تمہیں کچھ بتا دیں اور تم وعدہ بھی کر لو لیکن بعد میں تمہارا کمانڈر نہ مانے بھی اس کے سامنے مجبور ہو جاؤ گے جب کہ کمانڈر وعدہ کرے گا تو سے خود ہی پورا کر سکتا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

مجھے تو تم اپنی باتوں سے مجرم نہیں لگتے۔ بڑی گہری باتیں کرتے ...... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

تمہارے ذہنوں میں ابھی تک یہ نظریہ موجود ہے کہ مجرم ان پڑھ جاہل ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ نظریہ موجودہ دور میں ختم ہو چکا ہے جرائم بھی صنعت کا درجہ حاصل کر چکے ہیں یہ بھی باقاعدہ بزنس چکا ہے۔ اگر تم یقین کرو تو میں تمہیں بتا دوں کہ میں نے منالوجی میں ماسٹر ڈگری لی ہوئی ہے"...... صدیقی نے کہا تو کیپٹن سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"کرمنالوجی میں ماسٹر ڈگری اور پھر مجرم بھی ہو تمہیں تو پولیس ہونا چاہئے تھا"...... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا تو صدیقی ہنس پڑا۔

"اگر حکومتیں نوجوانوں کے باعزت روزگار پر توجہ دیں تو نوجوان ں جرائم کی دنیا میں داخل ہوں۔ یہ سب کچھ مجبوراً ہوتا ہے اور

"جب ایک بار کوئی نوجوان جرائم کی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر وہ
اس سے مر کر ہی باہر جا سکتا ہے۔ یہ دلدل ہے دلدل"...... صدیقی
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر تمہیں چند گھنٹے اسی طرح گزارنے پڑیں گے۔
کرنل پردیپ چند گھنٹوں بعد ہی آئیں گے پھر تم سے بات ہو گی"۔
کیپٹن شیر سنگھ نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنے
ساتھیوں کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔

"کوشش دوبارہ کرو چوہان اب ہمیں کچھ وقت مل گیا ہے"۔
صدیقی نے کہا۔

"کر رہا ہوں"...... چوہان نے کہا۔

"صدیقی یہ سب چکر کیا ہے فوجی کمانڈوز کی یہاں موجودگی واقعی
حیرت انگیز ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"جس قسم کے یہاں انتظامات تھے اس سے مجھے پہلے ہی شک پڑ رہا
تھا لیکن اب ان کمانڈوز کو دیکھ کر یہ شک یقین میں بدل گیا ہے۔
یہاں لڑکیوں کے دھندے کے علاوہ کافرستان کی کوئی خاص فوجی
لیبارٹری یا اسلحے کا سٹور وغیرہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ شیام سنگھ نے اس
کرنل پردیپ سے بالا ہی بالا گٹھ جوڑ کر رکھا ہے یہاں لڑکیاں اکٹھی کر
کے نیلام کر دی جاتی ہوں گی اس کا حصہ کرنل پردیپ کو بھی جاتا ہو گا
اور فوجی یونٹ کے وجہ سے یہ جگہ انتہائی محفوظ بھی سمجھی جاتی ہو گی"۔
صدیقی نے کہا۔

رسی کے عقبی دونوں پایوں میں کسی قسم کا کوئی بٹن نہیں ہے
امیں نے پوری تسلی کر لی ہے"...... چوہان نے کہا تو صدیقی کے
پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔

یہاں کوئی ایسا سوئچ پینل بھی تو نظر نہیں آ رہا جسے دیکھ کر یہ
ں ہو کہ راڈز کا تعلق اس سے ہو گا"...... صدیقی نے ہونٹ
، ہوئے کہا اور پھر وہ اس بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ دروازہ
ر وہی نوجوان اندر داخل ہوا جس نے انہیں ہوش میں لانے کی
ئی کی تھی۔ اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور پھر سیدھا صدیقی
ب بڑھتا چلا آیا۔

لیا تم واقعی مجرم ہو"...... اس نے سرگوشی کے انداز میں صدیقی
اطب ہو کر کہا۔

تمہارا کیا خیال ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یرا خیال ہے کہ تم مجرم نہیں ہو بلکہ تمہارا تعلق سیکرٹ ایجنسی
،"...... اس نوجوان نے کہا۔

ں خیال کی وجہ"...... صدیقی نے کہا۔

یں نے کچھ عرصہ ملٹری انٹیلی جنس میں کام کیا ہے اس کے بعد
نڈو فورس میں بھیج دیا گیا تھا اس لئے مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ
اور مجرموں کے درمیان کیا فرق ہوتا ہے"...... اس نوجوان
ب دیتے ہوئے کہا۔

ہارا نام کیا ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"میرا نام کاشل ہے"...... نوجوان نے جواب دیا۔
"اگر ہم یہ کہیں کہ تمہارا خیال درست ہے تو پھر تم کیا کرو گے"
صدیقی نے کہا۔
"پہلے تم قسم کھا کر بتاؤ۔ پھر میں تمہیں اپنی بات بتاؤں گا اور ہو
سکتا ہے کہ اس میں تمہارا فائدہ ہو جائے"...... کاشل نے کہا۔
"پہلے تم قسم کھاؤ کہ تم ہماری حقیقت کسی اور کو نہیں
گے"...... صدیقی نے کہا تو کاشل بے اختیار چونک پڑا۔ اس
آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی اور پھر اس نے جلدی سے ہاتھ اٹھا
فوجی انداز میں قسم کھالی۔
"تو پھر میں بھی قسم کھا کر تمہیں بتاتا ہوں کہ ہمارا تعلق ای
انتہائی سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔ اس ایجنسی کا تعلق براہ راست سر
مملکت سے ہے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو۔ یہاں تو واقعی لڑکیوں
نیلامی ہوتی ہے"...... کاشل نے کہا۔
"یہی تو ہم نے معلوم کر کے صدر صاحب کو رپورٹ دینی
صدر صاحب کو مسلسل شکایات مل رہی ہیں کہ اس جزیرے
مجرموں اور فوج کا پراسرار گٹھ جوڑ ہو رہا ہے۔ صدر صاحب ی
چاہتے کہ مجرموں اور فوج کے درمیان کسی قسم کا گٹھ جوڑ
صدیقی نے اپنے آئیڈیئے کے تحت بات کرتے ہوئے کہا۔
"تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ اس جزیرے

لڑکیاں اغوا کر کے اکٹھی کی گئی ہیں۔ پورا مہینہ یہاں کافرستان
وسرے ممالک سے لڑکیاں اکٹھی کر کے رکھی جاتی ہیں اور ہر
میں ایک بار یہاں منڈی لگتی ہے۔ منڈی کی تاریخ طے ہونے
ندرہ دن پہلے کمانڈوز کا سپیشل سیکشن یہاں آکر چارج سنبھال لیتا
ہم اپنے ساتھ انتہائی جدید ترین حفاظتی آلات بھی لے آتے ہیں۔
وئی دوسرا مجرم یا گروپ یہاں مداخلت نہ کر سکے۔ جب منڈی کا
ختم ہو جاتا ہے اور لڑکیاں فروخت کر دی جاتی ہیں تو پھر ہم
چلے جاتے ہیں اور اس کام میں ہمیں کثیر رقومات مل جاتی ہیں اور
اکام انتہائی خفیہ طریقے سے ہوتا ہے۔ سپیشل سیکشن میں صرف
شامل کیا جاتا ہے جو باقاعدہ راز داری کا حلف دے اور یہ سارا
دراصل جنرل شرما کا ہے۔ کمانڈو فورس کے سربراہ جنرل
...... کاشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
جنرل شرما خود یہاں آتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔
وہ صرف منڈی والے روز صبح سویرے آتا ہے اور یہاں سے اپنی
لے دو یا تین لڑکیاں چھانٹ کر انہیں ساتھ لے کر واپس چلا جاتا
وہ حد درجہ عیاش فطرت آدمی ہے۔ اس کے جانے کے بعد غیر ملکی
ملکی بیوپاری آتے ہیں۔ جو لڑکیاں پسند کرتے ہیں ہر لڑکی کو
عدہ نمبر الاٹ کیا جاتا ہے جو اس کے بازو پر گندھا ہوا ہوتا ہے۔ پھر
حکومت میں خفیہ طور پر ہر لڑکی کی باقاعدہ بولی ہوتی ہے۔ پھر جو جو
نمبر کی لڑکی کو خرید لیتا ہے وہ لڑکی اس کے ساتھ بھجوا دی جاتی ہے

ہر ماہ اس طرح کروڑوں کا کاروبار ہوتا ہے اور اس کا باقاعدہ حصہ جنرل
شرما کو بھی ملتا ہے اور ہمیں بھی"...... کاشل نے جواب دیا۔

" لیکن فوج کو اس کاروبار میں شامل کرنے کی کیا ضرورت
ویسے بھی تو یہ کاروبار ہو سکتا تھا آخر دوسرے مجرم گروپ بھی تو
دھندہ کرتے رہتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

" یہ دھندہ بہت بڑے پیمانے پر ہوتا ہے اور خطرہ رہتا ہے
دوسرے گروپ حملہ کر کے منڈی لگنے سے پہلے ہی لڑکیاں چھین کر
چلے جائیں اس لئے فوج یہاں لڑکیوں کی حفاظت کے لئے تعینات
جاتی ہے جب لڑکیاں فروخت ہو جاتی ہیں تو فوج کا کام بھی ختم ہو
ہے"...... کاشل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب جب کہ تمہیں ہم نے سب کچھ بتا دیا ہے اور تم نے
تفصیل بتا دی ہے تو اب تم ہماری کیا مدد کر سکتے ہو اور کیوں
چاہتے ہو کھل کر بات کرو"...... صدیقی نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ بتا دوں کہ کرنل پردیپ انتہائی سخت آدمی۔
اس نے تمہیں ہر صورت میں گولیوں سے اڑا دینا ہے اور تمہار
لاشیں بھی غائب کر دینی ہیں کیونکہ تمہاری زندگی یا واپسی کیا مطلب
ہے کہ اس سارے کھیل کا اوپر والوں کو علم ہو جائے گا اور سب
آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ختم ہو جائے گا۔ کیپٹن شیر سنگھ نے
لئے تمہیں زندہ رکھا ہوا ہے کہ یہاں کے تمام حفاظتی آلات کا انچ
وہ ہے اور تمہارے یہاں اس طرح اچانک پہنچ جانے کا مطلب ہے

ے انتظامات میں خامی ہے اس لئے وہ اس خامی کو جانتا چاہتا ہے
ے بعد وہ بھی تمہیں زندہ رکھنے کا قائل نہیں ہے لیکن میں تمہیں
سے زندہ واپس بھجوا سکتا ہوں اس شرط پر کہ تم اپنے چیف سے
مجھے کمانڈو سیکشن سے واپس ملٹری انٹیلی جنس میں بھجوا دو"۔
نے کہا۔

م اس سیکشن کو کیوں چھوڑنا چاہتے ہو جب کہ یہاں تمہیں تنخواہ
ہ کثیر آمدنی بھی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

ں لئے کہ میری ایک چھوٹی بہن ہے وہ اب جوان ہو چکی ہے مجھے
ی خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی مجرم کے ہاتھ چڑھ کر یہاں نہ پہنچ
۔ وہ بے حد خوبصورت ہے اور انتہائی بھولی بھالی ہے اور چند ماہ
کی شادی ہے۔ شادی ہونے کے بعد وہ اپنے خاوند کے ساتھ
ملک چلی جائے گی پھر میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ ویسے مجھے اس
وبار سے دلی نفرت ہے لیکن مجبور تھا کہ اگر میری بہن یہاں پہنچ
میں اسے چھڑوا سکوں"...... کاشل نے جواب دیا۔

نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ یہاں جو شریف لڑکیاں آتی ہیں ان
نو تمہاری طرح کے بھائی ہوں گے اور بے بس ہوں گے"۔
نے کہا۔

میں اکثر سوچتا ہوں لیکن میں مجبور ہوں میں اکیلا کچھ بھی
سکتا یہ اتنا بڑا سیٹ اپ ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔
کہا۔

"مجرموں کا سیٹ اپ چاہے جتنا بھی بڑا ہوا سے بہر حال ختم کیا
سکتا ہے بشرطیکہ ایسا کرنے والے یہ جذبہ رکھتے ہوں۔ اگر تم ہمارا
دلی طور پر مدد کرو تو ہم اس پورے سیٹ اپ کو جڑ سے اکھاڑ سکتے ہیں
اور پھر کسی بھائی کی بہن اور کسی باپ کی بیٹی اغوا ہو کر فروخت نہیں
ہو گی"...... صدیقی نے کہا۔

"کیا واقعی تم ایسا کر سکتے ہو لیکن مجھے تو بہر حال گولی مار دی جا
گی میں نے تو فوج میں ہی رہنا ہے"...... کاشل نے ہچکچاتے ہو
کہا۔

"تمہیں شاید کافرستان کا سب سے بڑا ایوارڈ مل جائے اور اگر نہ
ملا تو یہ بات طے ہے کہ تمہیں ہماری ایجنسی میں بڑا عہدہ دیا جا
گا"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ نجانے کیوں میرا دل کہہ رہا ہے کہ تم لوگ جو
کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ ٹھیک ہے میں تمہیں رہا کر دیتا ہوں تم یہاں
سے نکل جاؤ"...... کاشل نے کہا۔

"نہیں اس طرح تم پھنس جاؤ گے ہم یہاں کا سارا سیٹ اپ
کر کے جائیں گے اس طرح نہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن کس طرح یہاں تو بڑے سخت ترین انتظامات ہیں جیسے
تم اس کمرے سے باہر نکلو گے چیکنگ مشین پر لگا ہوا آلہ تمہیں مار
کر لے گا اور پھر ایک لمحے میں یا تو تمہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے
بے ہوش کر کے دوبارہ پکڑ لیا جائے گا"...... کاشل نے کہا۔

بھی تم خود کہہ رہے تھے کہ ہم فرار ہو جائیں اور اب کہہ رہے ہو
ں سے نکلتے ہی ہم مارک ہو جائے گے"...... صدیقی نے کہا۔

س کے لئے تو مجھے چیکنگ مشین کا فیوز اڑانا پڑتا۔ جب تک
ٹھیک ہوتا تم یہاں سے نکل جاتے اور میں کہہ دیتا کہ میں تو
ایا ہی نہیں"...... کاشل نے کہا۔

تم ہمیں رہا کرو اور فیوز اڑا دو اس کے بعد ہم جانیں اور ہمارا کام
حال ہمارے سامنے نہ آنا البتہ تمہیں صرف ایک کام کرنا ہو گا کہ
اس ساری مشینری کے کنٹرول روم تک لے جانا ہو گا"۔ صدیقی

جو تم سوچ رہے ہو ایسا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اوپر ایک سو
کمانڈو موجود ہیں اور یہ سب اس قدر تربیت یافتہ ہیں کہ تمہیں
لمحہ میں ہلاک کر دیں گے"...... کاشل نے کہا۔

منڈی کب ہوتی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

کل صبح جنرل شرما آئے گا پھر دوپہر کو ایجنٹ آئیں گے اور پچھلے پہر
ں یہاں سے نکال لی جائیں گی۔ رات کو یہ جزیرہ خالی ہو چکا ہو گا۔
بھی واپس چلی جائے گی اور لڑکیاں بھی"...... کاشل نے جواب

لڑکیاں یہاں سے اکٹھی لے جائی جائیں گی یا علیحدہ علیحدہ"...... س
نے پوچھا۔

س کا طریقہ کار یہ ہے کہ تمام لڑکیوں کو یہاں سے ایک بڑے

جہاز میں سوار کر کے بین الاقوامی سمندر میں لے جایا جاتا ہے وہاں تا
گاہکوں کے لپنے لپنے سٹیمر اور جہاز موجود ہوتے ہیں پھر ان خرید
ہوئی لڑکیوں کو اس بڑے جہاز سے اتار کر ان کے ساتھ ان ۔
جہازوں یا سٹیمروں میں پہنچا دیا جاتا ہے"...... کاشل نے کہا۔

" یہ جہاز کس وقت جاتا ہے اور کہاں جاتا ہے"...... صدیقی ۔
پوچھا۔

" کل رات کو نو بجے جب اندھیرا گہرا ہو جائے گا تب یہاں ۔
جہاز بھرا جائے گا اور دس بجے روانہ ہو جائے گا اور پھر شمال کی طر
بین الاقوامی سمندر میں جا کر کسی جگہ رکتا ہے مجھے پوری طرح معلو
نہیں البتہ اس جہاز کی باقاعدہ کمانڈو حفاظت کرتے ہیں اور بحریہ ۔
افسر بھی ساتھ ہوتے ہیں اس لئے وہ اس ساری کارروائی کو نظر انداز
رہے ہیں"...... کاشل نے کہا۔

" کسی خاص جگہ کا تمہیں علم نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" میں کبھی ساتھ نہیں گیا کیونکہ لڑکیاں اس وقت بری طرح ر
رہی ہوتی ہیں ۔ میرا دل برداشت نہیں کرتا ۔ بہرحال یہ سنا ہے کہ بین
الاقوامی سمندر میں کوئی چھوٹا سا جزیرہ ہے جسے اندر ناتھ کہا جاتا ہے و
یہ سارا ٹرانسفر وہیں ہوتا ہے یا اس کے قریب ہوتا ہے"...... کاشل
نے جواب دیا۔

" او کے پھر ٹھیک ہے تم ہمیں رہا کر دو اور ہماری یہاں سے
میں مدد کرو ۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے اور ہمارا وعدہ کہ تمہا

تھ کیا ہوا وعدہ بہرحال پورا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں باہر جا کر تمہاری کرسیوں کے راڈز آف کرتا ہوں
کا سسٹم دروازے سے باہر لگا ہوا ہے اور پھر جا کر فیوز اڑاتا ہوں ۔
کے بعد میں یہاں آؤں گا اور تمہیں ساتھ لے کر راہداری میں جاؤں
ماں سے تمہیں پکڑا گیا ہے اس کے بعد تم چلے جانا میں واپس اپنی
ئی پر چلا جاؤں گا"...... کاشل نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا
ور کاشل تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا اور دوسرے
کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے جسموں کے گرد موجود راڈز
ب ہو گئے اور وہ سب ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے ۔

" کیا تم واقعی یہاں سے واپس چلے جاؤ گے"...... چوہان نے کہا۔

" ہاں ہمارا مقصد لڑکیوں کو چھڑوانا ہے اور یہاں کی بجائے یہ کام
ادہ آسانی سے اس اندر ناتھ جزیرے کے قریب ہو سکتا ہے یہاں
روائی سے یہ لڑکیاں یقیناً موت کے گھاٹ اتر جائیں گی"۔ صدیقی
کہا تو باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

سیاہ رنگ کی کار جس کے سامنے سیکرٹ سروس کا مخصوص جھنڈا
لہرا رہا تھا تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا
رہی تھی جس میں کمانڈو فورس کے جنرل شرما کی رہائش گاہ تھی
ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران شاگل کے
میک اپ میں اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ عقبی سیٹ خالی تھی۔ کالونی کے آغاز
سے پہلے ایک فوجی چیک پوسٹ تھی۔ ٹائیگر نے کار چیک پوسٹ کے
قریب جا کر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس
کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں چیک پوسٹ کا انچارج کیپٹن موجود تھا۔
"چیف آف سیکرٹ سروس تشریف لائے ہیں وہ جنرل شرما سے
ملاقات کے لئے جا رہے ہیں"...... ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہی سر
لہجے میں کہا۔
"یس سر ان کا خصوصی کارڈ تیار ہے سر۔ ہمیں اوپر سے احکامات مل

ہیں"...... کیپٹن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور دراز
یک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔
"جنرل صاحب کو اطلاع تو نہیں دی گئی"...... ٹائیگر نے پوچھا۔
"نو سر جیسے حکم دیا گیا تھا ویسے ہی کیا گیا ہے"...... کیپٹن نے
ب دیتے ہوئے کہا۔
"او کے آپ ایک سپاہی ساتھ بھیج دیں تاکہ وہ ہمیں ان کی کوٹھی
چھوڑ آئے"...... ٹائیگر نے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔
"یہ سپاہی آپ کے ساتھ جائے گا سر"...... کیپٹن نے ایک طرف
ے ہوئے سپاہی سے کہا۔
"یس سر"...... اس سپاہی نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ
ہ ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔
اس کے پیچھے تھا۔ ٹائیگر نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور سپاہی کو
سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو سپاہی نے عمران کو جو شاگل بنا ہوا
ھا بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ مارا اور خاموشی سے لیکن انتہائی
نہ انداز میں عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی ہرڈل راؤ
یا تھا۔ کالونی بے حد وسیع و عریض تھی اور اس میں بنی ہوئی
ں گو ایک ہی انداز کی تھیں لیکن انتہائی وسیع و عریض اور
تھیں۔ سپاہی کی رہنمائی میں وہ کافی دیر تک کالونی کے اندر
سڑکوں پر گھومنے کے بعد آخر کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے

پہنچ گئے ۔ ٹائیگر نے سپاہی کو واپس جانے کا کہا اور وہ سلام کر کے تیزی
سے واپس مڑ گیا۔

"کال بیل بجاؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ستون
پر لگے ہوئے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک
کھلا اور ایک یونیفارم پہنے ہوئے فوجی باہر آیا۔ وہ انتہائی حیرت سے
عمران کی کار اور ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

"جنرل صاحب سے ملاقات کے لئے سیکرٹ سروس کے چ
تشریف لائے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مم مگر جنرل صاحب کو تو اطلاع ہی نہیں ہے ورنہ وہ مجھے ض
اطلاع دیتے"...... سپاہی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے چیف پیشگی اطلاع نہیں دیا کرتے پھا
کھولو"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر"...... سپاہی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں
تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا تو ٹائیگر واپ
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے کار آگے بڑھا دی ۔ پور
سفید رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی جس پر فوجی نشانا
پلیٹیں لگی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے کار پورچ میں لے جا کر کھڑی
تو عمران دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا ہو سکتا ہے کہ یہ شاگل سے واقف
اس کا دوست ہو"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹا

بات میں سر ہلا دیا۔ وہی فوجی پھاٹک بند کر کے واپس آیا۔
لیئے جناب ادھر ڈرائنگ روم میں جناب"...... سپاہی نے عمران
وٹ مارتے ہوئے کہا جو گردن اکڑائے اس طرح ادھر ادھر دیکھ
ا اور اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے جنرل شرما پر
آ رہا ہو کہ وہ ایسی عام سی کوٹھی میں رہ رہا ہے ۔ چند لمحوں بعد
انہیں ایک وسیع لیکن انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے
ے روم میں بٹھا کر واپس چلا گیا۔ ڈرائنگ روم میں جنرل شرما کی
دم تصاویر بھی لگی ہوئی تھیں ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک
ر اور ٹھوس جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ۔ اس کے جبڑے باہر کو
وئے تھے اور سر کنپٹیوں والے حصوں سے اندر کی طرف دبا ہوا
چھوٹے چھوٹے بال اوپر کو اٹھے ہوئے تھے ۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں
سانپ کی سی چمک تھی ۔ ٹھوڑی کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ حد
ظالم اور بے رحم فطرت کا آدمی ہے۔

یف آف سیکرٹ سروس اور یہاں میری کوٹھی میں اور اس طرح
، کیا مطلب"...... اس آدمی نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی
بھرے انداز میں عمران اور ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس
وں میں تجسس تھا اور اس کا انداز دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ اس
شاگل سے ٹکراؤ نہیں ہوا۔ اس لئے وہ اسے پہچان ہی نہیں سکا
جناب شاگل چیف آف سیکرٹ سروس"...... ٹائیگر نے عمران
ے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ ہیں آپ کی تعریفیں تو میں نے بہت سن رکھی ہیں لیکر
آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہو سکی ۔ آپ کی اس طرح اچانک آمد ۔
مجھے حیران کر دیا ہے"...... جنرل شرما نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں
کہا اور اس طرح مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جیسے کسی بے تکلف
دوست کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جاتا ہے۔

"کیپٹن چندر"...... عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھانے ک
بجائے بڑے نخوت بھرے انداز میں ٹائیگر سے مخاطب ہوا۔

"یس سر"...... ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جنرل شرما سے میری طرف سے مصافحہ کرو۔ انہیں شاید معلو
نہیں کہ قانون کے مطابق چیف آف سیکرٹ سروس صرف صدر ا
وزیراعظم سے مصافحہ کر سکتا ہے اور کسی سے نہیں"...... عمران ۔
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں میں کمانڈو فورس کا جنرل ہوں ۔ آپ
کیا سمجھتے ہیں"...... جنرل شرما نے عمران کی بات سن کر ایک
سے ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شدید برہمی
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جنرل شرما میرے نزدیک تم ایک معمولی سپاہی سے زیادہ
نہیں رکھتے سمجھے ۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں میں چاہوں
ایک لمحے میں تمہیں تمہارے عہدے سے معزول کر کے زندہ
اتار دوں ۔ تم سیکرٹ سروس کے چیف کو کیا سمجھتے ہو ۔

بال ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف ٹٹ پونجیا ہے کہ تم جیسے جنرلوں
ے ہاتھ ملاتا پھرے گا"...... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا تو غصے
شدت سے جنرل شرما کا چہرہ یکلخت آگ کی طرح تپ اٹھا۔ اس کی
ھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

"آپ میری ہی کوٹھی میں اور میری اس طرح توہین کر رہے ہیں ۔
بھی سی این سی سے بات کرتا ہوں"...... جنرل شرما نے غصے سے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ ورنہ چیف آف سیکرٹ سروس پر اس طرح
ؤٹ کرنے کی سزا موت ہو سکتی ہے۔ بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تمہارا
نڈو سیکشن کانچی پورم جزیرے پر کیا کر رہا ہے"...... عمران نے
تے ہوئے کہا تو جنرل شرما بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر
ئی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کانچی پورم جزیرے پر کیا مطلب کس جزیرے کی بات کر رہے
آپ"...... جنرل شرما نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے
ئے کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ جنرل شرما میں سرکاری ڈیوٹی پر ہوں ۔ تم
، دوستانہ ملاقات کرنے نہیں آیا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کمانڈو
شن کسی جزیرے پر کارروائی کر رہا ہے جب کہ پاکیشیا سیکرٹ
اس کا ایجنٹ علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کارروائی میں
لت کرنے کے لئے یہاں کافرستان پہنچا ہوا ہے"...... عمران نے

سرد لہجے میں کہا تو جنرل شرما نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب کرسی پر بیٹھ گیا تھا کچھ دیر تک تو وہ بیٹھا اپنے آپ کو نارمل کرتا رہا اس کی آنکھیں سکڑ سی گئی تھیں اور عمران اس کا یہ انداز دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس انداز میں آنکھیں سکیڑنے کا مطلب تھا کہ جنرل شرما اپنے ذہن میں کوئی ایسی کہانی تیار کر رہا ہے جس سے چیف آف سیکرٹ سروس کو مطمئن کیا جا سکے۔

" مجھے کسی عمران یا اس کے ساتھیوں کے بارے تو علم نہیں ہے البتہ سمندر میں کئی جزیرے ایسے ہیں جہاں کمانڈوز اپنی مخصوص کارروائیاں کرتے رہتے ہیں انہیں آپ مشقیں کہہ لیں ۔ آپ کس جزیرے کی بات کر رہے ہیں "...... جنرل شرما نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

" کافرستانی سمندر کے اندر کانجی پورم جزیرہ جہاں اغوا شدہ لڑکیوں کی منڈی لگتی ہے اور کل یہ منڈی لگنی ہے "...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جنرل شرما ایک بار پھر چونک پڑا۔

" لڑکیوں کی منڈی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ یہ کیسے ممکن لڑکیوں کی منڈی کیا مطلب یہ لڑکیاں بھیڑ بکریاں تو نہیں ہے جن منڈی لگائی جائے "...... جنرل شرما نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے گو اس کا انداز مصنوعی تھا لیکن عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں دیا۔

" مجھے یہی اطلاع ملی تھی ۔ تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس

ت غلط نہیں ہوتیں اس لئے میں نے فوری تم سے ملاقات کرنا سمجھا۔ میں چاہتا تو تمہیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر بلوا کر سے بات کر سکتا تھا لیکن میں نے تمہیں عزت دی ہے کہ میں کر یہاں آگیا ہوں "...... عمران نے کہا۔

آپ کی مہربانی "...... جنرل شرما نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اس جزیرے پر آپ کی فورس مشقیں کر رہی ہے "...... عمران

ں ہاں "...... جنرل شرما نے جواب دیا۔

ون انچارج ہے وہاں "...... عمران نے پوچھا۔

کرنل پردیپ "...... جنرل شرما نے جواب دیا۔

پ وہاں خود جاتے رہتے ہیں "...... عمران نے کہا۔

ہاں اکثر چیکنگ کے لئے جانا پڑتا ہے "...... جنرل شرما نے کہا۔

کرنل پردیپ سے بات کیجئے اور اسے کہیے کہ آپ کافرستان سروس کے چیف سمیت ابھی اور اسی وقت جزیرے پر پہنچ رہے میں خود جا کر حالات کا معائنہ کر سکوں "...... عمران نے کہا۔

ں وقت رات کو اس کی کیا ضرورت ہے "...... جنرل شرما نے

میں کہہ رہا ہوں وہ کریں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سیکرٹ کے مشنز میں دن رات کا فرق نہیں دیکھا جاتا "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" لیکن اس وقت وہاں کیسے جائیں گے۔ فوجی ہیلی کاپٹر پہلے تیا
کرانا پڑتا ہے انتظامات کرنا پڑتے ہیں"...... جنرل شرما نے ٹالنے
والے لہجے میں کہا۔
" کہاں سے فوجی ہیلی کاپٹر آپ لیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔
"فوجی ہوائی اڈے سے"...... جنرل شرما نے جواب دیا۔
" آپ فوجی اڈے پر کال کر کے انہیں کہیں کہ وہ ہیلی کاپٹر یہا
آپ کی کوٹھی پر بھیج دیں۔ چلیں جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کریں
عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
" سوری جناب یہ سب کچھ ضابطے کے تحت ہوتا ہے اس
نہیں ہوتا جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اس لئے سوری"......
جنرل شرما نے سرد لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
" کیپٹن چندر"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو ا
کے ساتھ ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔
" جنرل صاحب کو بتاؤ کہ سیکرٹ سروس کے چیف کے خلا
خلاف ورزی کیا معنی رکھتی ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
" کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ یہ کون ہے۔ یہ مجھے کیا بتا
میں جنرل شرما ہوں"...... جنرل شرما نے حیرت بھرے لہجے میں
لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کے ہاتھ میں ایک چوڑی نال والا پسٹول
آیا اور پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ایک نیلے رنگ کا غبارہ جنرل
کی ناک سے ٹکرایا اور جنرل شرما یکلخت اس طرح لڑکھڑا کر نیچے گرا

ا کی ٹانگوں نے اچانک اس کے جسم کا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا
نیچے گر کر وہ صرف چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔
" باہر جا کر دیکھو جو نظر آئے اسے بے ہوش کر دو"...... عمران نے
گر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
" اس کو ہوش میں لانے والے محلول کی شیشی مجھے دے دو"۔
ن نے اٹھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جنرل شرما کی طرف
ے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جلدی سے جیب سے ایک شیشی نکالی اور
ن کی طرف بڑھا کر وہ واپس مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔
ن نے شیشی درمیانی میز پر رکھی اور پھر جھک کر اس نے جنرل شرما
ٹھا کر کرسی پر ڈالا اور اس کے جسم پر موجود گاؤن کو اس نے اس کی
ا کی طرف کافی نیچے تک جھکا دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر پڑی
شیشی اٹھائی اس کا ڈھکن ہٹایا اور جنرل شرما کی ناک سے اس کا
لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر
نے شیشی کو جیب میں ڈالا اور پھر اطمینان سے سامنے والی کرسی پر
لیا۔ چند لمحوں بعد ہی جنرل شرما کے جسم میں حرکت کے تاثرات
دئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں آنکھیں
کے چند لمحوں بعد تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا لیکن پھر شعور
طرح بیدار ہوتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے اور کاندھوں کو
ے کر اپنا گاؤن اونچا کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ نہ
لر کھڑا ہو سکا اور نہ ہی گاؤن کو اونچا کر سکا۔

"تم کمانڈو فورس کے جنرل ہو جنرل شرما اس لئے تمہیں معلوم
ہونا چاہئے کہ اس طرح تم نہ ہی اٹھ سکو گے اور نہ ہی گاؤن اونچا کر سکو
گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم تم کون ہو۔ یہ کیا ہے۔ کیا تم واقعی سیکرٹ سروس کے
چیف ہو"...... جنرل شرما نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"ہاں کیوں کیا تمہیں میرے چیف ہونے پر شک ہے"۔
نے کہا۔
"یقیناً سیکرٹ سروس کا چیف اس طرح کی کارروائیاں اپنے
فوج کے جنرلوں کے خلاف نہیں کر سکتا۔ تم چیف نہیں ہو تم
دشمن ایجنٹ ہو"...... جنرل شرما نے چیختے ہوئے کہا۔
"اگر میں دشمن ایجنٹ ہوتا تو مجھے کیا ضرورت تھی کہ تمہیں
ہوش کرتا۔ ایک چھٹانک سیسہ تمہارے سینے میں اتار کر اطمی
سے واپس چلا جاتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"تو پھر یہ سب کیا ہے تم کیا چاہتے ہو"...... جنرل شرما نے ہ
بھینچتے ہوئے کہا۔
"جنرل شرما میری یہاں اچانک آمد کی ایک خاص وجہ
تمہارے کاروبار کی پوری تفصیل کا علم ہو چکا ہے۔ تم کمانڈو کے
سیکشن کو اپنے ساتھ ملا کر شیام سنگھ کے ساتھ کاروبار کرتے
کانچی پورم منڈی کا کاروبار کر رہے ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم نے
کا ایک سنڈیکیٹ بھی چلا رہے ہو اور اس سنڈیکیٹ کی پورے کا

جڑیں پھیلی ہوئی ہیں اور تم نے سنڈیکیٹ کے ذریعے اس وقت
ستان میں جرائم کے کنگ ہو۔ میرے پاس سب ثبوت موجود ہیں
چاہتا تو یہ سب ثبوت لے جا کر صدر اور وزیراعظم کے سامنے رکھ
ور تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ تمہارا کیا انجام ہوتا لیکن میں نے
کہ پہلے تم سے بات کر لوں اور یہ بھی سن لو کہ مجھے تمہارے اس
یکیٹ کی کمائی سے کوئی حصہ نہیں چاہئے اور نہ ہی مجھے اس منڈی
اروبار میں سے حصہ چاہئے البتہ مجھے اس منڈی سے دو تین لڑکیاں
ہیں۔ اپنی پسند کی دو تین لڑکیاں اور اس کے بعد میں خاموش ہو
گا بولو کیا تم تیار ہو یا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

"کیسی لڑکیاں میرے پاس لڑکیاں کہاں سے آئیں تم غلط کہہ
ہو اور میرا لڑکیوں یا لڑکیوں کی کسی منڈی سے کوئی تعلق نہیں
...... جنرل شرما نے کہا۔
تو پھر میں یہیں تمہارے سامنے صدر اور وزیراعظم سے بات
۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے کہہ دوں کہ وہ جا کر کانچی پورم
ے پر چھاپہ ماریں اور تمہارے کمانڈو کو وہاں سے گرفتار کریں اور
ے بعد تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے"۔ عمران
اتے ہوئے کہا۔
تم یقین کرو میرا کسی منڈی سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اگر
لڑکیاں چاہئیں تو اس کا بندوبست ہو سکتا ہے شیام سنگھ میرا

دوست ہے وہ میرا کلاس فیلو رہا ہے میں اسے کہہ کر تمہارے لئے
لڑکیاں منگوا سکتا ہوں لیکن میرا اس دھندے سے کوئی تعلق نہیں
ہے"...... جنرل شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا اسی لمحے دروازہ کھلا اور
ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"چار ملازمین تھے چاروں ہی ہاف آف کر دیئے ہیں"...... ٹائیگر
جواب دیا تو جنرل شرما بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو ملازموں کو آف کر دیا ہے کیا مطلب
جنرل شرما نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تاکہ تمہارے حلق سے نکلنے والی چیخیں نہ سن سکیں"......
نے مسکراتے ہوئے کہا تو جنرل شرما بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب یہ آخر تم کیا کہہ رہے ہو"...... جنرل شرما کی حالت
دیکھنے والی ہو رہی تھی اسی لمحے عمران نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"سنو جنرل شرما آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم تعاون کرتے ہو یا نہیں
ورنہ دوسرے لمحے تمہارے دل میں ایک گولی اتر جائے گی اور
بڑے اطمینان سے کہہ دوں گا کہ تم نے مجھے گولی مارنے کی کوشش
نتیجہ یہ کہ تم میرے ہاتھوں مارے گئے اور چونکہ میں کافرستان سیکر
سروس کا چیف ہوں اس لئے میری بات پر سب نے اعتبار کر
ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے گولی مار دو گے۔ مم مم مگر کیوں"...... جنرل شرما نے ا

ا کہا جیسے اسے عمران کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آ رہا ہو۔
م تعاون جو نہیں کر رہے مجھے لڑکیاں چاہئیں اور اپنی پسند کی
بولو۔ کرنل پردیپ سے بات کرو پھر فوجی ہوائی اڈے سے
ڑ یہاں منگواؤ اور ہمارے ساتھ اس جزیرے پر چلو میں وہاں سے
تی کی دو تین لڑکیاں پسند کروں گا پھر اس ہیلی کاپٹر پر وہ
سوار کر کے ہم واپس آ جائیں گے۔ ہیلی کاپٹر واپس اسی کوٹھی
اترے گا۔ ہم لڑکیاں لے کر کار میں واپس چلے جائیں گے اور
ب کچھ بھول جائیں گے ورنہ دوسری صورت یہ ہو گی کہ میں
ولی مار کر ہلاک کر دوں گا اور تمہارے کاروبار کے سارے راز
م کے سامنے رکھ دوں گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو
ما کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی۔

یک ہے بالکل ٹھیک ہے میں تیار ہوں میں بالکل ویسے ہی
یسے تم کہو گے"...... جنرل شرما نے تیز تیز لہجے میں کہا تو عمران
ر مسکرا دیا وہ سمجھ گیا تھا کہ جنرل شرما کیوں رضامند ہو گیا
معلوم تھا کہ جنرل شرما نے یہ سوچا ہو گا کہ جب وہ جزیرے پر
گے تو وہاں جنرل شرما اپنے کمانڈوز کو کہہ کر ان دونوں کا آسانی
کرا دے گا۔

تم نے عقل مندانہ فیصلہ کیا ہے۔ اپنی زندگی بھی بچا لی ہے
اروبار بھی۔ بولو کس طرح بات کرتے ہو کرنل پردیپ سے
پر یا فون پر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فون پر وہاں باقاعدہ وائرلیس فون ایکس چینج نصب کی گئی
تاکہ میرا ان سے ہر وقت رابطہ رہے"...... جنرل شرما نے کہا۔
"کیا نمبر ہے اس کا"...... عمران نے ایک طرف تپائی پر پڑے
سیٹ کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو جنرل شرما نے فوراً ہی
بتا دیا۔ عمران نے سب سے پہلے تو فون میں نصب لاؤڈر کا بٹن پریس
کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے جنرل شرما کے بتائے ہوئے
پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹا
نے آگے بڑھ کر فون سیٹ اٹھایا اور رسیور عمران کے ہاتھ سے لے
وہ جنرل شرما کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے رسیور جنرل شرما
کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی
چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔
"ہیلو سپیشل کمانڈو سیکشن"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"جنرل شرما بول رہا ہوں کرنل پردیپ سے بات کراؤ"...... ج
شرما نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا
"ہیلو سر میں کرنل پردیپ بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں
ایک اور آواز سنائی دی البتہ لہجہ مؤدبانہ تھا۔
"کیا پوزیشن ہے کرنل پردیپ"...... جنرل شرما نے تیز لہجے
کہا۔
"سر یہاں انتہائی حیرت انگیز واقعہ پیش آیا ہے سر۔ میں

ٹ دینے ہی والا تھا سر"...... جنرل پردیپ نے کہا تو جنرل شرما کے
ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔
کیا واقعہ ہوا ہے"...... جنرل شرما نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
سر میں حسب دستور تھری ایکس راؤنڈ پر گیا ہوا تھا سر کہ اس
ن اچانک جزیرے کے اندر نچلی گیلری میں چار مسلح افراد نظر آئے
گیلری میں بند کر کے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر کیپٹن شیر سنگھ
ن چاروں کو ریڈ روم میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا انہیں ہوش
ایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ سمگلر ہیں ان سے وہ راستہ پوچھا گیا
سے وہ اس قدر سخت ترین چیکنگ کے باوجود اندر پہنچ جانے میں
ب ہوئے تو انہوں نے کہا کہ وہ صرف مجھے یہ سب کچھ بتائیں گے
ر شیر سنگھ نے انہیں وہیں راڈز میں ہی جکڑے رہنے دیا اور ریڈ
بند کر دیا لیکن جب میں جزیرے پر پہنچا اور اس ریڈ روم میں گیا تو
کھلے ہوئے تھے اور وہ چاروں غائب ہو چکے تھے۔ پھر جزیرہ چھان
یا لیکن ان کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملا۔ صرف اتنا معلوم ہوا
چانک چیکنگ کمپیوٹر کا فیوز اڑ گیا تھا اسے چیک کرنے اور فیوز
ں نصف گھنٹہ لگ گیا تھا اور اس نصف گھنٹے میں وہ غائب ہو
ہم سب بے حد پریشان ہیں"...... کرنل پردیپ نے کہا۔
کیسے ہو سکتا ہے کہ چار آدمی وہاں داخل ہوں اور کسی کو علم نہ
...... جنرل شرما نے کہا۔
اسی بات نے تو ہمیں بھی پریشان کر رکھا ہے سر"...... کرنل

پردیپ نے جواب دیا۔

"یہ تو مجھے خود چیک کرنا پڑے گا۔ میں خود آ رہا ہوں اور میرے ساتھ دو مہمان بھی ہیں"....... جنرل شرما نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر بلکہ بہتر ہے سر کہ آپ خود یہاں آ کر اس معاملے چیک کر لیں کیونکہ آپ جیسی ذہانت تو بہرحال ہم میں نہیں ہے" دوسری طرف سے خوشامدانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے میرا انتظار کرو"....... جنرل شرما نے کہا اور ٹائیگر نے ر اس کے کان سے ہٹایا اور فون آف کر دیا۔

"یہ نجانے کون لوگ ہوں گے اور کیسے وہاں پہنچے ہوں" جنرل شرما نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہوں گے بھاگ ہی گئے ناں اب ہیلی کاپٹر منگواؤ اور کہ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تمہارے اور کرنل پردیپ کے بارے میں ہے یا نہیں"....... عمران نے کہا۔

"میں تو وہیں اڈے سے ہی ہیلی کاپٹر خود چلا کر جاتا ہوں" شرما نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم پائلٹ کر پابند کر دیں گے کہ وہ ہیلی کاپٹر ہی رہے"....... عمران نے کہا اور جنرل شرما نے اثبات میں سر ہلا

"نمبر بتاؤ"....... عمران نے کہا تو جنرل شرما نے فوراً ہی نمبر تو عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل شروع کر دیئے پھر اس نے رسیور ایک بار پھر جنرل شرما کے کان

"یس ڈیفنس ایئر پورٹ تھری"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک انہ آواز سنائی دی۔

"جنرل شرما بول رہا ہوں"....... جنرل شرما نے انتہائی تحکمانہ لہجے کہا۔

"یس سر یس سر حکم سر"....... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے کہا گیا۔

"کیپٹن کمانڈر سے بات کراؤ"....... جنرل شرما نے انتہائی سخت میں کہا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر کیپٹن پیارے لعل بول رہا ہوں سر"....... چند لمحوں بعد ب مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن، پیارے لعل میری کوٹھی پر ایک ڈبل ایکس ہیلی کاپٹر داؤ فوراً ابھی میں نے ایمرجنسی ٹور پر جانا ہے"....... جنرل شرما نے تیز میں کہا۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"....... جنرل شرما نے کہا تو ٹائیگر نے رسیور ہٹایا اور فون پر اس نے فون سیٹ میز پر رکھ دیا۔

"باہر جاؤ اور ہیلی کاپٹر کا انتظار کرو"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔

" اب میرا گاؤن اونچا کرو میں اس حالت میں بیٹھے بیٹھے بری طرح تھک گیا ہوں "...... جنرل شرما نے کہا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ تم وہاں پہنچنے کے بعد کیا کرتے ہو۔ کیا وہاں تمہارے کوئی اشارے مخصوص ہیں "...... عمران نے کہا تو جنرل شرما بے اختیار چونک پڑا۔

" تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو "...... جنرل شرما نے کہا۔

" اس لئے کہ کہیں تم انہیں کوئی خاص اشارہ کر دو اور وہ ہیلی کاپٹر سے نکلتے ہی ہم پر فائر کھول دیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہاں جزیرے پر ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے ہیلی کاپٹر وہاں اترتا ہے اور کرنل پردیپ اور اس کا نائب کیپٹن شیام سنگھ وہاں استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں "...... جنرل شرما نے جواب دیا۔

" وہاں کتنے کمانڈوز ہیں اور کیا کیا انتظامات ہیں "...... عمران نے پوچھا۔

" ڈیڑھ سو کمانڈوز وہاں کی حفاظت کرتے ہیں اور چیکنگ کمپیوٹر نصب ہیں انتہائی جدید کمپیوٹر "...... جنرل شرما نے کہا۔

" اس کے باوجود چار آدمی وہاں پہنچ گئے اور تمہارے جدید کمپیوٹر انہیں چیک ہی نہ کر سکے "...... عمران نے کہا تو جنرل شرما نے بے

بار ہونٹ سکیڑ لئے۔

" یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی ایسا تو ممکن ہی نہیں "...... جنرل شرما نے جواب دیا۔

وہاں کتنی لڑکیاں موجود ہوں گی "...... عمران نے کہا۔

" چار ساڑھے چار سو لڑکیاں تو ہیں اس بار تو ویسے بھی سنا ہے کہ ین مال ملا ہے "...... جنرل شرما نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کس کس ملک سے یہ لڑکیاں لائی جاتی ہیں "...... عمران نے ہا۔

یہ مجھے نہیں معلوم شیام سنگھ کو معلوم ہو گا یہ اسی کا دھندہ ہے کام تو اس جزیرے کی مکمل حفاظت کرنا ہے اگر میں وہاں کی ظت نہ کروں تو وہاں کوئی ایک لڑکی بھی نہ رہنے دیں۔ بے شمار ئم پیشہ گروپ سمندر میں پھرتے رہتے ہیں لیکن میری وجہ سے وہ کچھ ں کر سکتے "...... جنرل شرما نے کہا۔

" تمہارے جو کمانڈوز وہاں کام کرتے ہیں وہ اس بارے میں ت کو کوئی رپورٹ نہیں دیتے "...... عمران نے کہا۔

نہیں انہیں ہر ماہ انتہائی معقول رقم مل جاتی ہے اور اس کے ان کے ساتھ عام حالات میں انتہائی خصوصی رعایت کی جاتی ...... جنرل شرما نے جواب دیا۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ شیام سنگھ کہاں ہو گا مجھے تو معلوم ہوا ہے غائب ہو چکا ہے "...... عمران نے کہا تو جنرل شرما بے اختیار

ہنس پڑا۔
"ہاں سب کے لئے وہ غائب رہتا ہے لیکن میرے لئے نہیں وہ اپنی رہائش گاہ پر ہی ہے لیکن روپ بدل کر عام طور پر وہ اپنے کمرے میں ہی رہتا ہے اور یہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ دونوں ٹانگوں سے معذور ہے لیکن روپ بدل کر وہ اپنی رہائش گاہ کے ایک خفیہ حصے میں منتقل ہو جاتا ہے اور وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا"...... جنرل شرما نے کہا۔
"اس سے تمہاری فون پر تو بات ہوتی رہتی ہو گی"...... عمران نے کہا۔
"ہاں ابھی تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی اس سے بات ہوئی ہے"...... جنرل شرما نے جواب دیا۔
"کیا نمبر ہے اس کا"...... عمران نے پوچھا۔
"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو تم نے اس سے کیا لینا ہے"۔ جنرل شرما نے چونک کر کہا۔
"میں نے اس سے کیا لینا ہے میں اس سے اپنا تعارف کرانا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنی اوقات میں رہے"...... عمران نے جواب دیا تو جنرل شرما نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے لیکن پھر اس نے کریڈل دبا دیا۔
"وہ تو روپ بدلے ہوئے ہو گا پھر کیسے بات کرے گا"...... عمران نے چونک کر کہا۔
"وہ صرف مجھ سے بات کرے گا اور کسی سے نہیں"...... جنرل

کہا۔
"کیا ضرورت ہے اس سے بات کرنے کی بعد میں سہی"۔ عمران
بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے باہر سے ہیلی کاپٹر
سنائی دی۔
بھے ٹھیک کر دو ورنہ وہ پائلٹ مجھے اس حالت میں دیکھ لے
جنرل شرما نے ہیلی کاپٹر کی آواز سنتے ہی پریشان ہوتے ہوئے

یشان ہونے کی ضرورت نہیں جنرل شرما وہ یہاں نہیں آئے گا
بے حد عقل مند ہے وہ اسے باہر ہی رکھے گا"...... عمران نے

یلن مجھے ٹھیک تو کرو ناں اب جب کہ میں تمہارے ساتھ پورا
کر رہا ہوں تو پھر تم نے مجھے اس حالت میں کیوں رکھا ہوا
... جنرل شرما نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات
ہواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا ہیلی کاپٹر پہنچ
اس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
نلٹ کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔
الحال تو ہاف آف کیا ہے ویسے آپ جیسے حکم دیں"...... ٹائیگر
اب دیا۔
ٹھیک ہے جاؤ اور میک اپ باکس لے آؤ۔ جنرل شرما کا
ست تم سے ملتا ہے اب تم نے جنرل شرما بننا ہے"...... عمران

نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... جنرل شرما نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم انتہائی احمق آدمی ہو جنرل شرما مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ذہن میں کیا پلاننگ ہے یہی ناں کہ جب تم ہمیں ساتھ لے کر جزیرے پر پہنچو گے تو وہاں چونکہ ہم دو آدمی ہوں گے اور تمہارے وہاں ڈیڑھ سو کمانڈوز موجود ہوں گے اس لئے تم ہمیں وہاں قابو کر کے ہلاک بھی کر سکتے ہو اور ہماری لاشیں بھی غائب کر سکتے ہو لیکن ہم بہرحال اتنے احمق نہیں ہیں کہ اتنی معمولی سی بات بھی نہ سمجھ سکیں۔ میرا آدمی تمہارے میک اپ میں میرے ساتھ وہاں جائے گا۔ اس کے بعد ہم ظاہر ہے وہی کچھ کریں گے جو ہمارا جی چاہے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ایسا مت کرنا ورنہ تمہارا ہیلی کاپٹر نیچے سے ہی اڑا دیا جائے گا۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر وہاں اترے کمپیوٹرائزڈ ہریں اسے چیک کریں گی اور تمہارے ساتھی کا میک اپ فوراً چیک کر لیا جائے گا۔ ایسا مت کرنا ورنہ تم مارے جاؤ گے"...... جنرل شرما نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کس قسم کا کمپیوٹر وہاں موجود ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

وہاں انتہائی جدید ترین چیکنگ کمپیوٹر ہے ڈبل ون ایکس ون
کا"...... جنرل شرما نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
اوہ اس قدر جدید ترین کمپیوٹر تمہیں کہاں سے مل گیا"۔ عمران
ران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ یہ واقعی انتہائی جدید ترین اور انتہائی
چیکنگ کمپیوٹر تھا اور یہ واقعی فضا میں بھی اپنی مخصوص لہروں
سے چیکنگ کر سکتا تھا۔
یام سنگھ نے ایکریمیا سے منگوا کر دیا ہے۔ ایک سال پہلے میں
ے جزیرے پر نصب کیا ہے"...... جنرل شرما نے جواب دیا اسی
ئیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں میک اپ باکس تھا۔
ب اس کی ضرورت نہیں رہی"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر
پڑا۔
ہ کیوں باس"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔
ہاں انتہائی جدید ترین اور انتہائی طاقتور چیکنگ کمپیوٹر نصب
ں لئے میک اپ فضا میں ہی چیک کر لیا جائے گا"...... عمران

وہ پھر باس"...... ٹائیگر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
نزل شرما کو ہاف آف کر دو"...... عمران نے کہا۔
لیا کیا کہہ رہے ہو"...... جنرل شرما نے چونک کر کہا لیکن ٹائیگر
ہی سے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر مکہ جڑ دیا اور جنرل شرما چیختا ہوا
بل صوفے پر گرا اور پھر اوندھے منہ نیچے قالین پر جا گرا۔ ٹائیگر

کی لات حرکت میں آئی اور جنرل شرما ایک بار پھر چیخا اور پھر تڑپ
ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس دوران جیب سے ایک جدید ساخت
ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

" ہیلو ہیلو ٹوینکل سٹار کالنگ اوور"...... عمران نے بار بار کال
دینا شروع کر دی۔

" یس فور سٹارز اسٹنڈنگ یو اوور"...... کافی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے
کال رسیو کی گئی اور صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" تم جزیرے پر گئے تھے اوور"...... عمران نے کہا۔

" ہاں لیکن آپ کو کیسے علم ہوا اوور"...... دوسری طرف سے
حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

" وہاں پہنچنے کے بعد واپسی کیوں ہوئی اوور"...... عمران نے
لہجے میں کہا۔

" وہاں کی صورت حال ہماری توقع کے برعکس تھی۔ وہاں دو تین
سو انتہائی تربیت یافتہ کمانڈوز موجود ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں
انتہائی جدید ترین کمپیوٹر بھی نصب ہیں۔ اگر ہم وہاں کارروائی کرتے تو
ہو سکتا ہے کہ صورت حال کو ہم پوری طرح کنٹرول نہ کر سکتے۔ اس
کے علاوہ وہاں چار سو کے قریب لڑکیاں موجود ہیں۔ پہلی بات تو
تھی کہ اس کارروائی کے دوران ان سب کی ہلاکت کا بھی خطرہ تھا اور
دوسری بات یہ کہ ہمارے پاس ان کے لے جانے کا کوئی بندوبست ہی
نہ تھا اور بحریہ مجرموں کے ساتھ ملی ہوئی ہے اوور"...... صدیقی نے

پھر تم وہاں گئے کیا سوچ کر گئے تھے اوور"...... عمران کا لہجہ
بھی زیادہ سرد ہو گیا۔

را خیال تھا کہ وہاں مجرم ہوں گے ہم اندر پہنچ کر جزیرے پر
یں گے اور اس کے بعد کسی بھی ذریعے سے کسی بھی وقت ان
لو کشتیوں کے ذریعے وہاں سے نکال کر بین الاقوامی سمندر
یا جائے گا اور وہاں سے انہیں ان کے گھروں یا ملک بھجوا دیا
یکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ صورت حال ہماری توقع سے
ہ پیچیدہ اور مختلف تھی۔ اس کے باوجود شاید ہم واپس نہ آتے
، وہاں ایک ایسی ٹپ مل گئی جس سے ہمارا مقصد پورا ہو
انچہ ہم واپس ہو گئے اور اس وقت بھی ہم کانچی پورم جزیرے
ایک جزیرے میں موجود ہیں اوور"...... صدیقی نے کہا۔

ٹپ ملی تھی تمہیں تفصیل سے بتاؤ اوور"...... عمران نے
اتے ہوئے کہا۔

ی مکمل ہونے کے بعد رات کو اس جزیرے سے تمام لڑکیوں
ے جہاز میں سوار کر کے بین الاقوامی سمندر میں لے جایا جاتا
دوران کافرستانی بحریہ اس جہاز کی حفاظت کرتی ہے۔ بین
ندر میں ایک جزیرہ ہے جس کا نام اندرناتھ ہے۔ وہاں اس
یا اس کے قریب لڑکیاں خریدنے والے ایجنٹوں کے سٹیمر یا
ہوتے ہیں وہاں ان لڑکیوں کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جن

جن ایجنٹوں نے جو جو لڑکیاں خریدی ہوتی ہیں وہاں ان کے حوالے
دی جاتی ہیں اور یہ ساری کارروائی منڈی والا دن گزارنے کے بعد را
کو دس بجے ہوتی ہے اور منڈی کا دن کل ہے اس لیئے کل رات
کارروائی ہو گی اس لیئے میں نے سوچا کہ اس جزیرے پر کارروائی
کی بجائے کیوں نہ یہ کارروائی بین الاقوامی سمندر میں اس اند
جزیرے پر کی جائے تاکہ لڑکیوں کو تو بچایا جا سکے۔ اس لیئے ہم
آگئے اوور"...... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کون سے جزیرے پر ہو اوور"...... عمران نے پو

"ہم ایک چھوٹے سے جزیرے ماکالی پر موجود ہیں۔ یہ جزیرہ ا
بین الاقوامی سمگلر تنظیم نائٹ واچ کے قبضے میں ہے میں نے کا
پورم جزیرہ پر پہنچنے کے لیئے اس تنظیم کی ٹپ حاصل کی تھی اور
صدیقی نے جواب دیا۔

"اس جزیرے کی تفصیل بتاؤ میں خود آ رہا ہوں اوور"......
نے کہا۔

"آپ کس چیز پر آئیں گے اوور"...... صدیقی نے پوچھا۔

"فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ پھر تو خطرہ ہو گا شاید تنظیم اسے پسند نہ کرے آپ ایسا کر
کہ ساحل سمندر پر جہاں لانچوں کا مخصوص گھاٹ ہو وہاں پہنچ جائیں
میں بھی وہیں پہنچ جاؤں گا پھر میں آپ کو لانچ پر جزیرے پر لے جاؤں
اوور"...... صدیقی نے کہا۔

ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور
ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے اٹھا کر جیب میں
پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹائیگر تم فوری طور پر اس جنرل شرما کا میک اپ کرو اور اس کا
کر پہن لو۔ تم نے اب میرے ساتھ بطور جنرل شرما باہر جانا
کرو"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کی کوئی خاص وجہ ہے باس"...... ٹائیگر نے حیران
ئے کہا۔

جنرل شرما فوج کا جنرل ہے اور اگر اس کی لاش یہاں ملی تو
سیکرٹ سروس کے چیف شاگل پر آجائے گا اور ہو سکتا ہے کہ
ئے کہ میں اس کے روپ میں یہاں آیا ہوں تو پھر اس نے
لرٹ سروس ہمارے پیچھے لگا دینی ہے اس لیئے میں جنرل شرما کو
ت میں ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ راستے میں کسی جگہ ہم کار
دیں گے اور جنرل شرما کی لاش بھی اس کے بعد وہ لوگ جو
تے رہیں"...... عمران نے کہا۔

ل لیکن یہ تو زندہ ہے اور ہم ہیلی کاپٹر پر کیوں نہ چلے
...... ٹائیگر نے کہا۔

ہیں کہہ رہا ہوں وہ کرو ہیلی کاپٹر فوجی ہے اور یہ ہیلی کاپٹر فضا
ہوتے ہی چیک ہونا شروع ہو جائے گا"...... عمران نے سرد
ہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی شیام سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیو
وہ اس وقت پہلے سے مختلف میک اپ میں تھا اور اپنی رہائش
علیحدہ حصے میں موجود تھا۔ اس نے شروع سے ہی اپنے دو رو
ہوئے تھے جن میں سے ایک روپ میں تو وہ شیام سنگھ تھا :
دوسرے روپ میں اس کا نام سوراج سنگھ تھا اور سوراج سنگھ
پر بھی اس نے ایک خاصی بڑی تنظیم قائم کی ہوئی تھی جسے اس
موجودگی میں اس کا نائب دلیر سنگھ کنٹرول کرتا تھا۔ دلیر سنگھ بم
سنگھ کے اصل روپ سے واقف نہ تھا۔ چنانچہ جب بہرام اور
مہتا کے کہنے پر اس نے منڈی کی تکمیل تک انڈر گراؤنڈ رہنے کا
کیا تو اس نے سوراج سنگھ کا مخصوص میک اپ کیا اور اس
آ گیا جسے وہ سوراج سنگھ کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ یہاں
نے اپنے اس گروپ کو جسے اس نے سوراج گروپ کا نام دے ر

اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے اور ان کے خاتمے کا کام
یا تھا۔ تاکہ انہیں ہر طرف سے گھیرا جا سکے۔ گو اسے بہرام اور
متا کی باتیں سن کر اس بات کی امید نہ تھی کہ سوراج گروپ
ن یا اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا مقابلہ کر سکے گا
دلیر سنگھ کی صلاحیتوں پر اعتماد تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر
نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا تو پھر وہ اسے
یشان ضرور کرتا رہے گا اور وہ آسانی سے کانچی پورم منڈی کے
م نہ کر سکے گا اسے اس وقت اصل فکر منڈی کی طرف سے تھی
کا تمام تر کنٹرول اس کے پارٹنر جنرل شرما کے ہاتھ میں تھا جو
رس کا انچارج تھا اور اسے معلوم تھا کہ جزیرہ اب کمانڈو فورس
ول میں ہے جس پر قابو پانا ناممکن ہے اس کے باوجود اسے
اس کی طرف سے فکر ضرور تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی وہ
لہ یہ کال دلیر سنگھ کی طرف سے ہو گی کیونکہ دلیر سنگھ ہی اس
نمبر سے واقف تھا۔
ہں سوراج سنگھ سپیکنگ"...... رسیور اٹھاتے ہی شیام سنگھ
لے ہوئے لہجے میں کہا۔
لیر سنگھ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک
آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔
ں کیا رپورٹ ہے"...... شیام سنگھ نے کہا۔
س وہ عمران اور اس کے ساتھی تو ٹریس نہیں ہو سکے البتہ میں

نے ایک انتہائی پراسرار ٹرانسمیٹر کال کیچ کر لی ہے جس میں کانچی پو
جزیرے کا بھی ذکر ہے اور نائٹ واچ نامی تنظیم کا بھی ۔ آپ کو
معلوم ہوگا کہ نائٹ واچ تنظیم ہماری مخالف تنظیم ہے اور باس ۔
میں نے اس جگہ کا سراغ لگایا جہاں سے یہ کال کی جا رہی تھی تو با
انتہائی حیرت انگیز بات سامنے آئی کہ یہ کال جنرل شرما کی سرکا
رہائش گاہ سے کی جا رہی تھی"...... دلیر سنگھ نے کہا تو شیام سنگھ ۔
اختیار اچھل پڑا۔

" کیا مطلب میں تمہاری بات نہیں سمجھا ۔ جنرل شرما کی سرکا
رہائش گاہ سے کال کیسے کی جا سکتی ہے اور اس میں کانچی پورم جزیر۔
ذکر کیسے آسکتا ہے ۔ کانچی پورم جزیرہ تو شیام سنگھ کی ملکیت ہے اور
وہاں لڑکیوں کی منڈی لگاتا ہے جنرل شرما کا وہاں کیا کام"......
سنگھ نے جان بوجھ کر مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" وہ تو مجھے معلوم ہے باس اور آپ نے ہی بتایا تھا کہ یہ عمرا
اس کے ساتھی بھی شیام سنگھ اور اس کی منڈی کے خلاف کام ک
کے لئے کافرستان آئے ہوئے ہیں اور شیام سنگھ نے ہی آپ کو ۔
سونپا ہے کہ ان کو ٹریس کر کے ختم کیا جائے اس لئے تو کانچی
جزیرے کا نام سنتے ہی میں چونک پڑا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں
اپنے ہیڈ کوارٹر میں ٹرانسمیٹر کالز کیچ کرنے کے انتظامات کئے ہوئے
کیونکہ مجرم اور دوسرے گروپ ٹرانسمیٹر کالز کو فون کال کی نس
محفوظ خیال کرتے ہیں اس لئے ٹرانسمیٹر کالز کی وجہ سے انتہائی اہم

م ہو جاتے ہیں ۔ مجھے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً
یں بات کرنے کے لئے کسی نہ کسی وقت ٹرانسمیٹر کا استعمال
گے اس طرح میں آسانی سے ان کی کال کرنے والی جگہ کو ٹریس
ے انہیں بھی ٹریس کر لوں گا ۔ چنانچہ میں نے کالیں انتہائی احتیاط
چیک کرنا شروع کر دیں اور پھر یہ کال سامنے آئی گو اس میں عمران
م تو نہیں آیا لیکن کانچی پورم جزیرے کا نام آگیا اور میں نے اس کال
صرف محفوظ کر لیا بلکہ اس کا منبع چیک کر لیا"...... دلیر سنگھ نے
یل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کال مجھے سناؤ"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے دلیر سنگھ نے جواب دیا اور پھر
لمحوں بعد ایک آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو ہیلو ٹوینکل سٹار کالنگ اوور"...... ایک آواز بار بار سنائی
رہی تھی۔

یس فور سٹارز اٹنڈنگ یو اوور"...... کچھ دیر بعد ایک اور آواز
دی اور پھر ان دونوں کے درمیان گفتگو کا آغاز ہو گیا اور شیام
ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا یہ گفتگو سنتا رہا۔ جب اس فور سٹار نے
ں کے جہاز میں اندر ناتھ جزیرے پر لے جانے کی بات کی تو شیام
کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش
رہا۔ پھر ٹرانسمیٹر کال ختم ہو گئی۔

"آپ نے کال سن لی باس"۔ فوراً بعد ہی دلیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"ہاں میں نے سن لی ہے لیکن کیا اس کال کا منبع واقعی جنرل شرما کی سرکاری رہائش گاہ ہی ٹریس ہوا ہے"...... شیام سنگھ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے دلیر سنگھ نے انتہائی اعتما بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے وہاں لانچ گھاٹ پر آدمی بھیجے ہیں"۔ شیام سنگھ نے پوچھا

"نو باس کیونکہ وہاں تو بے پناہ رش ہوتا ہے اور میرے آدمی بہرحال انہیں شکلوں سے نہیں پہچانتے اور باس جس جزیرے کی بات ہو رہی ہے وہ واقعی نائٹ واچ والوں کے قبضے میں ہے اور آپ جانتے ہیں کہ نائٹ واچ بہت بڑی تنظیم ہے میرے آدمی وہاں جانے سے ان کے ہاتھوں ہلاک بھی ہو سکتے تھے"...... دلیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم بہرحال مزید کالوں کو چیک کرتے رہو میں اس سارے سلسلے کو خود دیکھ لوں گا"۔ شیام سنگھ نے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی اور شیام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"جنرل شرما سے بات کرائیں میں ان کا دوست شیام سنگھ بول رہا ہوں"...... شیام سنگھ نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ۔ میں ملٹری پولیس کا چیف راجندر کمار بول رہا ہوں
نائب جنرل شرما کی لاش ہائی آفیسرز کالونی سے کافی فاصلے پر سڑک کے
ے جھاڑیوں سے دستیاب ہوئی ہے۔ جب مجھے اس کی اطلاع ملی
میں یہاں ان کی رہائش گاہ پر آیا تو یہاں ان کے تمام ملازمین بے
ش پڑے ہوئے ملے ہیں یہاں فوجی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ اس کا
ٹ بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ہم اس سلسلے میں انکوائری کر رہے
کہ آپ کی کال ملی ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا
اور شیام سنگھ مسکرا دیا کہ کیونکہ بحیثیت شیام سنگھ اس کے ملٹری
لیس کے چیف راجندر کمار پر بے حد احسانات تھے اس لئے وہ اس کا
یشہ ممنون احسان رہتا تھا اس لئے اس نے اسے پوری تفصیل بتا

"لیکن ایسا کس نے کیا ہے"...... شیام سنگھ نے حیرت بھرے لہجے
کہا۔

"چیک پوسٹ کے مطابق انہیں صدر مملکت کی طرف سے فون آیا
کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل صاحب جنرل شرما
خفیہ ملاقات کے لئے آ رہے ہیں ان کو چیک پوسٹ پر نہ روکا جائے
ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کی گئی اس کی اطلاع جنرل شرما تک بھی
یں پہنچنی چاہئے۔ چنانچہ چیک پوسٹ پر موجود کیپٹن نے اجازت
ے کا کارڈ پہلے ہی تیار کر لیا پھر چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس
مخصوص کار میں پہنچے تو انہیں کارڈ دے دیا گیا اور کیپٹن نے اپنا

سپاہی بھی ساتھ بھیجا تاکہ وہ انہیں جنرل شرما کی رہائش گاہ تک پہنچا
دے ۔ پھر فوجی ہیلی کاپٹر کو ان کی رہائش گاہ پر اترتے دیکھا گیا ۔ اس
کے بعد چیف آف سیکرٹ سروس کی کار واپس چیک پوسٹ پر پہنچی تو
چیف کے ساتھ جنرل شرما بھی کار میں موجود تھے البتہ چیف کے ساتھ
جو پہلے آدمی اندر گیا تھا وہ کار میں موجود نہ تھا لیکن ظاہر ہے چیک
پوسٹ والے کچھ معلوم نہیں کر سکتے تھے اس کے بعد اچانک ملٹری
پولیس والوں کی جنرل شرما کی لاش گشت کے دوران نظر آگئی اور مجھے
اطلاع دی گئی میں فوراً ان کی رہائش گاہ پر پہنچا تو یہاں ان کے ملازم اور
ہیلی کاپٹر پائلٹ بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا"...... راجندر کمار نے ایک
بار پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے جنرل شرما کو چیف آف سیکرٹ سروس نے
ہلاک کیا ہے"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"جی نہیں میں نے معلومات کی ہیں ۔ صدر صاحب کے ملٹری
سیکرٹری نے بتایا ہے کہ صدر صاحب کی طرف سے چیک پوسٹ کو
کوئی کال نہیں کی گئی اور چیف آف سیکرٹ سروس کسی اپنے خفیہ
مشن پر گذشتہ ایک ہفتے سے کافرستان سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے
یہ سب پراسرار واردات کی گئی ہے"...... راجندر کمار نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب سوائے افسوس کے اور کیا کیا جا سکتا ہے"۔ شیام
سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ یہ
ٹرانسمیٹر کال کیوں جنرل شرما کی رہائش گاہ سے کی گئی تھی اس کا مطلب

اکہ اس عمران کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ جنرل شرما دراصل
پی پورم منڈی کا انچارج ہے ۔ چنانچہ وہ چیف آف سیکرٹ سروس کا
پ دھار کر وہاں پہنچا اور پھر شاید اس نے ہیلی کاپٹر منگوا لیا تاکہ وہاں
ئے لیکن پھر شاید اسے معلوم ہو گیا کہ وہاں جا کر وہ پھنس بھی سکتا
تو اس نے اپنے ساتھیوں کو کال کیا اور پھر وہ وہاں سے نکل گئے اور
، وہ اس جزیرہ ماکالی پر پہنچیں گے اور پھر وہاں سے وہ لوگ لازماً کل
ت کو اندر ناتھ جزیرے کے قریب نیلام شدہ لڑکیوں کے جہاز پر
کریں گے ۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا پھر رسیور اٹھایا اور تیزی
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کانچی پورم جزیرہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی
سنائی دی ۔

"کرنل پردیپ سے بات کراؤ میں شیام سنگھ بول رہا ہوں"۔ شیام
نے انتہائی سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اوہ یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کرنل پردیپ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری
آواز سنائی دی ۔

"کرنل پردیپ میں شیام سنگھ بول رہا ہوں"...... شیام سنگھ نے ۔

"یس سر ۔ لیکن آپ نے کیسے کال کر دی آپ تو ان دنوں کال
ں کیا کرتے"...... کرنل پردیپ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حالات ہی ایسے ہو گئے ہیں کہ مجھے فوری کال کرنی پڑی ہے۔ جنرل شرما کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ یہ کیسے ممکن ہے"۔ دوسری طرف سے کرنل پردیپ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو گیا ہے تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارے جزیرے پر چار آدمی پراسرار طور پر پہنچے تھے کیا تمہیں معلوم بھی ہے یا نہیں"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے اور میں نے جنرل شرما کی کال آنے پر انہیں بتا دیا تھا اس پر جنرل شرما نے کہا تھا کہ وہ خود جزیرے پر آ رہے ہیں اور اب تک ہم ان کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے کس نے ایسا کیا ہے"...... کرنل پردیپ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ پہلے کی نسبت کافی سنبھلا ہوا تھا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ ہے جو ہمارے مخالفوں کی شہ پر ہمیں ختم کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ وہ چاروں آدمی بھی اسی گروپ کے ہی تھے اور ان کے دوسرے ساتھی جنرل شرما کے پاس پہنچے اور انہیں وہاں سے نکال کر لے گئے اور انہیں ہلاک کر دیا اور اب وہ یقیناً مزید کارروائی کریں گے اور دوسری بات یہ کہ جنرل شرما کی موت سے اعلیٰ حکام یقیناً بوکھلا جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حکام تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خلاف ہو جائیں۔ اگر اعلیٰ حکام کو پتہ چل

گیا کہ تم اور تمہارا سیکشن خفیہ طور پر جزیرے پر ڈیوٹی دے رہا ہے تو معاملہ بے حد بگڑ جائے گا اور تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے اس لئے تم فوری طور پر اپنے ساتھیوں سمیت اس جزیرے کو چھوڑ دو اور واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جاؤ میرے آدمی جزیرے کو سنبھال لیں گے"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"اوہ واقعی ان حالات میں تو یہ ضروری ہو گیا ہے لیکن ہماری فوری واپسی کے بعد تو یہاں اکیلی لڑکیوں ہی رہ جائیں گی ان کا کیا کرنا ہو گا کیونکہ آدمیوں کو تو یہاں تک پہنچنے میں بہرحال وقت لگے گا"۔ کرنل پردیپ نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کو پورے جزیرے پر فائر کر دو تاکہ وہاں موجود تمام لڑکیاں بے ہوش ہو جائیں پھر میرے آدمی خود ہی انہیں سنبھال لیں گے اور سنو تمہارا اور تمہارے پورے سیکشن کا معاوضہ بہرحال تمہیں مل جائے گا اور اب جب کہ جنرل شرما ہلاک ہو گیا ہے تو اب جنرل شرما کے حصے کا معاوضہ بھی تمہیں ہی ملے گا اور آئندہ بھی تمہیں ملتا رہے گا لیکن شرط یہی ہے کہ کسی کو تمہاری یا تمہارے ساتھیوں کی اس کاروبار میں شمولیت کا علم نہ ہو سکے"۔ شیام سنگھ نے کہا۔

"اوہ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہو گا۔ میں سنبھال لوں گا"۔ کرنل پردیپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے بعد پھر تم فوری طور پر وہاں سے نکلو اور اپنی سرکاری ڈیوٹی پر

پہنچنے کی کوشش کرو۔ کتنا وقت لگ جائے گا تمہیں تاکہ میں اپنے
آدمیوں کو اسی حساب سے جزیرے پر بھجوا دوں کیونکہ میں نہیں چاہتا
کہ میرے آدمیوں کو بھی جزیرے پر تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کی
موجودگی کا علم ہو سکے"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"یہاں سے مشینری اٹھانے اور نکلنے میں مجھے دو گھنٹے لگ جائیں
گے"...... کرنل پردیپ نے کہا۔
"ٹھیک ہے"...... شیام سنگھ نے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے
کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے ہاتھ اٹھالیا۔ ٹون آجانے پر اس نے ایک
بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس جیکب سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری
آواز سنائی دی۔
"شیام سنگھ بول رہا ہوں"۔ شیام سنگھ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"اوہ آپ باس۔ یس باس"...... جیکب نے حیرت بھرے لیکن
انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا شاید اس کے لئے شیام سنگھ کی کال انتہائی
غیر متوقع تھی۔
"جیکب کانچی پورم جزیرے پر لڑکیوں کو بے ہوش کر دیا گیا
تم دونوں گھنٹوں بعد اپنے پورے گروپ کو لے کر وہاں پہنچو اور فو
طور پر ان لڑکیوں کو وہاں سے راجسٹریہ پوائنٹ پر شفٹ کر دو اور
تمام پارٹیوں کو وہیں راجسٹریہ پوائنٹ پر جا کر لڑکیاں دکھانا جزیرے
کا رخ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... شیام سنگھ نے کہا۔

سٹریہ پوائنٹ پر لیکن باس یہ تو خاصا مشکل کام ہو جائے گا یہ
و شہر سے کافی دور ہے وہاں تک پارٹیوں کو لے جانا اور پھر
ہ اور بہتر انتظامات بھی نہیں ہو سکتے"...... جیکب نے حیران
ئے کہا۔
میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ سنو حالات ہمارے خلاف ہو چکے ہیں
لبرٹ سروس کا ایک خطرناک گروپ منڈی کے خلاف کام کر
وں نے جنرل شرما کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور ان کے چار آدمی
سرار طور پر کانچی پورم منڈی پہنچ کر وہاں کا جائزہ لے کر غائب
ہیں اور مجھے حتمی طور پر یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ یا تو کل
ہ اعلیٰ حکام چھاپہ ماریں گے یا پھر رات کو اندر ناتھ جزیرے پر
یوں کو چھڑوانے کے لئے چھاپہ مارا جائے گا اس لئے میں نے
ور پر انتظامات تبدیل کر دیئے ہیں جزیرے سے تمام کمانڈوز کو
مجوا دیا گیا ہے وہ دو گھنٹوں کے اندر وہاں سے نکل جائیں گے
تے ہوئے لڑکیوں کو بے ہوش کر جائیں گے تاکہ تم انہیں
ہے آسانی سے راجسٹریہ پوائنٹ پر شفٹ کر سکو چونکہ تمام غیر
یاں پہنچ چکی ہیں اس لئے میں یہ نیلامی اب ملتوی بھی نہیں کر
نہ ہی میں ملتوی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان لڑکیوں کو مزید
مشکل ہو جائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کل منڈی کا کام
ہو جائے اور ہمارے مخالفوں کے ہاتھ بھی کچھ نہ آئے"۔ شیام
کہا۔

"لیکن باس اگر یہی صورت حال ہے تو پھر ان لڑکیوں لا
کے بعد اندرناتھ جزیرے پر لے جانا بھی خطرناک ہو گا۔ ہو سکتا
مخالف وہاں پہنچ جائیں اس طرح پارٹیاں بھی خراب ہوں
ہماری ساکھ بھی خراب ہو جائے گی"...... جیکب نے جواب
ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے لیکن ابھی منڈی کا کام مکمل ہونا ہے
مکمل ہو جائے گا تو پھر میں تمہیں اس کام کے لئے نیا پوائنٹ
تم پارٹیوں کو اطلاع کر دینا"۔ شیام سنگھ نے جواب دیتے ہوئے
"ٹھیک ہے باس جیسے آپ کا حکم"...... جیکب نے جواب
ہوئے کہا۔

"تم فوری طور پر یہ کارروائی کرو اور سنو اب تمہیں منڈی کا
سیٹ اپ کرنا پڑے گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ نیلامی کے دوران
حرکت کریں"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"نئی پارٹیوں کے بارے میں کیا حکم ہے"...... جیکب نے
"کیا کوئی نئی پارٹی آئی ہے"...... شیام سنگھ نے چونک کر
"یس باس پاکیشیا کی ایک نئی پارٹی نے رابطہ کیا ہے لیکن میں
انہیں بتایا دیا ہے کہ وہ آئندہ ماہ کی نیلامی میں حصہ لے سکتے
جیکب نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ ہمارے دشمنوں کا تعلق بھی پاکیشیا سے ہے۔
وہی پارٹی ہو گی اور وہ اس طرح تمہارے سیٹ اپ کے بار

حاصل کرنا چاہتے ہوں گے تم نے یقیناً انہیں سارا سیٹ
ہو گا"...... شیام سنگھ نے کہا۔
سر وہ تو ظاہر ہے بتانا ہی پڑتا ہے"۔ جیکب نے جواب دیا۔
معاملہ اور بھی سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ تمہارا نائب ٹونی بھی اس
ے ملا تھا"...... شیام سنگھ نے پوچھا۔
جناب وہ تو اپنے اڈے پر تھا وہ کیوں ملتا"...... جیکب نے
تے ہوئے کہا۔
نے سوچا کہ شاید وہ تمہارے پاس پہنچا ہوا ہو۔ بہرحال تم دو
ے حرکت میں نہ آؤ تاکہ جزیرہ فوجیوں سے خالی ہو جائے اس
تمہیں دوبارہ فون کروں گا اور پھر تفصیلی ہدایات دوں
یام سنگھ نے کہا۔
سر"...... جیکب نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی شیام
تھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹا کر اس نے فون آ
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
ہوٹل"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
ے بات کراؤ میں شیام سنگھ بول رہا ہوں"...... شیام سنگھ

سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
سر میں ٹونی بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک اور
دبانہ آواز سنائی دی۔

"شیام سنگھ بول رہا ہوں"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"یس سر مجھے استقبالیہ لڑکی نے بتایا ہے سر حکم سر"...... ٹونی
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اپنے آدمی لے کر جاؤ اور جا کر جیکب کو گولی مار دو۔ تم
جیکب کی جگہ تمہیں نمبر ون بنا دیا ہے"...... شیام سنگھ نے تحکمانہ
میں کہا۔
"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا
"میں نصف گھنٹے بعد تمہیں جیکب والے نمبر پر رنگ کر کے
تفصیلی ہدایات دوں گا"...... شیام سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ د
وہ مسلسل گھڑی دیکھتا رہا جب نصف گھنٹہ گزر گیا تو اس نے
رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس ٹونی بول رہا ہوں"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹونی کی آواز سنائی
"شیام سنگھ بول رہا ہوں"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"یس سر حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے سر"...... ٹونی نے اسی
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"نو سر پرابلم کیسا۔ آپ کا حکم پوری تنظیم تک پہنچا دیا گیا
جیکب کو میں نے اس کے دفتر آکر حکم سے مطلع کیا اور اسے گولی مار
دی"...... ٹونی نے بڑے سیدھے سادھے لہجے میں کہا۔
"منڈی کا کام اب تم نے سنبھالنا ہے اور اس کام میں معمولی

ناقابل برداشت ہو گی جیکب کو بھی اس کی کوتاہی کی سزا
"...... شیام سنگھ نے کہا۔
سر میں سمجھتا ہوں سر"...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
میری ہدایات کو غور سے سنو اور اس پر عملدرآمد کے لئے
لت میں آ جاؤ اور یہ بات بھی تم جانتے ہو کہ مجھے اپنی بات
کی عادت نہیں ہے"...... شیام سنگھ نے سخت لہجے میں کہا۔
سر"...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
پورم سے فوری طور پر فوج واپس بھجوا دی گئی ہے اور وہاں
م لڑکیوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے تم دو گھنٹوں بعد اپنے
سمیت دو بڑے سٹیمر لے کر کانچی پورم جزیرے پر جاؤ گے اور
ہوش تمام لڑکیوں کو ان سٹیمروں پر لاد کر پانچی گھاٹ پر
ویگنیں پہلے سے موجود ہونی چاہئیں جو ان لڑکیوں کو پانچی
راجسٹریہ پوائنٹ پر پہنچائیں گی۔ وہاں کی حفاظت کے
پروف انتظامات ہونے چاہئیں۔ پارٹیوں کو تم نے اب
کی بجائے رچرڈ ہوٹل میں اکٹھا کرنا ہے اور وہاں سے اپنی
انہیں راجسٹریہ پوائنٹ لے جاؤ اور مال دکھا کر واپس
ہوٹل کی بجائے شیر نگشن میں ڈراپ کرو۔ اس دوران ان کا
ن بھی شیر نگشن پہنچ جانا چاہئے۔ نیلامی کی تمام کارروائی
کے خفیہ ہال میں ہو گی۔ اس کی حفاظت کے بھی مکمل
کرو۔ پھر ان پارٹیوں کو کہہ دو کہ وہ اپنے اپنے سٹیمر لے کر

رات کو بین الاقوامی سمندر میں اندر ناتھ جزیرے کی بجائے
جزیرے پر پہنچ جائیں اور مال کو تم راجسٹریہ پوائنٹ سے کھلی کر
لے جاؤ گے اور وہاں سے انہیں بٹام جزیرے پر پہنچاؤ گے اور یہ
مال ان کے حوالے کرنے کے بعد تم اپنے ساتھیوں سمیت واپ
گے"...... شیام سنگھ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"۔ ٹونی نے جواب دیتے ہوئے
"معاملات پر پوری طرح گرفت رکھنا"...... شیام سنگھ نے
"آپ بے فکر رہیں باس معاملات بالکل ویسے ہی ہوں گے
آپ کا حکم ہے"...... ٹونی نے جواب دیا تو شیام سنگھ نے او ے ا
رسیور رکھ دیا۔

"اب تم اندر ناتھ جزیرے پر انتظار کرتے رہو عمران"
سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے پڑا ہوا شراب کا گلاس
اس نے منہ سے لگا لیا اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان
تاثرات ابھر آئے تھے۔

، بڑے سے کمرے میں کرسیوں پر عمران اور فور سٹارز موجود
رہ اس رہائش گاہ کا تھا جو عمران نے کافرستانی دارالحکومت میں
پرٹی ڈیلر کے ذریعے حاصل کی تھی۔ جوزف اور جوانا دونوں
رانی کا کام سرانجام دے رہے تھے۔
ران صاحب آپ نے اچانک اس جزیرے پر جانے کا ارادہ
ریل کر دیا ہے"...... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
ب میں نے تم سے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی تو میرا ارادہ یہی تھا
پنے ساتھیوں سمیت تمہارے ساتھ اس جزیرے پر جاؤں گا اور
سے ہم رات کو اندر ناتھ جزیرے پر پہنچ کر ان لڑکیوں کو
ی کوشش کریں گے لیکن جب میں نے ٹھنڈے دماغ کے
ساری صورتحال پر غور کیا تو میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور
د تمہارے پاس جانے کے تمہیں بھی اپنے ساتھ یہاں لے

آیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس تبدیلی کی وجہ ہی تو پوچھ رہا ہوں"۔ صدیقی نے "
ہوئے کہا۔

"مجھے ایک فون کال کا انتظار ہے اس کے بعد بات ہو گی
نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی با
فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے
لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر
سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس کانجی پورم جزیرہ خالی ہو چکا ہے وہاں سے لڑکیاں
ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران اور اس کے ساتھ
پر ٹائیگر کی بات سننے والے صدیقی اور باقی ساتھی بھی بری طر
پڑے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تم وہاں کیسے پہنچ گئے۔ میں نے
جیکب کے گروپ میں شمولیت اور ان کی مکمل کارروائی معلو
کام سونپا تھا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر میں اسی سلسلے میں کوشش کر رہا تھا کہ میرا ٹا
ایسے آدمی سے ہو گیا جو جیکب کا خاص آدمی ہے۔ میں نے ا

ی رقم دے کر اور پاکیشیا میں اسے ایک بڑی تنظیم میں شمولیت کا
دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس آدمی نے جس کا نام جاگر ہے
ز انگیز انکشافات کئے ہیں۔ جاگر کے مطابق شیام سنگھ نے اچانک
ب کو اس کے نمبر ٹونی کے ہاتھوں مروا دیا اور اب جیکب کی بجائے
اس گروپ کا انچارج بن گیا ہے۔ جاگر اس ٹونی کا دست راست
ں لئے اس سے انتہائی اہم معلومات ملی ہیں ان کے مطابق شیام
نے اچانک منڈی کا پورا سیٹ اپ ہی تبدیل کر دیا ہے۔ جزیرہ
ر دیا گیا ہے وہاں سے فوجی کمانڈوز بھی واپس چلے گئے ہیں اور
ں کو بے ہوش کر کے جزیرے سے کسی اور خفیہ مقام پر شفٹ
گیا ہے لیکن اس سارے تبدیل شدہ سیٹ اپ کا علم جاگر کو بھی
ہے کیونکہ ٹونی نے اپنے گروپ کی بجائے کسی اور گروپ سے یہ
ہے۔ جاگر نے جب مجھے یہ بتایا تو مجھے بھی اس بات پر یقین نہ آیا
جاگر نے پیش کش کی کہ وہ مجھے کانجی پورم جزیرے پر لے جا کر
حال دکھا سکتا ہے۔ میں تیار ہو گیا۔ چنانچہ ہم دونوں ساحل پر
یہاں سے ایک تیز رفتار لانچ کے ذریعے ہم کانجی پورم جزیرے
ہ۔ جزیرہ واقعی خالی پڑا ہوا ہے۔ نہ ہی وہاں کوئی آدمی ہے اور نہ
نڈوز اور نہ کوئی لڑکی البتہ جزیرے کے نیچے بنے ہوئے تہہ
یں ایسے آثار موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں لڑکیاں
ہیں۔ ایک تہہ خانے میں البتہ اسلحے سے بھری ہوئی پیٹیاں
.اس جزیرے کی کسی طور پر کوئی حفاظت بھی نہیں کی

جاری۔اس پر ہم واپس آگئے اور اب میں آپ سے فون پر بات کر رہا
ہوں"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہیں جس جزیرے پر لے جایا گیا ہے وہی
کانچی پورم جزیرہ ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس میں نے نقشے میں کانچی پورم جزیرے کی لوکیشن لو
مارک کیا ہوا ہے اور میں جس جزیرے پر پہنچا ہوں وہ واقعی اسی لو
کیشن کے مطابق ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن اب یہ تو بہرحال معلوم کرنا ہے کہ لڑکیاں کہاں ہیں۔ تم
ایسا کرو کہ ان لڑکیوں کو خریدنے والی پارٹیاں جہاں ٹھہری ہوا
ہوں وہاں جاکر معلومات حاصل کرو۔ اب ہمیں ان میں سے کا
پارٹی کا روپ دھارنا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"سب پارٹیاں غائب ہو چکی ہیں باس۔ جاگر کے مطابق ٹونی
تمام پارٹیوں کو برگنزا ہوٹل سے اچانک اٹھا لیا ہے اور اب نجانے
کہاں ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اب یہ سارے کام اس ٹونی نے اکیلے تو نہیں کئے ہوں گے
گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرو جس کے ساتھ مل کر
نے یہ کام کیا ہے یا پھر اس ٹونی کو ٹریس کرو"...... عمران نے سا
میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران
اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ ایسا ہوگا اسی لئے میں تم لوگوں کو اپنے
تھ لے آیا تھا اور اب ٹائیگر کی بات نے میرے شبہ کی تصدیق کر دی
اگر ہم وہیں اس نائٹ واچ کے ساتھ رہتے اور اندر ناتھ جزیرے پر
کرتے تو ہمارے ہاتھ سوائے مایوسی کے اور کچھ بھی نہ آتا"۔ عمران
کہا۔

"آپ کو شبہ کیسے ہوا"...... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ جنرل شرما کی لاش ایک دو روز تک دستیاب نہ
سکے گی کیونکہ ٹائیگر سے کہہ کر میں نے اسے ایسی جگہ پھینکوایا تھا
سے اس کی دستیابی اس وقت تک ممکن نہیں تھی جب تک
خصوصی طور پر اس تک نہ پہنچتا لیکن شاید کسی بھی طرح اس کی
جلد ہی ٹریس ہو گئی اور جیسے ہی جنرل شرما کی لاش سامنے آئی ہو گی
یام سنگھ نے سارا سیٹ اپ ہی تبدیل کر دیا حتیٰ کہ اپنے خاص
جیکب کو بھی ہلاک کر دیا۔ کیونکہ جیکب سے ارباب اور اس کی
نے رابطہ کیا تھا ان دونوں کا تعلق چونکہ پاکیشیا سے تھا اس لئے
نگھ نے جیکب کو بھی سامنے سے ہٹا دیا"...... عمران نے جواب
وئے کہا۔

پھر تو اس شیام سنگھ کو ٹریس کرنا چاہئے وہ اس سارے کھیل کا
رتا دھرتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

وہ غائب ہے اور اگر وہ مل بھی جائے تو اس سے ہمیں فوری طور
فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اب یہ سارا کھیل ٹونی کے ہاتھ میں چلا گیا

ہے اور ٹونی نیلامی کی ساری کارروائی خود مکمل کرے گا۔ شیام سنگھ
کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ہدایات دینے کے بعد خود آؤٹ رہتا
ہے اور سارا کام اس کے آدمی مکمل کرتے ہیں اب تو اس ٹونی کو ٹریس
کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" آپ شاید پاکیشیا کال کر رہے ہیں"...... صدیقی نے اسے
مسلسل ڈائل کرتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے
زبان سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ارباب بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ارباب کی آواز
سنائی دی۔

" اس الف نے سارا مزہ کرکرا کر رکھا ہے اگر یہ الف نہ ہو تو کم
کم اچھی موسیقی تو سننے کو مل جاتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ میرا نام ارباب کی بجائے رباب ہوتا۔ لیکن
عمران صاحب آپ کو پھر بھی آواز یہی سننا پڑتی"...... دوسری طرف
سے ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کم از کم ایک آدھا تار تو کس جاتا۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ تم نے
سنگھ کے بارے میں کیا معلومات حاصل کی ہیں"...... عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔

" شیام سنگھ غائب ہے اور میں نے بڑی کوشش کی ہے اس

ے میں معلومات حاصل کرنے کی لیکن مجھے باوجود کوشش کے کچھ
لوم نہیں ہو سکا تو میں واپس پاکیشیا آ گیا کیونکہ میری وہاں موجودگی
ئی فائدہ نظر نہیں آ رہا تھا"...... ارباب نے جواب دیا۔

" شیام سنگھ کا آدمی جیکب جس سے تم ملے تھے اسے بھی اچانک
یتے سے ہٹا دیا گیا اور اب اس گروپ کا انچارج ٹونی ہے۔ اس کے
ھ ساتھ اس کانچی پورم جزیرے سے اغواشدہ لڑکیاں بھی غائب کر
گئی ہیں اور ہم ایک بار پھر مکمل اندھیرے میں ہیں کیونکہ ٹونی بھی
ہے اور نیلامی میں حصہ لینے والی تمام پارٹیاں بھی جبکہ کل یہ
ہونی ہے اس لئے اگر کل تک ان لڑکیوں کا پتہ نہ چل سکا تو پھر
مل طور پر بے بس ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ لیکن اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا"...... ارباب نے حیرت
ے لہجے میں کہا۔

بنیادی غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس سارے
کا بڑا پارٹنر کافرستانی فوج میں کمانڈو فورس کا سربراہ جنرل شرما ہے
میں نے سوچا کہ جنرل شرما کو کور کر کے اس کے روپ میں اگر
یرے پر پہنچا جائے تو وہاں آسانی سے معاملات کو کنٹرول کر لیا
گا۔ چنانچہ میں جنرل شرما کی سرکاری رہائش گاہ پر پہنچ گیا میں نے
پر جانے کے لئے فوجی ہیلی کاپٹر بھی وہیں اس کی کوٹھی پر منگوا
اس وقت اچانک یہ انکشاف ہوا کہ جزیرے پر ایسے جدید ترین
قتور کمپیوٹر نصب ہیں جو فاصلے سے ریز کی مدد سے میک اپ

چیک کر لیتے ہیں اور ایسی صورت میں ظاہر ہے ہمارا جنرل شرما کے
میک اپ میں وہاں جانا فضول تھا وہاں موجود تربیت یافتہ فوجی
کمانڈوز کو کنٹرول کرنا ناممکن ہو جاتا اس لئے مجبوراً مجھے یہ سکیم ختم
کرنی پڑی لیکن ظاہر ہے اب ہم جنرل شرما کو زندہ نہ چھوڑ سکتے تھے اس
لئے میں نے اسے ہلاک کر دیا اور پھر اس کی لاش سرکاری کالونی سے
باہر جھاڑیوں میں چھپا دی تاکہ دو تین روز تک وہ دستیاب نہ ہو سکے
اور معاملات جوں کے توں رہیں گے لیکن جنرل شرما کی لاش فوراً ہی
دستیاب ہو گئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سارا سیٹ اپ ہی یکلخت اور
اچانک بدل دیا گیا"...... عمران نے کہا۔

" یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے عمران صاحب کہ آپ اسے اپنی غلطی کہہ
رہے ہیں ورنہ ظاہر ہے آپ کی سکیم تو انتہائی شاندار تھی اور یہ تو سوچا
ہی نہیں جا سکتا کہ عام مجرم اس طرح فوج کی خدمات حاصل کر سکتے
ہیں اور اس طرح کے حفاظتی انتظامات بھی کر سکتے ہیں"...... ارباب
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کافرستانی فوج میں عیش کوشی کے عناصر کی رپوٹیں تو ملتی رہتی
تھیں لیکن اس حد تک تو سوچا بھی نہ جا سکتا تھا۔ بہرحال اب میں نے
تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تمہارے لازماً کافرستان کی معلومات
فروخت کرنے والی بڑی پارٹیوں سے تعلقات ہوں گے کیا تم اس ٹولی
کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو کہ وہ کہاں مل سکے گا یا
معلوم ہو جائے کہ اس نے اس سارے سیٹ اپ میں یہاں کے

روپ کو استعمال کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" میں کوشش کرتا ہوں آپ کس نمبر سے بات کر رہے ہیں"
رباب نے کہا تو عمران نے اسے اپنا نمبر بتا دیا۔

" او کے خدا حافظ"...... دوسری طرف سے ارباب نے کہا اور
ران نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب اگر ہمیں یہ معلوم ہو بھی جائے کہ لڑکیاں فلاں
ہ یا جزیرے پر موجود ہیں تب بھی ہم کیا کریں گے۔ لڑکیوں کی تعداد
ر سو کے قریب ہے اور ان میں کافرستان کے علاوہ پاکیشیا اور
سرے ہمسایہ ملکوں سے اغوا شدہ لڑکیاں بھی ہیں۔ ان لڑکیوں کو
مجرموں کے ہاتھوں سے نکال کر کہاں رکھا جائے گا اور کیسے انہیں
کے گھروں میں واپس بھجوایا جائے گا۔ میں تو مسلسل اسی بات پر
تا رہا ہوں لیکن مجھے تو اس کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آیا آپ نے بھی
اس بارے میں سوچا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

" میرا خیال تھا کہ ان لڑکیوں کو مجرموں کے چنگل سے نکالنے کے
جس جس ملک کی لڑکیاں ہوں ان ممالک کے سفارتخانے کے
لے کر دوں گا اس طرح وہ اپنے اپنے ملکوں اور گھروں میں آسانی
پہنچ جائیں گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ واقعی یہ اس کا صحیح حل ہے۔ ٹھیک ہے لیکن اب اصل مسئلہ
انہیں ٹریس کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا اور عمران نے اثبات میں
ادیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے

ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... عمران نے کہا۔

"ارباب بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے ارباب کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کوئی امید افزا خبر"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ٹونی آج کافرستانی دارالحکومت کے ایک مجرم گروپ "کاکس" کے ہیڈ کوارٹر میں دیکھا گیا ہے اور بس۔ اس کے بعد اس کے بارے میں کسی کے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے"....... ارباب نے کہا۔

"یہ کاکس گروپ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف کون ہے"....... ارباب نے کہا۔

"کافرستانی دارالحکومت کی پرانا دھرم شالا روڈ پر ایک ہوٹل کاکس ہوٹل۔ اس ہوٹل کے نیچے تہہ خانوں میں اس گروپ ہیڈ کوارٹر ہے اس کا انچارج ہوٹل کا مالک استاد شانتی رام ہے" ارباب نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"پرنس آف ڈھمپ"....... عمران نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ کال یقیناً ٹائیگر کی طرف سے ہو گی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس میں نے ٹونی کا کھوج نکال لیا ہے"۔۔ ئیگر نے کہا۔

کہاں ہے وہ"....... عمران نے کہا۔

یہ تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس نے ی مجرم گروپ کاکس کے ساتھ مل کر جزیرے سے لڑکیاں نکالی اس گروپ کا ایک اہم آدمی میرے ہاتھ لگ گیا ہے میں اسے اپنے ق لے کر آ رہا ہوں تاکہ اس سے ساری تفصیلات معلوم ہو ں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"استاد شانتی رام ہاتھ لگا ہے یا اس کا کوئی نائب"....... عمران نے راتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس آپ کیسے جانتے ہیں استاد شانتی رام کو وہ تو کاکس پ کا چیف ہے اس کے ایک آدمی نارو گو کو میں نے ٹریس کر کے لیا ہے"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں تھی۔

میں نے ارباب کو فون کر کے کہا تھا کہ وہ یہاں کی کسی ات فروخت کرنے والی پارٹی سے ٹونی کے بارے میں معلومات کرے ابھی تمہارے فون آنے سے پہلے اس کا فون آیا تھا اس یا ہے کہ ٹونی کاکس گروپ کے ہیڈ کوارٹر میں دیکھا گیا تھا اور یہ گروپ پرانے دھرم شالا روڈ پر واقع کاکس ہوٹل کے تہہ خانوں ہے اور اس گروپ کا انچارج استاد شانتی رام ہے"....... عمران نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" شانتی رام اور اس کا پورا گروپ غائب ہے صرف یہ آدمی نارا
ٹریس ہو سکا ہے یہ ایک اہم پارٹی سے ملاقات کے لئے کاکس ہوٹل
تھا کہ میں نے اور جاگر نے مل کر اسے کور کر لیا اور اس وقت میں جا
کی رہائش گاہ سے آپ کو فون کر رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" وہاں اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی"...... عمران نے کہا۔

" ہو تو سکتی ہے باس میں نے تو سوچا تھا کہ شاید آپ خود معلوما
حاصل کرنا چاہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تمہارے اس نام کے ہم وزن جاگر کی رہائش گاہ کہاں
عمران نے کہا۔

" نرائن کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ سو بارہ سی بلاک"...... ٹائیگ
جواب دیا۔

" تم وہیں رہو میں خود وہیں آرہا ہوں میں تمہارے اس جاگر
رہائش گاہ کی زیارت نہیں کرانا چاہتا"...... عمران نے کہا اور
رکھ دیا۔

" تم لوگ یہیں ٹھہرو گے میں جوانا کے ساتھ وہاں جا رہا
اس آدمی سے کوئی اہم معلومات مل گئیں تو میں تمہیں یہاں
کال کر کے ہدایات دے دوں گا"...... عمران نے کرسی
ہوئے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی جو عمران کے کرسی سے ا
خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑ

جوانا کے ساتھ کار میں سوار نرائن کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا
نرائن کالونی کافرستانی دارالحکومت کی مشہور اور پرانی کالونی تھی
متوسط طبقے کے لوگوں کی رہائش گاہیں تھیں۔ نرائن کالونی پہنچنے
عمران کو سی بلاک میں کوٹھی نمبر آٹھ سو بارہ تلاش کرنے میں
قت لگ گیا لیکن بہرحال وہ اس متوسط درجے کی کوٹھی کے
پہنچ ہی گیا۔

یل دو"...... عمران نے جوانا سے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا کار سے
اس نے ستون سے لگا ہوا کال بیل بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں
ک کھلا اور ٹائیگر باہر آگیا اور پھر اس نے جلدی سے پورا
ھول دیا تو عمران نے جو خود ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا کار
ادی۔ سامنے چھوٹے سے پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار
ا۔ عمران نے کار اس کے پیچھے روکی اور پھر دروازہ کھول کر
اسی لمحے برآمدے میں موجود ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا
یاں اترتا ہوا نیچے آگیا۔

ا نام جاگر ہے جناب آپ پرنس آف ڈھمپ ہیں"...... اس
ریب آکر کہا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں ماں باپ تو بہرحال اپنی اولاد کو پرنس
یں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جاگر بے اختیار

جناب یہ ڈھمپ کون سی ریاست ہے"...... جاگر نے

دانت نکالتے ہوئے کہا۔
"جاگر اور جاگیر میں فرق سمجھتے ہو"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اسی دوران جوانا اور ٹائیگر دونوں وہاں پہنچ گئے تھے۔
"جی ہاں جاگر تو میرا نام ہے جب کہ جاگیر تو نوابوں کی زمین کو کہتے
ہیں"...... جاگر نے جواب دیا۔
"بس یہی فرق ہے ڈھمپ اور ڈنک میں"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جاگر چند لمحے تو خاموش رہا جیسے اس ف
کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔
"اوہ آپ کا مطلب ہے کہ آپ ڈنک کے بغیر ہیں"...... جاگر
کہا۔
"دیمک کے دانت۔ سانپ کے پاؤں اور چیونٹی کی ناک ا
ہے تم نے کبھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا وہ اب عمار
کے اندرونی طرف بڑھ رہے تھے۔
"دیمک کے دانت۔ سانپ کے پاؤں اور چیونٹی کی ناک
مطلب میں سمجھا نہیں"...... جاگر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہ
کہا۔
"دیمک لکڑی کو کھا جاتی ہے لیکن اس کے دانت آج تک
نے نہیں دیکھے۔ سانپ کس قدر تیز چلتا ہے لیکن اس کے پاؤں
ہوتے اسی طرح چیونٹی دور سے کھانے پینے کی چیزوں کی خوشبو
لیتی ہے لیکن اس کی ناک کسی کو نظر نہیں آتی پھر اسی طرح ا

کے بغیر ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو
کا منہ کھلا اور پھر کافی دیر تک کھلا رہ گیا۔
"پرنس آپ واقعی بہت قابل آدمی ہیں۔ انہوں نے تو آج ایسی
کی ہیں کہ میں نے ساری زندگی کبھی سوچی تک نہیں ہوں
...... جاگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ
میں پہنچے تو وہاں کرسی پر ایک آدمی رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا
گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔
یہ ہے وہ نارو گو"...... عمران نے اس آدمی کی طرف دیکھتے
کہا۔
یس باس"...... ٹائیگر نے ایک کرسی اٹھا کر اس نارو گو کے
کھتے ہوئے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔
یہاں کا بہت بڑا بدمعاش ہے جناب اس کی بڑی دھوم ہے بڑا
ا ہے"...... جاگر نے کہا۔
ے ہوش میں لے آؤ ٹائیگر"...... عمران نے جاگر کی بات کا
ینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے آگے
ارو گو کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں
اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو
ہٹ گیا۔
ہے بڑا عجیب طریقہ ہے ہوش میں لانے کا"...... جاگر نے
ے لہجے میں کہا۔

"جوانا"....... عمران نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"....... جوانا نے چونک کر کہا۔

"جاگر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی لگتا ہے اسے ہاف آف کر دو"....... عمران نے کہا اور ابھی عمران کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ جاگر چیختا ہوا اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا۔ جوانا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور جاگر کے چہرے پر پڑنے والے زوردار تھپڑ نے اسے واقعی ہوا میں اچھال کر کئی فٹ دور جا گرایا تھا۔ ایک ہی تھپڑ اس کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ کیونکہ نیچے گرنے کے بعد وہ چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا اس کے منہ اور ناک سے خون کی لکیریں سی نکلنے لگی تھیں۔ اسی لمحے نارو گو ہوش میں آ گیا۔ چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے یہ میں کہاں ہوں تم کون ہو"....... اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کرتے ہوئے بوکھلائے لہجے میں کہا۔

"تم استاد شانتی رام کے خاص آدمی ہو"....... عمران نے میں کہا۔

"ہاں ہاں میں استاد شانتی رام کا آدمی ہوں مگر تم کون ہو اور نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے"....... نارو گو نے حیرت بھرے لہجے

"سنو نارو گو اگر تم اپنے جسم کی ہڈیاں ٹوٹنے سے بچانا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ ٹونی نے کا کس گروپ کے ساتھ مل کر جزیرے کانچی پورم لائی جانے والی لڑکیوں کو کہاں رکھا ہے"....... عمران نے غراتے ئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ لڑکیاں جزیرے سے لائی گئی ہیں کیا ب کیسی لڑکیاں مجھے تو معلوم نہیں ہے"....... نارو گو نے چونکتے ئے کہا لیکن اس کے بولنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر بات رہا ہے۔

"جوانا"....... عمران نے جوانا سے کہا۔

یس ماسٹر"....... جوانا نے کہا۔

س نارو گو کی ایک آنکھ ختم کر دو"....... عمران نے سرد لہجے میں

یس ماسٹر"....... جوانا نے کہا اور نارو گو کی طرف بڑھنے لگا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا"....... نارو گو نے قدرے خوفزدہ سے کہا لیکن پھر اس کا فقرہ اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی چیخ میں گم ہو گیا۔ جوانا نے ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا رے ہاتھ کی انگلی کسی نیزے کی طرح اس کی آنکھ میں اتار دی ارو گو کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ ہوش ہو چکا تھا۔ جوانا نے خون اور مواد سے لتھڑی ہوئی انگلی

ناروگو کے لباس سے صاف کی اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی
ناروگو کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔

"پانی لے آؤ ٹائیگر"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور تہہ خانے کی اوپر جاتی ہوئی
سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ
میں پانی سے بھرا ہوا جگ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر جگ میں بھرا ہوا
آدھا پانی ناروگو کے سر اور زخمی آنکھ پر ڈالا تو ناروگو چند لمحوں بعد ہی
چیختا ہوا ہوش میں آگیا اور ٹائیگر نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور
جگ کا کنارہ اس کے منہ سے لگا دیا۔ اور ناروگو نے اس طرح غٹا غٹ
پانی پینا شروع کر دیا جیسے صدیوں کی پیاس کے بعد اسے پانی پینے کو ملا
ہو۔ جب کافی سارا پانی اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو ٹائیگر نے جگ
ہٹایا اور اس میں بچا ہوا پانی اس کے چہرے پر اچھال دیا اور پھر پیچھے
ہٹ گیا۔

"اب تمہاری یادداشت واپس آگئی ہے یا دوسری آنکھ ختم ہونے
کے بعد واپس آئے گی"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم ظالم آدمی ہو۔ تم نے میری آنکھ ضائع کر دی ہے"...... ناروگو
نے چیختے ہوئے کہا۔

"جوانا"...... عمران نے ایک بار پھر اسی طرح سرد لہجے میں
سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا۔

"اس کے دائیں بازو کی ہڈی توڑ دو"...... عمران نے کہا۔

"رک جاؤ رک جاؤ مت توڑو۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں رک جاؤ
مارو"...... ناروگو نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اس کا
وانا کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

اس کے قریب رک جاؤ اور اگر یہ بولنا بند کر دے تو ہڈی توڑ
...... عمران نے جوانا سے کہا تو جوانا کرسی کے قریب رک گیا۔

بولو کانچی پورم جزیرے سے لڑکیوں کو کہاں لے جایا گیا ہے"۔
ں نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جوانا نے اپنی ہتھیلی
ں انداز میں کر لیا جیسے وہ ہتھیلی مار کر اس کے بازو کی ہڈی توڑ
گا۔

راجسٹریہ پوائنٹ لڑکیاں راجسٹریہ پوائنٹ پر ہیں"...... ناروگو
ختے ہوئے کہا۔

کہاں ہے یہ پوائنٹ پوری تفصیل سے بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

دارالحکومت کے شمال مغرب میں تقریباً ایک سو کلو میٹر کے
پر ساحل سمندر سے چالیس کلو میٹر اندر ویران علاقہ ہے اس
، کو وجے پور کہتے ہیں۔ یہاں ایک پرانا قلعہ ہے جسے راجسٹریہ
تے ہیں اس قلعے کے نیچے بڑے بڑے تہہ خانے ہیں لڑکیاں ان
نوں میں رکھی گئی ہیں۔ اس قلعے اور اس پورے علاقے پر شیام
کا قبضہ ہے"...... ناروگو کی زبان تیز قینچی کی طرح رواں ہو گئی

"تم وہاں گئے تھے لڑکیوں کے ساتھ"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں میں استاد شانتی رام کے ساتھ پہلے جزیرے پر گیا تھا۔ چیف باس ٹونی بھی ساتھ تھا وہاں سب لڑکیاں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ ان لڑکیوں کو ہم نے اٹھا کر سٹیمروں میں ڈالا اور پھر ہم ساحل پر آ گئے۔ وہاں اسٹیشن ویگنیں موجود تھیں ان اسٹیشن ویگنوں پر ہم نے لڑکیوں کو لادا اور راجسٹریہ پوائنٹ پر چھوڑا۔ پھر استاد شانتی رام نے مجھے ایک ضروری کام سے واپس بھیج دیا۔ استاد اور اس کے ساتھی وہاں حفاظت پر ہیں"...... نارو گو نے کہا۔

"کتنے آدمی ہیں وہاں"...... عمران نے پوچھا۔

"چالیس کے قریب تو ہیں۔ استاد کا سارا گروپ ہے"...... نارو گو نے جواب دیا۔

"کل منڈی کا کیا پروگرام ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... نارو گو نے کہا تو عمران نے جوانا کو آ
سے اشارہ کر دیا دوسرے لمحے تہہ خانہ نارو گو کے حلق سے نکلنے و
انتہائی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوانا نے عمران کا اشارہ ملتے بجلی کی سی تیزی سے اس کے بازو پر کھڑی ہتھیلی کا وار کر دیا اور کڑا
کی آواز کے ساتھ ہی نارو گو کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا
تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا اور وہ چیخنے کے ساتھ ساتھ دائیں بائیں سر مار رہا تھا۔

"اب اگر تمہارے حلق سے چیخ نکلی تو دوسرے بازو کی ہڈی

آئے گی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو نارو گو نے اس
لت ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے ڈر ہو کہ منہ سے ہوا باہر نہ نکل
یکن اس کا چہرہ اسی طرح تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور
نکھ کا رنگ پکے ہوئے ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ نظر آ رہا تھا اس کا
ص کی ہڈی ٹوٹی تھی تھوڑا سا لٹک سا گیا تھا اور اس طرح کانپ
یسے رعشہ سے کانپتا ہے۔

ب تمہیں معلوم ہو گیا ہے یا ابھی اور ہڈیاں توڑی جائیں"۔
نے غراتے ہوئے کہا۔

ہ وہ کل منڈی لگے گی۔ چیف باس ٹونی کہہ رہا تھا کہ ایجنٹوں کو
ٹھا کر واپس شرنگٹن ہوٹل میں پہنچایا جائے گا اور پھر بولی بھی
ہوٹل میں لگے گی۔ اس ہوٹل کے نیچے تہہ خانے ہیں"۔ نارو گو
ے رک کر کہا۔

یجنٹوں کو کس وقت مال دکھایا جائے گا"...... عمران نے

ل صبح دس بجے"...... نارو گو نے جواب دیا۔

ور پھر مال انہیں دیا کہاں جائے گا"...... عمران نے کہا۔

م یقین کرو اس بارے میں مجھے معلوم نہیں نہ ہی چیف باس
ے بتایا ہے اور نہ ہی استاد شانتی رام نے۔ میں جھوٹ نہیں بول
چ کہہ رہا ہوں"...... نارو گو نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں

"ٹونی کا حلیہ بتاؤ"...... عمران نے کہا تو نارو گو نے جلدی سے
بتانا شروع کر دیا۔

"اور استاد شانتی رام کا"...... عمران نے پوچھا تو نارو گو نے
ہی ایک اور حلیہ بتا دیا۔

"جوانا اسے آف کر دو"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے
جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے
کہ نارو گو کچھ سمجھتا یا کوئی احتجاج کرتا جوانا نے اس کی کنپٹی پر
کی نال رکھ کر ٹریگر دبا دیا اور نارو گو کی کھوپڑی کئی حصوں میں
ہو کر زمین پر بکھر گئی۔ اس کے منہ سے چیخ تک نہ نکل سکی تھی۔

"اس جاگر کا بھی خاتمہ کر دو اب ہمیں اس کی ضرورت
رہی"...... عمران نے کہا تو جوانا نے فرش پر بے ہوش پڑے
جاگر کی کھوپڑی بھی نارو گو کی طرح اڑا دو۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ اب ہمارے لئے آسانی ہو
اس جزیرے کے نسبت بہرحال اب اس پرانے قلعے پر ریڈ آسانی
جا سکتا ہے"...... عمران نے تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف
ہوئے کہا اور جوانا اور ٹائیگر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ا ایک غیر ملکی دورے سے واپس جیسے ہی اپنے ہیڈ کوارٹر کے
اخل ہوا۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاگل
ڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"...... شاگل نے رسیور اٹھاتے ہی بیزار سے لہجے میں کہا۔
پریذیڈنٹ ہاؤس سے فون آیا تھا کہ آپ جیسے ہی ہیڈ کوارٹر
ئیں پریذیڈنٹ ہاؤس فون کریں۔ اس لئے میں نے کال کی
کر آپ حکم دیں تو میں کال ملواؤں"...... دوسری طرف سے
سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

ں میں نے سانس بھی نہیں لیا اور تم نے پریذیڈنٹ ہاؤس کی
الا اپنی شروع کر دی ہے کیا ہو گیا ہے پریذیڈنٹ ہاؤس کو کیا
لگ گئی ہے یا اپنی جگہ سے ہل گیا ہے نانسنس۔ مجھے بیٹھنے تو
شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر جیسے آپ حکم دیں سر"...... دوسری طرف سے
ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"حکم کیا دیں ۔ احمق آدمی اب حکم دینے کے لئے کیا رہ گیا
ملواؤ کال جلد کرو"...... شاگل نے پھر چیختے ہوئے کہا اور رسیور
پر پٹخ دیا اور پھر میز کے پیچھے رکھی ہوئی اپنی کرسی پر اس طرح گر
غیر ملک سے ہوائی جہاز پر آنے کے بجائے پیدل ہی دوڑتا ہوا آیا

"یہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں پھر کیا مصیبت ٹوٹ پڑی ہے ا
کرنے نہیں دیتے کسی کو"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا
لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ایک طویل سانس لیا ا
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں صدر صاحب آپ
فوری بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکر
آواز سنائی دی۔

"مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کراؤ بات"...... شاگل
بناتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد صدر کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں سر"...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ
کہا۔

"آپ شاید ابھی واپس آئے ہیں"...... دوسری طرف سے

یس سر آپ حکم کریں سر میرا تو ہر لمحہ ملک و قوم کے لئے وقف
ناب"...... شاگل نے کہا۔

آپ جیسے فرض شناس آفیسر ہمارے ملک کے لئے سرمایہ ہیں مسٹر
لیکن یہاں آپ کی عدم موجودگی میں ایک انتہائی عجیب بات
ئی ہے ۔ کمانڈوز فورس کے جنرل شرما کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور
ل کرنے والے آپ تھے"...... صدر نے کہا تو شاگل کی آنکھیں
سے پھیلتی چلی گئیں۔

جج جناب یہ ۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں میں نے جنرل شرما کو
کیا ۔ مم مگر میں تو ملک سے باہر تھا جناب ابھی چند لمحے پہلے
آیا ہوں"...... شاگل نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

مجھے معلوم ہے لیکن کوئی آدمی آپ کے روپ میں اور آپ کی کار
ئی آفیسرز کالونی گیا ہے ۔ آپ ایسا کریں یہاں پریذیڈنٹ ہاؤس آ
یہاں تفصیل سے بات ہو گی مجھے اس معاملے نے بے حد فکر مند
ہے اور میں اس سلسلے میں تفصیل سے آپ سے بات کرنا چاہتا
ہے۔ اس سارے سلسلے میں میری ذات کو بھی ملوث کیا گیا ہے اور
یہاں کوئی انتہائی خطرناک اور گہرا کھیل کھیلا جا رہا ہے اس لئے
پ کی واپسی کا شدت سے انتظار تھا"...... صدر نے کہا۔

یس سر میں حاضر ہو رہا ہوں سر"...... شاگل نے کہا اور پھر دوسری
سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا

اس کا چہرہ ابھی تک حیرت کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہوا۔ میرے روپ میں جنرل شرما کو کس نے ہلاک کیا
کیوں یہ یہ کیا مطلب"...... شاگل نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے
اور پھر وہ کرسی سے ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پریذیڈنٹ ہاؤ
کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچتے ہی اسے فوراً صد
صاحب کے خصوصی کمرے میں پہنچا دیا گیا۔

"آیئے مسٹر شاگل"...... شاگل کے سلام کا جواب دیتے ہوئے صد
نے کہا اور میز کی سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"شکریہ سر"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر شاگل دو روز پہلے کمانڈو فورس کے جنرل شرما کی لاش ہال
آفیسرز کالونی سے کافی فاصلے پر جھاڑیوں کے اندر چھپی ہوئی ملی
پولیس کے ایک گشتی دستے کو اتفاقاً مل گئی اتفاقاً اس لئے کہہ رہا ہوں
کہ یہ گشتی دستہ منشیات کے ایک ریڈ میں جانے کے لئے وہاں سے گزر
رہا تھا ان کے ساتھ خصوصی تربیت یافتہ کتے تھے وہاں سے گزرتے ہو
کتوں نے مخصوص آوازیں نکالیں اور ان جھاڑیوں کی طرف لپکے۔ جب
سپاہی وہاں گئے تو انہیں یہ لاش نظر آ گئی۔ اگر کتے ساتھ نہ ہوتے تو
یقیناً یہ لاش اس انداز میں چھپائی گئی تھی کہ وہ خصوصی طور پر تلاش
کیے بغیر نظر نہ آ سکتی تھی۔ بہرحال جنرل شرما کی لاش ملنے پر جب ان کی
رہائش گاہ یا آفیسرز کالونی کو چیک کیا گیا تو وہاں ان کے تمام ملازم

وش پڑے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک فوجی ہیلی کاپٹر بھی
موجود تھا اور اس کا پائلٹ بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ چونکہ اس
میں جانے والے ہر آدمی کو چیک کیا جاتا ہے اس لئے چیک
سے معلوم کرنے پر ایک نئی کہانی سامنے آئی کہ چیک پوسٹ پر
ہینے والے کیپٹن کو پریذیڈنٹ ہاؤس سے کال کیا گیا اور میری
سے براہ راست حکم دیا گیا کہ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل
پوسٹ پر پہنچ رہے ہیں انہیں اندر جانے کا اجازت نامہ دیا جائے
نے جنرل شرما سے ملاقات کرنی ہے لیکن جنرل شرما کو اس
میں کچھ نہ بتایا جائے۔ اس کے بعد ایک کار جس پر سیکرٹ
کا مخصوص فلیگ موجود تھا چیک پوسٹ پر پہنچی۔ ڈرائیور ایک
تھا اس نے اندر جا کر کارڈ لیا جب کہ کار میں آپ فرنٹ سیٹ
ہوئے تھے آپ کو وہاں موجود فوجی سپاہیوں نے دیکھا اس کے
اندر چلی گئی ایک فوجی کار کے ساتھ گیا اور آپ کو جنرل شرما کی
کے گیٹ پر چھوڑ کر واپس آ گیا۔ اس کے بعد وہ کار جب واپس
پوسٹ پر پہنچی تو اس میں آپ کے ساتھ جنرل شرما موجود تھے
آدمی موجود نہ تھا جو پہلے آپ کے ساتھ تھا۔ اس اطلاع ملنے پر
بے حد حیران ہوا کیونکہ میں نے چیک پوسٹ پر ایسی کوئی کال
کی تھی اور نہ میں ایسا کرتا ہوں اور آپ بھی ملک سے باہر تھے
لئے لازمی بات ہے کہ یہ سب کچھ کسی خاص مقصد کے لئے کیا گیا
لیکن کس نے کیا ہے اور کس مقصد کے لئے سب کچھ کیا گیا ہے

اور جنرل شرما جیسے ہائی کمان فوجی آفیسر کی اس انداز میں ہلاکت یہ سب
کچھ مجھے انتہائی خطرناک محسوس ہو رہا ہے"...... صدر نے کہا۔
"جناب بظاہر تو یہ سب پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کا ہی کام نظر آ
ہے کیونکہ ایسے کام وہی کرتا ہے۔ وہی آپ کی آواز کی نقل اتار سکتا ہے
اور میرے میک اپ میں وہاں جا سکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ا
اس نے ایسا کیا ہے تو اس کے پیچھے مقصد کیا تھا یقیناً کوئی خاص
مقصد ہو گا۔ یہ تو اب مجھے اس بارے میں تحقیقات کرنی ہوں گی".
شاگل نے کہا۔
"میرے ذہن میں بھی یہی نام آیا تھا اور اگر وہ اس سارے کھیل
کے پیچھے ہے تو پھر وہ یہاں کسی خاص مشن پر ہی آیا ہو گا لیکن جنرل ش
کی ہلاکت کی کوئی خاص وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اس سے اس نے ا
فائدہ اٹھایا ہو گا"...... صدر نے کہا۔
"ہو سکتا ہے سر کہ وہ جنرل شرما کے میک اپ میں کسی پوائنٹ پ
گیا ہو"...... شاگل نے کہا۔
"نہیں ملٹری انٹیلی جنس نے مکمل تحقیقات کرائی ہیں۔ ایس
کوئی بات سامنے نہیں آئی"...... صدر نے کہا۔
"اب جب تک اصل بات سامنے نہ آ جائے جناب کیا کہا جا سکتا
ہے"...... شاگل نے کہا۔
"کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے بات
ہیں"...... صدر نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے مگر جناب ان کا فون نمبر تو
علوم ہی نہیں ہے پھر کیسے بات ہو گی"...... شاگل نے کہا۔
"اگر آپ بات کرنا چاہیں تو میں ہاٹ لائن پر پاکیشیا کے صدر سے
ت کر کے آپ کی بات کرا سکتا ہوں۔ پروٹوکول کے مطابق میں خود
ت نہیں کر سکتا اور نہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کا رینک اس کے برابر
ہے اس لئے آپ بات کر سکتے ہیں شاید اس طرح کوئی کلیو سامنے آ
ئے میں دراصل اس سارے سلسلے میں انتہائی بے چینی محسوس کر رہا
ہوں"...... صدر نے کہا۔
"ٹھیک ہے سر میں بات کرنے کے لئے تیار ہوں"...... شاگل
نے کہا تو صدر نے سامنے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔
"ہاٹ لائن پر پاکیشیا کے صدر سے میری بات کراؤ"...... صدر نے
کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں مگر آپ کو پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے چیف کا نمبر بھی معلوم نہیں ہے اب صدر پاکیشیا سے یہ
بات کرتے ہوئے مجھے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا"...... صدر نے
اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا لیکن شاگل نے کوئی جواب نہ دیا وہ
خاموش رہا اسی لمحے ایک طرف پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے رسیور اٹھا لیا۔
"ہیلو میں صدر کافرستان بول رہا ہوں"...... صدر نے رسیور
اٹھاتے ہی باوقار لہجے میں کہا۔

"یس میں پاکیشیا کا صدر بات کر رہا ہوں خیریت آپ کی یہ کال انتہائی غیر متوقع ہے"...... دوسری طرف سے ایک انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

"کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے پاس آپ کے سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر نہیں ہے۔ کیا آپ ان کا نمبر بتانا پسند کریں گے"...... صدر نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کا نمبر سوری مجھے ان کے نمبر کا علم نہیں ہے اور نہ ہی مجھے کبھی اس کی ضرورت پڑی ہے کیونکہ میرے اور سیکرٹ سروس کے درمیان سرکاری طور پر سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان رابطے کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ میں سلطان کو کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو فون کر لیں گے"...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ گڈ بائی"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے کہ اس کا نمبر اس کے ملک کے صدر کو بھی معلوم نہیں ہے"...... کافرستان کے صدر کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

"وہ انتہائی پراسرار سی شخصیت ہے جناب۔ مجھے تو یہاں تک معلوم ہے کہ خود سیکرٹ سروس کے ارکان اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ان کا رابطہ اس سے صرف فون پر ہی ہوتا ہے اس لئے تو مجھے بھی ان کے نمبر کا علم نہیں ہو سکا"...... شاگل نے کہا اور صدر نے

ت میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ کے بعد سفید رنگ کے فون ھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان صاحب کا فون ہے آپ سے بات کرنے کے خواہش مند ہیں"...... دوسری طرف سے ی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"...... صدر نے کہا۔

"ہیلو جناب میں سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ یشیا کے صدر صاحب نے مجھے بتایا کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس ، چیف سے بات کرنے کے خواہش مند ہیں"...... دوسری طرف یہ ایک باوقار آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد پرسکون اور ٹھہرا ہوا سا تھا ں میں قطعاً اس قسم کی بوکھلاہٹ نہ تھی جیسی کسی سیکرٹری کی سطح ے آدمی کی ملک کے صدر سے بات کرتے ہوئے عام طور پر دیکھی جاتی

"میں نے ان سے کوئی بات نہیں کرنی سر سلطان صاحب فرستان سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر شاگل بات کرنا چاہتے ہیں"۔ درنے قدرے تلخ سے لہجے میں کہا۔

"سوری سر شاید پیغام میں کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو گی۔ میں بہرحال عذرت خواہ ہوں میں نے یہی سمجھا تھا کہ آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگل صاحب کس نمبر پر موجود ہیں"...... سیکرٹری وزارت خارجہ نے

اسی طرح باوقار اور بااعتماد لہجے میں کہا۔

" وہ اس وقت میرے آفس میں موجود ہیں لیکن آپ ان کا نمبر دیں وہ خود ہی بات کر لیں گے "...... صدر نے کہا۔

" ویری سوری سر سیکرٹ سروس کے چیف نے مجھے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ ان کا نمبر کسی کو نہ دیا جائے ۔ میں ان سے درخواست کر رہا ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ شاگل صاحب سے بات کرنے پر رضامند ہو جائیں گے ۔ گڈ بائی سر "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" عجیب لوگ ہیں یہ ان کی سیکرٹ سروس کا چیف تو مجھے ان کے ملک کے صدر سے بھی زیادہ بااختیار محسوس ہوتا ہے "...... صدر کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی ۔ شاگل خاموش رہا اس نے کوئی جواب نہ دیا تھوڑی دیر بعد اسی سفید فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... صدر نے کہا۔

" پاکیشیا وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان جناب شاگل صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں "...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" کراؤ بات "...... صدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور رسیور شاگل کی طرف بڑھا دیا ۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی آن تھا ۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کمرے میں بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

" ہیلو میں شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس "...... شاگل نے لہجے کو دبنگ بناتے ہوئے کہا۔

" ایکسٹو سپیکنگ "...... دوسری طرف سے انتہائی باوقار لیکن سرد لہجے میں مختصر سا جواب دیا گیا۔

" مسٹر ایکسٹو یہاں کافرستان میں آپ کے ایجنٹ علی عمران نے روپ دھار کر اور صدر صاحب کی آواز میں چیک پوسٹ پر فون کر کے کمانڈو فورس کے جنرل شرما کو ہلاک کر دیا ہے ۔ بغیر کسی وجہ کے کسی مقصد کے اور یہ جرم ہے "...... شاگل نے غصیلے اور جذباتی لہجے میں کہا۔

" علی عمران سیکرٹ سروس کا ایجنٹ نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے وہ فری لانسر ہے جب سیکرٹ سروس کو اس کی ضرورت پڑتی ہے تو اسے ہائر کر لیا جاتا ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو اگر واقعی عمران نے کوئی جرم کیا ہے تو آپ بیشک اسے گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلائیں اور جو سزا چاہیں آپ دیں اگر کوئی جرم کرتا ہے تو اسے سزا بھی بھگتنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے صدر صاحب کو میری طرف سے بتا دیں کہ کافرستان کمانڈو فورس کے جنرل شرما کے بارے میں مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹس ملتی رہی ہیں کہ وہ جرائم میں ملوث ہیں اور انہوں نے کافرستان میں باقاعدہ جرائم کا سنڈیکیٹ بنایا ہوا تھا اور وہاں کے کسی شیام سنگھ کے ساتھ اس کا گٹھ جوڑ تھا ۔ عمران کے بارے میں

میرے پاس رپورٹ موجود ہے کہ وہ پاکیشیا کی ایک سرکاری
فور سٹارز کے ساتھ آج کل کام کر رہا ہے اور فور سٹارز ان دنوں پا
سے نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر کے کافرستان میں فروخت کیے
کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جنرل شرما بھی اس مکر
بھیانک جرم میں ملوث ہو"...... ایکسٹو نے اسی طرح باوقار اور
لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے
ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

"جنرل شرما جرائم میں ملوث تھا یہ کیسے ممکن ہے"......
صاحب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جھوٹ بول رہا ہے سر۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جنرل شرما
اعلیٰ آفیسر جرائم میں ملوث ہو اور اس کی رپورٹ پاکیشیا پہنچ جائے
ہماری ملٹری انٹیلی جنس کو اس کی خبر تک نہ ہو سکے"...... شاگل
منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ ایکسٹو کے لہجے۔ انداز اور باتوں پر واقعی
ہی دل میں کھول رہا تھا کیونکہ جس انداز میں ایکسٹو نے بات کی تھی
شاگل کے نزدیک انتہائی توہین آمیز تھی۔ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ
کا چیف تھا تو شاگل پاکیشیا سے کہیں بڑے ملک کافرستان سیکر
سروس کا چیف تھا۔

"نہیں ایکسٹو کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غلط بات کرنے کا عادی نہیں
ہے"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر
کام کا رسیور اٹھالیا۔

یں"...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔
ڑی انٹیلی جنس کے چیف سے بات کراؤ"...... صدر نے سخت
کہا اور رسیور رکھ دیا۔
بھی انتہائی عجیب بات ہے کہ عمران کا پاکیشیا سیکرٹ سروس
ئی تعلق نہیں ہے وہ فری لانسر ہے مگر وہی ہمیشہ سیکرٹ سروس
مشن کے دوران لیڈ کرتا ہے"...... صدر نے رسیور رکھ کر
تے ہوئے کہا۔
میں تو کہہ رہا ہوں سر کہ یہ ایکسٹو فراڈ ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے
لواہ ہم پر رعب جتانے کی کوشش کر رہا ہے"...... شاگل نے منہ
ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سفید فون
ٹی بج اٹھی اور صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
یس"...... صدر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
ملٹری انٹیلی جنس کے چیف جناب مہادیو لائن پر ہیں جناب"۔
طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔
ہیلو جناب میں مہادیو بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد
مردانہ آواز سنائی دی لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔
مسٹر مہادیو ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کمانڈو فورس کے جنرل شرما
میں ملوث تھے کیا آپ کے محکمے نے اس بارے میں کوئی رپورٹ
ہے"...... صدر نے کہا۔
سر میں نے تو ایک ہفتہ پہلے چارج لیا ہے۔ میرے نوٹس میں تو

ایسی کوئی رپورٹ نہیں لائی گئی"...... مہادیو نے اسی طرح مؤ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" ملٹری ہائی رینک آفیسرز کے کردار اور سرگرمیوں کے بار۔
آپ کے محکمے کا کون سا شعبہ کام کرتا ہے"...... صدر نے کہا۔
"آفیسرز سیکشن جناب"...... مہادیو نے جواب دیا۔
"اس کا انچارج کون ہے"...... صدر نے پوچھا۔
"کرنل راؤ جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔
"کرنل راؤ سے کہیں کہ وہ مجھ سے فوری بات کریں"......
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
" یہ ممکن ہی نہیں جناب کہ اتنا بڑا فوجی افسر جرائم میں اس
ملوث ہو"...... شاگل نے کہا۔
"یہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے
یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور ہمیں اس طرف فوری اور بھرپور توجہ
ہوگی"...... صدر نے جواب دیا۔اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
نے رسیور اٹھا لیا۔
"کرنل راؤ لائن پر ہیں جناب"...... صدر کے پی اے کی مؤ
آواز سنائی دی۔
"بات کراؤ"...... صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"سر میں کرنل راؤ عرض کر رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں
ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

کرنل راؤ آپ ملٹری انٹیلی جنس کے اس شعبے کے انچارج ہیں جو
کے اعلیٰ آفیسرز کے بارے میں رپورٹس تیار کرتا ہے"...... صدر
اوقار لہجے میں کہا۔
یس سر"...... کرنل راؤ نے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے میں
ب دیا۔اس کا انداز بتا رہا تھا کہ شاید اسے زندگی میں پہلی بار صدر
ات کرنے کا اتفاق ہو رہا ہے۔
آپ کب سے اس سیکشن کے انچارج ہیں"...... صدر نے پوچھا۔
"آٹھ سال سے جناب"...... کرنل راؤ نے جواب دیا۔
"کمانڈو فورس کے جنرل شرما کے بارے میں کوئی رپورٹ آپ نے
ا ہے"...... صدر نے پوچھا۔
یس سر ہر ماہ رپورٹس ہیڈ کوارٹر کو ارسال کی جاتی ہیں جناب"۔
راؤ نے جواب دیا۔
جنرل شرما کا کردار کیسا تھا"...... صدر نے پوچھا۔
"جی وہ بہترین آفیسر تھے ۔انتہائی فرض شناس اور دیانت دار
...... کرنل راؤ نے جواب دیا۔
جب کہ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ان کا تعلق جرائم سے تھا اور
نے کافرستان میں باقاعدہ جرائم کا سنڈیکیٹ قائم کر رکھا تھا"۔
نے کہا۔
"جی عام طور پر ایسا کہا جاتا تھا ہم نے بھی اس بارے میں تحقیقات
ہیں لیکن ہمیں اس بارے میں کبھی کوئی شکایت نہیں مل سکی۔

چونکہ وہ انتہائی فرض شناس اور دیانت دار آفیسر تھے اس لئے ان
مخالف ان کے خلاف ایسی افواہیں اڑاتے رہتے تھے"...... کرنل
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے شکریہ"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"آپ بہرحال اپنے طور پر مکمل تحقیقات کرائیں"...... صدر
رسیور رکھ کر شاگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"یس سر"...... شاگل نے اٹھ کر سلام کرتے ہوئے کہا کیونکہ
صدر کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ صدر صاحب اب ملاقات ختم کرنا چاہتے تھے
اور شاگل تیزی سے مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

ران نے کار وسیع و عریض اور انتہائی شاندار انداز میں تعمیر شدہ
کے گیٹ سے تھوڑی دور آگے جا کر ایک پارک کے گیٹ کے
روک دی یہاں سے وہ کوٹھی اپنی پوری شان و شوکت کے
نمایاں طور پر نظر آرہی تھی۔ کار میں عمران کے ساتھ ٹائیگر
اور جوانا موجود تھے۔
باس۔ شیام سنگھ تو اس کوٹھی میں موجود نہیں ہے پھر آپ یہاں
لیا حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔
شیام سنگھ کا پتہ"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور دروازہ
کر کار سے باہر آگیا۔ اس کے باہر آتے ہی عقبی سیٹ سے جوزف
انا اور فرنٹ سے ٹائیگر باہر آگیا۔ وہ سب کے سب مقامی میک
میں تھے۔
تم تینوں نے اس کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر

کرنی ہے اور پھر عقبی طرف سے اندر داخل ہو کر اس کا چھوٹا گیٹ کھو
ہے"...... عمران نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم
اٹھاتے سڑک کراس کر کے کوٹھی کی طرف بڑھ گئے لیکن کوٹھی کے
گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سڑک کراس کرنے کے بعد وہ علیحدہ
علیحدہ ہو کر کوٹھی کی دونوں سائیڈوں پر موجود سڑکوں کی طرف بڑھ
گئے۔ جوزف اور جوانا دائیں طرف جب کہ ٹائیگر بائیں طرف کو بڑھ
گیا اور تھوڑی دیر بعد کار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے عمران نے
دونوں سائیڈوں سے کیپسول اڑ اڑ کر کوٹھی کے اندر گرتے ہوئے
دیکھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عقبی طرف سے بھی فائر کئے جا رہے ہوں گے۔
کافی دیر تک کیپسول فائر ہوتے رہے پھر وہ نظر آنے بند ہو گئے عمران
خاموش کھڑا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور جوزف
پھاٹک سے باہر آ گیا۔ اس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا تو
عمران تیزی سے سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اسی لمحے سائیڈوں سے جوانا اور
ٹائیگر بھی نکل کر فرنٹ پر آ گئے اور گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران
عمارت میں داخل ہوا تو عمارت واقعی انتہائی وسیع و عریض اور شاندار
تھی۔ پورچ میں دو مسلح آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ
گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کمرے میں ایک آدمی کرسی پر بے ہوشی کے
انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران عمارت کے اندر ایک بڑے کمرے میں
پہنچ گیا یہاں چار آدمی قالین پر الٹے سیدھے پڑے ہوئے تھے۔ درمیان

ب کی بوتلیں اور جام بھی پڑے ہوئے تھے جن میں آدھے قالین
گرے تھے۔
ساری کوٹھی چیک کرو اور جتنے آدمی بھی ملیں سب کو یہاں اکٹھا
...... عمران نے کہا تو جوزف جوانا اور ٹائیگر تینوں سر ہلاتے
مڑ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں چار آدمی مزید پہنچ گئے۔
ں سے ایک کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اور وہ شکل و صورت
یان سب سے الگ دکھائی دے رہا تھا۔
ٹائیگر اور جوزف تم دونوں آگے اور پیچھے کی طرف نگرانی کرو گے
کہ جوانا یہاں میرے ساتھ رہے گا"...... عمران نے کہا اور اس
ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا
کھولا اور شیشی کا دہانہ اس بے ہوش آدمی کی ناک سے لگا دیا۔
وں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں
لیا پھر اس نے ایک خالی کرسی اٹھائی اور اس آدمی کے سامنے رکھ
اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ جوانا اس کے ساتھ ہی خاموش کھڑا
ھا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار
نے لگے اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور
کے ساتھ ہی اس کا کرسی پر ڈھیلا پڑا ہوا جسم ایک جھٹکے سے تن سا
شعور بیدار ہوتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن
ھا ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے
ت سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے عمران اور

اس کے ساتھ کھڑے ہوئے دیو قامت جوانا پر جم گئیں اس کے چہ
پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" کلک کلک کون ہو تم اور یہ سب کیا ہے تم اندر کیسے آ گئے ا
سب یہاں بے ہوش کیوں پڑے ہوئے ہیں"...... اس آدمی
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے مسٹر"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

" میرا نام موتی لعل ہے مگر تم کون ہو اور یہاں تم پہنچے کیسے
عمارت میں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات ہیں"..... موتی لعل نے

" حفاظتی انتظامات آن ہونے پر ہی کام کرتے۔ ہم نے پہلے باہر
انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کر دی۔ اس ط
کسی کو حفاظتی انتظامات آن کرنے کی مہلت ہی نہ ملی اور ہمار
آدمی دیوار پھاند کر اندر کود ے اور انہوں نے پھاٹک کھول دیا اور ا
طرح ہمارے جو ساتھی باہر موجود تھے وہ بھی اندر آگئے"...... ع
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو موتی لعل نے بے اختیار ہونٹ
لئے۔

" تم کیا چاہتے ہو"...... موتی لعل نے چند لمحوں بعد خود ہی پوچھا۔

" دیکھو موتی لعل تم اپنے لباس اور شکل صورت سے ان سب میں
سے معزز آدمی نظر آئے تھے اس لئے تمہیں ہوش میں لایا گیا۔ ہمیں
معلوم ہے یہ کوٹھی شیام سنگھ کی ہے اور شیام سنگھ غائب ہو چکا ہے
لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ جو اس کے ساتھ رہتے ہو تمہیں یقیناً

تا کہ شیام سنگھ کہاں ہے اگر تم اس کے بارے میں سچ بتا دو گے
وعدہ کہ تم بھی زندہ رہو گے اور تمہارے ساتھ یہ لوگ بھی
لر تم نے سچ نہ بولا یا اپنی زبان نہ کھولی تو پھر سائیلنسر لگے
ر کی ایک گولی تمہارے دل میں اتر جائے گی اور اس کے بعد
ے کی باری آجائے گی جو زبان کھول دے گا وہ زندہ بچ جائے گا
ہیں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ
ہ نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل باہر نکال لیا۔

شیام سنگھ تو ملک سے باہر ہے وہ تو ملک میں ہی نہیں ہے"۔
عل نے کہا۔

حالانکہ آج صبح اس نے کمانڈو فورس کے جنرل شرما سے ٹرانسمیٹر پر
لی ہے میں اس وقت جنرل شرما کے پاس موجود تھا اور تمہیں یقیناً
اع مل چکی ہوگی کہ جنرل شرما کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کی وجہ
ی تھی کہ اس نے بھی زبان کھولنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے اس
بان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دی گئی"...... عمران نے سرد لہجے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ کیسے ممکن ہے بڑے صاحب تو واقعی ملک سے باہر ہیں"۔
لعل نے کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ چھپا رہا
۔

" اوکے تمہاری مرضی مت بتاؤ۔ ان میں سے کوئی تو بتا دے گا۔
بہر حال اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤ اس سفر پر جہاں سے شیام سنگھ بھی

تمہیں واپس نہ لا سکے گا اور میں صرف دس تک گنوں گا اس کے بعد میں
ٹریگر دبا دوں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کا رخ اس کے سینے کی
طرف کیا اور گنتی شروع کر دی اور موتی لعل کے چہرے سے یکلخت
پسینہ آبشار کی طرح بہنے لگا۔ اس کا چہرہ بگڑ سا گیا اور آنکھیں بے اختیار
پھیلنے لگ گئیں۔ عمران نے گنتی آہستہ کر دی کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ
موتی لعل زیادہ مضبوط اعصاب کا مالک نہیں ہے۔

"رک جاؤ میں بتاتا ہوں مجھے مت مارو میں نہیں مرنا چاہتا۔ بڑے
صاحب اس کوٹھی کی عقبی سڑک پر تیسری کوٹھی میں ہیں وہ سوراج
سنگھ کے روپ میں وہاں رہتے ہیں"...... موتی لعل نے یکلخت ہذیانی
انداز میں چیختے ہوئے کہا اور عمران جو آٹھ تک پہنچ چکا تھا اس نے گنتی
روک دی۔

"تم نے واقعی عقلمندی سے کام لیا ہے موتی لعل زندگی سب سے
قیمتی چیز ہے کیا نمبر ہے اس کوٹھی کا"...... عمران نے کہا تو موتی لعل
نے فوراً ہی کوٹھی کا نمبر بتا دیا۔

"تمہارے علاوہ یہاں موجود تمہارے ان ساتھیوں میں سے اور
کسے معلوم ہے یہ بات"...... عمران نے کہا۔

"کسی کو بھی نہیں میں بڑے صاحب کا مینیجر ہوں وہ مجھے سوراج
سنگھ کے طور پر فون کر کے ضروری ہدایات دیتے ہیں"...... موتی لعل
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ن نمبر کیا ہے اس کا"...... عمران نے پوچھا تو موتی لعل نے
فون نمبر بتا دیا۔
تنے آدمی اس کوٹھی میں اس کے ساتھ ہیں"...... عمران نے

چھ ملازم ہیں جن میں سے دو چوکیدار ہیں"...... موتی لعل نے
دیا۔
تم نے اسے سوراج سنگھ کے روپ میں دیکھا ہوا ہے"۔ عمران
اتو موتی لعل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
تو پھر اس کا حلیہ بتاؤ"...... عمران نے کہا تو موتی لعل نے حلیہ

جوانا ٹائیگر اور جوزف کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسی طرح کوٹھی میں
رش کر دینے والی گیس فائر کر کے چیک کرو کہ کیا موتی لعل صحیح
ہے یا نہیں اور پھر مجھے یہاں فون کر کے بتاؤ"...... عمران نے
سے کہا۔
یہاں کا فون نمبر"...... جوانا نے کہا تو موتی لعل نے فوراً ہی فون
دیا اور جوانا سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر آدھے گھنٹے
تھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے اٹھ کر رسیور

یں"...... عمران نے کہا۔
جوانا بول رہا ہوں ماسٹر یہاں موتی لعل کے بتائے ہوئے حلیہ کا

آدمی موجود ہے"...... جوانا نے دوسری طرف سے کہا۔

"وہاں موجود باقی افراد کو گولیوں سے اڑا دو اور اس شیام سنگھ یہاں لے آؤ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد جو کمرے میں داخل ہوا تو اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی لدا تھا اس کے پیچھے ٹائیگر بھی اندر آگیا۔

"اسے بھی کرسی پر بٹھا کر باندھ دو"...... عمران نے کہا۔

"میں وہیں سے رسی لے آیا ہوں باس"...... ٹائیگر نے کہا اس کے ہاتھ میں واقعی رسی کا گچھا موجود تھا عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اا تھوڑی دیر بعد جوانا اور ٹائیگر دونوں نے مل کر اسے کرسی پر باندھ دیا۔

"یہاں میک اپ واشر یقیناً ہو گا۔ کہاں ہے وہ موتی لعل"...... عمران نے موتی لعل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بڑے صاحب کے دفتر میں کونے والی الماری میں"...... موتی لعل نے جواب دیا اور پھر عمران کے کہنے پر اس نے دفتر کا محل وقوع بھی بتا دیا تو ٹائیگر تیزی سے مڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا میک اپ واشر موجود تھا۔

"اس کا میک اپ واش کرو تاکہ میں اس بھیڑیئے کا اصل روپ دیکھ سکوں"...... عمران نے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے میک اپ واشر کا خود بے ہوش شیام سنگھ سر اور چہرے پر چڑھا کر اس کے بٹن بند کرنے شروع کر دیئے تھوڑی دیر بعد اس نے بیٹری سے چلنے والے میک اپ واشر کا بٹن آن کر دیا اور خود کا شیشہ سرخ رنگ

ھوئیں سے بھر گیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر نے واشر آف کیا اور پھر خود شروع کر دیا۔ جب اس نے خود اتارا تو کرسی پر بے ہوش بندھے کی شکل یکسر تبدیل ہو چکی تھی۔

بھی بڑے صاحب ہیں"...... موتی لعل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ، عمران نے جیب سے وہی شیشی نکالی جو اس سے پہلے اس نے لال کی ناک سے لگائی تھی اور شیشی ٹائیگر کی طرف بڑھا دی نے عمران کے ہاتھ سے شیشی لی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس شیشی کا دہانہ شیام سنگھ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے شیشی اس نے واپس عمران کی بڑھا دی۔ عمران نے شیشی اس کے ہاتھ سے لے کر واپس جیب رکھ لی۔ چند لمحوں بعد ہی شیام سنگھ کے جسم میں حرکت کے ت نمودار ہوئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ نے شعور میں آتے ہی بے ساختہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے کی وجہ سے اس کا جسم صرف کسمسا کر رہ گیا اور اس کے ساتھ ہی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے اس نے ادھر ادھر اور بری طرح چونک پڑا۔

یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم"...... شیام سنگھ نے ہونٹ ہوئے کہا اس کے چہرے پر حیرت جیسے مجسم سی ہو کر رہ گئی تھی۔

تو تم ہو شیام سنگھ وہ بھیڑیئے جو شریف لڑکیوں کو اغوا کرا کر اور ہیں نیلام کرتے ہو اور ان کی باقی ساری زندگی قحبہ خانوں میں

سسکتے ہوئے گزر جاتی ہے"...... عمران کے لہجے میں اس قدر نفر
تھی کہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے ٹائیگر اور جوانا دونوں کے جسم
میں سردی کی تیز لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

" تم۔ تم کون ہو"...... شیام سنگھ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا
شیام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ سب غلط ہے۔ بہتان ہے میرا کسی جرم سے کوئی تعلق نہیں
میں تو کاروباری آدمی ہوں۔ میں دکھی انسانیت کی خدمت کو اپنا ف
سمجھتا ہوں تم بے شک پورے شہر کے لوگوں سے پوچھ لو۔ تم
کسی نے میرے متعلق غلط بتایا ہے"...... شیام سنگھ نے تیز تیز
میں کہا۔

" تم نے کافرستانی فوج کے ایک اعلیٰ افسر جنرل شرما کو بھی کر
کرایا۔ تمہیں جنرل شرما کی موت کی اطلاع مل گئی تھی وہ بھی میر
ہاتھوں ہی ہلاک ہوا ہے اور اب تمہارا جو انجام ہوگا شاید ایسا انجام
تک دنیا میں کسی انسان کا نہ ہوا ہو۔ میں تمہیں گرم کھولتے ہو
پانی کے ٹب میں ڈال دوں گا تمہاری کھال گل گل کر گرتی رہے
تمہاری آنتیں اچھل کر تمہارے منہ سے باہر آجائیں گی۔ تمہا
آنکھیں پھول کر فٹ بال کی طرح باہر نکل آئیں گی لیکن تمہیں مو
نہیں آئے گی۔ تم سسکو گے۔ چیخو گے۔ روؤ گے لیکن تمہاری سسکیا
چیخیں اور رونا کوئی نہیں سنے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح تم نے

ں کی خاطر سینکڑوں شریف اور معصوم لڑکیوں کی سسکیوں اور
وں کی طرف سے کان بند کر لئے ہیں۔ جس طرح سینکڑوں
وں خاندانوں کی چیخیں تمہارے کانوں پر کوئی اثر نہیں کرتیں۔
ندانوں کی جن کی لڑکیاں تم اغوا کر کے قحبہ خانوں میں نیلام کر
ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اس کے منہ سے ہر لفظ اس
نکل رہا تھا جیسے وہ لفظوں کے کوڑے برسا رہا ہو اور شیام سنگھ کا
س طرح کانپنے لگ گیا جیسے اسے جاڑے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔

" مم مم مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ کبھی یہ کام نہیں کروں گا۔
معاف کر دو تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ۔ شیام سنگھ نے اچانک
ئی منت بھرے لہجے میں کہا۔

" اپنی اس گندی زبان پر مت خدا کا نام لے آؤ تم اس دنیا کے مکروہ
کیڑے ہو۔ کاش میرے بس میں ہوتا کہ میں تمہیں مار کر زندہ کر
تو میں تمہیں ایک کروڑ بار مار کر زندہ کرتا اور پھر ایک کروڑ بار
"...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو شیام سنگھ نے بے
ار چیخنا شروع کر دیا۔

" مت مارو مجھے میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ یہ کام نہیں کروں
...... شیام سنگھ کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی
اسے یقین آگیا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ صرف جذباتی گفتگو
ہے بلکہ وہ ایسا کرے گا بھی۔

" تم نے یقیناً جنرل شرما کی فائل بنا رکھی ہو گی کیونکہ مجھے معلوم

ہے کہ تم جیسے مجرم ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی فائلیں تیار کرا کر اپنے
پاس رکھتے ہیں۔ بولو کہاں ہے وہ فائل"....... عمران نے غراتے ہوئے
کہا۔

"فف فف فائل۔ کون سی فائل"....... شیام سنگھ نے ہکلاتے
ہوئے کہا۔

"تمہیں عذاب سے بچنے اور زندگی بچانے کا آخری موقع دے رہا
ہوں سمجھے۔ اب یہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم کیا پسند کرتے
ہو"....... عمران نے کہا تو شیام سنگھ کے اجڑے ہوئے چہرے پر یکلخت
لہریں سی دوڑ گئیں اس کی خوف سے دھندلاتی ہوئی آنکھوں میں چمک
سی آگئی۔

"کیا۔ کیا واقعی مجھے چھوڑ دو گے کیا تم سچ کہہ رہے ہو"...... شیام
سنگھ نے کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں سمجھے۔ اگر تم فائل
دے دو تو میں تمہارے بارے میں شاید نرم رویہ اختیار کر لوں
ورنہ"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ فائل میرے دفتر کے نیچے خفیہ تہہ خانے کی الماری میں
لیکن صرف وہی فائل لینا اور فائلیں نہ لینا ورنہ میرا سارا کاروبار تباہ
جائے گا۔ وہ لوگ میری بوٹیاں نوچ ڈالیں گے"....... شیام سنگھ نے
کہا۔

"اس تہہ خانے کی تفصیل بتاؤ کہ اس کا راستہ کیسے کھلتا ہے

نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو شیام سنگھ نے وہ راستہ بتا دیا۔
ٹائیگر جوزف کو ساتھ لے جاؤ اور وہاں سے تلاش کر کے جنرل
کے بارے میں فائل لے آؤ"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا
ے سے باہر نکل گیا۔

تم مجھے چھوڑ دو۔ تم جتنی دولت کہو میں تمہیں دینے کے لئے تیار
تم اتنی دولت کا تصور بھی نہیں کر سکو گے تمہاری آئندہ سات
بھی دنیا کی سب سے بڑی رئیس بنی رہیں گی"....... شیام سنگھ
ے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

کتنی دولت ہے تمہارے پاس"....... عمران نے مسکراتے
ے پوچھا۔

تمہارے تصور سے بھی زیادہ ہے تم منہ سے مانگو بس مجھے چھوڑ
.... شیام سنگھ نے کہا۔

چلو تم خود بتاؤ اپنی زندگی کی کیا قیمت لگاتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

پچاس کروڑ روپے اور وہ بھی نقد"....... شیام سنگھ نے کہا تو
نے بے اختیار برا سا منہ بنا لیا۔

س صرف پچاس کروڑ روپے۔ حیرت ہے اس کا مطلب ہے کہ تم
ئی چھوٹے آدمی ہو۔ تمہاری زندگی کی قیمت صرف پچاس کروڑ
پے ہے"....... عمران نے کہا تو شیام سنگھ کے چہرے پر حیرت ابھر

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ بہت بڑی رقم ہے بہت بڑی"....... شیام

سنگھ نے کہا۔

"ہو گی لیکن میرے نزدیک یہ بہت معمولی سی رقم ہے"۔ عم

نے جواب دیا۔

"چلو ساٹھ کروڑ لے لو۔ بس اب تم خوش ہو میں نے اکٹھے

کروڑ روپے بڑھا دیئے ہیں"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"یہ ساری دولت یہاں کافرستان کے بنکوں میں ہے"...... عم

نے کہا۔

"نہیں میں نے اپنی دولت سوئٹزر لینڈ کے بنکوں میں رکھی

ہے"...... شیام سنگھ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"پھر تو بہت بڑی رقم ہو گی کیونکہ وہ بنک اس قدر معمولی رقم

تو اکاونٹ ہی نہیں کھولتے"...... عمران نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو لیکن تمہیں دوسری رقم سے کیا تم ساٹھ ا

لے لو اور میری جان بخش دو"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"تم نے شادی کی ہوئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے کبھی یہ طوطا نہیں پالا"...... شیام سنگھ نے منہ

ہوئے کہا۔

"اگر تم آج مر جاؤ تو یہ رقم کون لے گا"...... عمران نے کہا۔

"کوئی لے میری بلا سے جب میں مر گیا تو پھر مجھے کیا۔ البتہ میں

اپنی زندگی عیش و آرام سے گزارنا چاہتا ہوں"...... شیام سنگھ نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

یک صورت میں تمہیں رہائی مل سکتی ہے کہ اگر تم ایک سو

ر دے سکو"...... عمران نے کہا۔

یک سو کروڑ ڈالر اوہ یہ تو بہت بڑی رقم ہے"...... شیام سنگھ

۔

ر زیادہ ہے تو دو سو کروڑ ڈالر۔ جب تک تم قبول نہیں کرو گے

س طرح بڑھتی جائے گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

م۔ مم مجھے منظور ہے تم وعدہ کرو کہ مجھے چھوڑ دو گے"۔ شیام

نے جلدی سے کہا۔

قم کیسے دو گے"...... عمران نے کہا۔

رنٹیڈ چیک دے سکتا ہوں"۔ شیام سنگھ نے جلدی سے کہا۔

ہاں ہے چیک بک"...... عمران نے کہا۔

یرے دفتر کے خفیہ سیف میں"...... شیام سنگھ نے کہا اور اس

لے کہ عمران کوئی جواب دیتا ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔ اس

تھ میں سرخ رنگ کی ایک ضخیم سی فائل موجود تھی جس پر جنرل

انام موٹے موٹے حروف میں ٹائپ شدہ دور سے نظر آرہا تھا عمران

س کے ہاتھ سے فائل لی اور پھر اسے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ واقعی تم نے انتہائی خوفناک بلیک میلنگ سٹف اکٹھا کر

ہے ایسا کہ جس سے کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا"...... عمران نے

دیکھتے ہوئے کہا تو شیام سنگھ کے چہرے پر فخریہ تاثرات ابھر آئے۔

"اسی لئے تو پورا کافرستان شیام سنگھ کے پنجوں میں پھڑپھڑاتا رہتا

ہے لیکن کسی کو میری طرف ٹیڑھی نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ
ہوتی"...... شیام سنگھ نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"باس اس تہہ خانے میں تو اس ٹائپ کی فائلوں سے الماریاں
بھری پڑی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے فائل بند کر دی اور اسے ساتھ کھڑے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔
"انہی فائلوں کے سر پر تو یہ بڑے مجرم بنتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔
"اب فائل تمہیں مل گئی ہے اب تو تم مجھے رہا کر دو"......
سنگھ نے کہا۔

"وہ رقم تو تم نے ابھی دینی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
"مجھے چھوڑو گے تو میں چیک پر دستخط کروں گا"۔ شیام سنگھ نے کہا
"تم بتاؤ کہاں ہے چیک بک میرا آدمی یہیں لے آئے گا"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیام سنگھ نے تفصیل بتانی شروع کر دی
"ٹائیگر جا کر چیک بک لے آؤ"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو
ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔
"ماسٹر یہ موتی لعل اور یہ بے ہوش پڑے ہوئے افراد کے ساتھ کیا
کرنا ہے"...... جوانا نے اچانک کہا۔
"ابھی کرتے ہیں ان کے متعلق بھی فیصلہ"...... عمران نے کہا۔
"مم مم میں نے تو تم سے پورا پورا تعاون کیا ہے"...... موتی لعل
نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا یکلخت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تم فی الحال خاموش بیٹھے رہو"...... عمران نے کہا تو موتی لعل

بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے
سوئٹزرلینڈ کے ایک بنک کی مخصوص چیک بک موجود تھی۔
نے اس کے ہاتھ سے چیک بک لی اور اسے کھول کر دیکھنا
کر دیا۔ یہ واقعی سوئٹزرلینڈ کے ایک معروف بنک کی طرف سے
کردہ خصوصی اکاؤنٹ کی گارنٹیڈ چیک بک تھی۔
"جوانا شیام سنگھ کو کھول دو"...... عمران نے چیک بک بند
تے ہوئے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔
"باس کیا واقعی رقم لے کر......" ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے
میں کہنا شروع کیا۔
"خاموش رہو۔ میں اپنے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت پسند
کرتا سمجھے۔ اگر تم نے پھر یہ حرکت کی تو دوسرا سانس نہیں لے
گے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے
تو ٹائیگر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا لیکن اس کے چہرے کے
ات بتا رہے تھے کہ اسے عمران کی یہ حرکت پسند نہیں آئی کہ رقم
لے کر اتنے بڑے مجرم کو چھوڑ دیا جائے جب کہ ٹائیگر کو ڈانٹ پڑتے
یکھ کر شیام سنگھ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے
د لمحوں بعد جوانا نے رسیاں کھول دیں تو شیام سنگھ نے بے اختیار
نی کلائیاں مسلنی شروع کر دیں۔
"لاؤ مجھے دو چیک بک میں تمہیں تمہاری مطلوبہ رقم دوں"۔ شیام
سنگھ نے کہا تو عمران نے چیک بک اس کی طرف بڑھا دی۔ شیام سنگھ

نے کوٹ کی جیب سے قلم نکالا اور پھر چیک بک کے پہلے چیک پر ٹم
سا نقطہ ڈال کر اسے مخصوص انداز میں کاٹ دیا اور پھر چیک اس
چیک بک سے علیحدہ کیا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے چیک
کو ایک نظر دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

" تمہاری لڑکیوں کی منڈی کل راجسٹریہ پوائنٹ پر لگ رہی ہے
کیا تم خود اس منڈی میں شریک ہوتے ہو"...... عمران نے کہا تو شیام
سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ منڈی راجسٹریہ پوائنٹ پر لگ رہی
ہے"...... شیام سنگھ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو"...... عمران نے سرد لہجے
میں کہا۔

" نہیں میں بذات خود کسی کام میں شریک نہیں ہوا کرتا یہ میرا
شروع سے اصول ہے سب کام میرے آدمی کیا کرتے ہیں۔ میں صرف
ہدایات دیتا ہوں۔ اور لوگ میری ہدایات پر عمل کرتے ہیں"۔ شیام
سنگھ نے جواب دیا۔

" تو پھر سنو میں کل خود اس منڈی میں شریک ہونا چاہتا ہوں اپنے
ساتھیوں سمیت۔ تم ٹونی کو کہو کہ وہ میرے وہاں پہنچنے پر میرا
استقبال کرے"...... عمران نے کہا۔

" ٹونی کون کیا مطلب"...... شیام سنگھ نے چونک کر کہا۔

" تم نے جیکب کو ختم کرا دیا کیونکہ ایک پاکیشیا پارٹی اس سے مل

اور ٹونی کو تم نے سربراہ بنا دیا اور اب کہہ رہے ہو کہ ٹونی
ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اوہ اوہ تم واقعی سب کچھ جانتے ہو مجھے حیرت ہے لیکن کیا واقعی تم
جاؤ گے۔ تم تو ابھی اس کو انتہائی ظالمانہ جرم کہہ رہے تھے"۔ شیام
نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

اس وقت تک میں نے اتنی بھاری رقم کا چیک وصول نہیں کیا
اس چیک کو وصول کرنے کے بعد تم بے شک میری طرف
ماری دنیا کی لڑکیوں کو اغوا کر کے قحبہ خانوں کے ایجنٹوں کے
نیلام کر دو مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو اس لئے
منڈی میں شریک ہونا چاہتا ہوں کہ شاید کوئی لڑکی مجھے پسند
ئے اور اس طرح میری شادی کا کوئی سکوپ بن جائے"...... عمران
واب دیا تو شیام سنگھ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اب ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی اس وقت مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔
ے الفاظ اور تمہارا لہجہ ایسا تھا کہ میرا دل ابھی تک کانپ رہا ہے
ال تم بے شک شریک ہو اور میری طرف سے اجازت ہے کہ تم
لڑکیاں چاہو بغیر رقم دیئے وہاں سے لے جاؤ"...... شیام سنگھ نے
ب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر ٹونی سے بات کرو اور اسے میرے بارے میں ہدایات
...... عمران نے کہا۔

میں ہدایات دے دوں گا تم بے فکر رہو"۔ شیام سنگھ نے کہا۔

"دیکھو شیام سنگھ اگر میں نے رقم لے کر تمہارے متعلق
خیالات کو تبدیل کر لیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
میری بات کو ٹالنا شروع کر دو۔ اگر ایسی بات ہے تو میں ابھی
تمہارے سامنے پھاڑ دوں گا اور اس کے بعد......" عمران کا لہجہ
بار پھر سرد ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں مجھے ٹرانسمیٹر پر
کرنی ہو گی کیونکہ منڈی سے دو روز پہلے ہم فون کا استعمال بند کر
ہیں اور صرف خصوصی ٹرانسمیٹر پر بات ہوتی ہے ایسے ٹرانسمیٹر
کی کال نہ کیچ کی جا سکتی اور نہ سنی جا سکتی ہے"...... شیام سنگھ نے

"کہاں ہے یہ ٹرانسمیٹر"...... عمران نے کہا۔

"میرے دفتر میں ہے"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"تو چلو ہم وہیں چلتے ہیں"...... عمران نے بھی کرسی
ہوئے کہا۔

"جج جناب مجھے بھی تو چھوڑیں"...... موتی لعل نے اچانک
شیام سنگھ اس طرف ایک جھٹکے سے مڑا۔

"تمہیں تو میں مزا چکھاؤں گا مخبری کرنے کا مجھے معلوم ہے
نے میری مخبری کی ہے ورنہ مجھ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا میں
بوٹیاں کاٹ کر چیل کوؤں کے سامنے ڈالوں گا"...... شیام سنگھ
کر موتی لعل کو دیکھتے ہوئے کہا تو موتی لعل کا چہرہ یکلخت خوف
شدت سے ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"ارے ابھی ہمارے سامنے اسے دھمکیاں مت دو بہرحال یہ
رے ملازم ہیں ہمارے جانے کے بعد جو چاہو ان سے سلوک
تے رہنا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیام سنگھ نے
ت میں سر ہلا دیا جب کہ ٹائیگر کا بگڑا ہوا چہرہ عمران کی یہ بات سن
لہ اور بگڑ گیا تھا لیکن وہ خاموش رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران شیام
ٹائیگر اور جوانا کے ساتھ اس کے دفتر میں پہنچ گیا۔ دفتر واقعی
ائی شاندار انداز میں بنایا گیا تھا۔ شیام سنگھ ایک الماری کی طرف
ہا اور اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود ایک خصوصی
فت کا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر اس نے الماری بند کی اور ٹرانسمیٹر پر
نسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کیا کہو گے اس سے"...... عمران نے اس کے
پر ہاتھ رکھ کر اسے ٹرانسمیٹر آن کرنے سے روکتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تم منڈی میں شامل ہو گے اور جس لڑکی پر ہاتھ رکھو گے
ہیں لے جانے کی اجازت ہو گی"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"لیکن میرے متعلق اسے کیا بتاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا نام بتاؤں گا اور کیا بتاؤں گا"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"نہیں تم اسے میرا نام نہیں بتاؤ گے بلکہ تم اسے کہو گے کہ تم نے
ب نئی پارٹی کو اس منڈی میں شامل ہونے کے لئے بلایا ہے اور یہ
رٹی ہوٹل سے ساتھ جانے کی بجائے براہ راست راجسٹریہ پوائنٹ پر
نچے گی ٹونی وہاں اس پارٹی کا استقبال کرے گا اور پھر انہیں اپنے ساتھ

منڈی میں لے جائے گا اور اس کے بعد یہ پارٹی جتنی لڑکیاں چاہے ساتھ لے جا سکتی ہے اس پارٹی میں آٹھ افراد شامل ہوں گے اور اس سلسلے میں تم چاہو تو باقاعدہ اس سے کوڈ طے کر لینا لیکن یہ سن لو کہ اگر وہاں کوئی رکاوٹ سامنے آئی تو پھر تم چاہے پاتال میں کیوں نہ چھپ جاؤ ہم وہاں سے بھی تمہیں نکال لیں گے"....... عمران نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو شیام سنگھ جو ایک بار کہہ دیتا ہے اس پر پورا عمل کرتا ہے"....... شیام سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا شیام سنگھ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو ہیلو شیام سنگھ کالنگ اوور"....... شیام سنگھ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس میں ٹونی بول رہا ہوں باس اوور"....... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"منڈی کے انتظامات کی کیا رپورٹ ہے اوور"۔ شیام سنگھ نے کہا

"آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل کی گئی ہے جناب جزیرے سے تمام لڑکیوں کو راجسٹریہ پوائنٹ پہنچا دیا گیا ہے۔ وہاں ہم نے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر دیئے ہیں کل تمام کارروائی بالکل اسی طرح ہو گی جس طرح آپ نے حکم دیا تھا اوور"....... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب میرے مزید احکامات سنو اور ان احکامات پر تم نے مکمل عمل کرنا ہے۔ میں نے ایک خاص پارٹی کو منڈی میں

ی دعوت دی ہے۔ یہ پارٹی مقامی ہے۔ یہ پارٹی براہ راست
یہ پوائنٹ پر پہنچے گی۔ اس پارٹی میں آٹھ افراد شامل ہوں گے
ی کا دورہ دوسری پارٹیوں کے ساتھ کریں گے۔ اس کے بعد
رٹیاں تو پہلے پروگرام کے تحت ہوٹل چلی جائیں گی جب کہ یہ
یہاں رہے گی اور ان لڑکیوں میں سے جو لڑکیاں اس پارٹی کو
ئیں وہ یہ اپنے ساتھ لے جائے گی۔ تم نے اس معاملے میں کسی
ل رکاوٹ نہیں ڈالنی بلکہ ان سے پورا تعاون کرنا ہے۔ سمجھ گئے ہو
.... شیام سنگھ نے کہا۔

یس باس لیکن باس راجسٹریہ پوائنٹ پر یہ پارٹی کہاں اور کیسے
اور ان کی شناخت کیسے ہو گی اوور"....... ٹونی نے حیرت بھرے
کہا۔

ل کس وقت باقی پارٹیاں وہاں پہنچیں گی اوور"....... شیام سنگھ

ل صبح گیارہ بجے تمام پارٹیوں کو راجسٹریہ پوائنٹ پہنچا دیا جائے
.... ٹونی نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے یہ پارٹی ساڑھے دس بجے موہن پورہ پہنچ جائے گی۔ تم
یوں سمیت موہن پورہ کی سرخ حویلی کے سامنے پہنچ جانا اس
کا لیڈر سرخ لکیر کا کوڈ دوہرائے گا جب کہ تم نے جواب میں سرخ
کا کوڈ دوہرانا ہے اور پھر تم انہیں اپنے ساتھ راجسٹریہ پوائنٹ
۔ اس کے بعد جب باقی پارٹیاں واپس چلی جائیں تو جو لڑکیاں

یہ پسند کریں ان لڑکیوں سمیت تم انہیں واپس موہن پورہ کی
حویلی پہنچا دینا اور پھر تم واپس ہوٹل جا کر منڈی کی اپنی کارروائی مکمل
کرنا اوور"...... شیام سنگھ نے کہا۔
"ان لڑکیوں کو تو نیلامی سے نکالنا ہوگا باس اوور"۔ ٹونی نے کہا
"ظاہر ہے یہ پوچھنے والی بات ہے۔ کیا تم احمق ہو گئے
اوور"...... شیام سنگھ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے باس جیسے آپ نے حکم دیا ہے ویسے ہی
اوور"...... دوسری طرف سے ٹونی نے کہا اور شیام سنگھ نے اوور
آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
"اور حکم"...... شیام سنگھ نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے مڑ
کر کہا۔
"اب اس بات کی کیا گارنٹی ہے شیام سنگھ کہ ہمارے جانے
بعد تم ٹونی کو دوبارہ نئی ہدایات دے دو اور کل ساڑھے دس بجے
مسلح افراد لے کر اس سرخ حویلی کو گھیرے کھڑا ہو"...... عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ نہیں۔ ایسا مت سوچو۔ شیام سنگھ ایسا آدمی نہیں ہے مجھے
لڑکیوں یا اس معمولی سی دولت کی کوئی پرواہ نہیں ہے جب میں
کہہ دیا ہے تو پھر کہہ دیا ہے"...... شیام سنگھ نے بڑے بے تکلفانہ
میں کہا۔
"اگر واقعی ایسی ہی بات ہے تو پھر تو تم واقعی بے حد امیر آدمی ہو

وڑ ڈالر کو معمولی سی دولت کہہ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔
تم نے میری چیک بک دیکھی ہے اس سیف کے مختلف خانے
چیک بکوں سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے مجھے دولت کی قطعاً
پرواہ نہیں ہے"...... شیام سنگھ نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔
اور تم نے تمام اکاؤنٹس کے ایک ہی نمبر حاصل کئے ہوں گے
یک ہی کوڈ نمبر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیام
بے اختیار چونک پڑا۔
تمہیں کیسے علم ہوا۔ اس بات کا علم تو سوائے میری ذات کے اور
کو بھی نہیں"...... شیام سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
مجھے دراصل تم جیسے بڑے مجرموں کی نفسیات سے کچھ کچھ
بت حاصل ہے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
کمال ہے تم میں واقعی بے پناہ صلاحیتیں ہیں"...... شیام سنگھ
ہا۔
ابھی ایک صلاحیت ایسی ہے جس کا علم تمہیں نہیں ہے"۔
نے کہا تو شیام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔
وہ کون سی"...... شیام سنگھ نے چونکتے ہوئے کہا۔
وہ صلاحیت ہے دیوؤں سے اپنا حکم منوانے کی"...... عمران نے
شیام سنگھ ایک بار پھر چونک پڑا۔
دیوؤں سے حکم منوانے کی۔ کیا مطلب"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"جوانا کو دیکھ رہے ہو۔ کیا یہ دیو نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ میرا
کیسے مانتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیسا حکم"...... شیام سنگھ نے کہا۔

"جوانا شیام سنگھ کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھا لو"......
نے کہا تو جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دو
لمحے شیام سنگھ کا جسم تیزی سے ہوا میں اٹھتا چلا گیا۔ جوانا نے اس
گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے ہوا میں اٹھا لیا تھا۔ شیام سنگھ کے
سے بھنچی بھنچی چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ بری طرح ہوا میں ہاتھ پیر ما
رہا تھا۔

"اب اسے اس حالت میں اسی کمرے میں لے چلو جہاں اس نے
موتی لعل کو دھمکی دی تھی"...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا تو جوانا شیام سنگھ کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھائے
دروازے کی طرف بڑھ گیا"...... شیام سنگھ کا چہرہ تکلیف کی شدت
سے بری طرح بگڑ گیا تھا اور پھر دروازے تک پہنچتے پہنچتے اس کا جسم
ڈھیلا پڑ گیا۔

"ارے کہیں مر تو نہیں گیا"...... عمران نے کہا۔

"اس جیسے لوگ اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے ماسٹر۔ یہ صرف بے
ہوش ہوا ہے"...... جوانا نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اسی کمرے میں پہنچ گئے جہاں سارے
لوگ سوائے موتی لعل کے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو اور دوبارہ رسیوں سے جکڑ دو"...... عمران
نے کہا تو جوانا نے شیام سنگھ کا بے ہوش جسم دوبارہ کرسی پر پھینکا اور
ٹائیگر کی مدد سے اس نے اسے دوبارہ رسیوں سے جکڑ دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا نے ایک
ہاتھ سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے
جسم میں حرکت کے تاثرات پیدا ہوئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹا دیا اور پیچھے
ہٹ کر عمران کی کرسی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد شیام سنگھ
کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"یہ۔ یہ کیا کیا تم نے۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا اور مجھ سے رقم بھی
لی تھی"...... شیام سنگھ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت
بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہارا کیا خیال تھا کہ ان معصوم لڑکیوں کا میں تم سے سودا
کرنے کے لئے یہاں تک پہنچا ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں شیام سنگھ۔
یہ چیک تم نے دیا ہے یہ تو ایک لڑکی کے سر کے ایک بال کی بھی
قیمت نہیں ہے۔ یہ چیک تو میں نے تم سے صرف اس لئے لیا تھا کہ
اس رقم سے ان لڑکیوں کے خاندانوں کی امداد کی جائے گی اور میں نے
تمہیں بھی بتایا ہے کہ تم جیسے گھٹیا مجرموں کی نفسیات سے میں
واقف ہوں تمہاری نظر میں دولت سے ہر شخص خریدا جا سکتا ہے اور تم
مجھے چیک دے کر مطمئن ہو گئے تھے کہ تم نے مجھے خرید لیا ہے
میں صرف اتنا چاہتا تھا کہ تم ٹونی کو ہدایات دے دو کیونکہ وہاں

کسی بھی بیرونی کارروائی کی صورت میں تمہارے ساتھی ان لڑکیوں
بھی ہلاک کر سکتے تھے اس لئے میں نے تمہاری سب باتیں برداشت
کیں اور اپنے ساتھی ٹائیگر کا بگڑا ہوا چہرہ بھی اور اس کے ساتھ ساتھ
چونکہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں چھوڑ دوں گا وہ وعدہ بھی میں
نے پورا کر دیا اور تمہیں چھوڑ دیا"...... عمران نے کہا تو شیام سنگھ کا
چہرہ خوف سے بگڑ گیا۔

" تم اور دولت لے لو۔ ساری دولت لے لو لیکن مجھے کچھ
کہو"...... شیام سنگھ نے کہا۔

" جوانا تمہارا کیا خیال ہے اسے کس طرح کی موت ملنی چاہئے"
عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ماسٹر آپ اجازت دیں تو میں اس شخص کے پورے جسم کی کھال
خنجر سے اتار دوں"...... جوانا نے انتہائی بے رحم لہجے میں کہا۔

" ٹائیگر تم اس کے لئے کیا سزا تجویز پیش کرتے ہو"...... عمران
نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جس کا بگڑا ہوا چہرہ اب کھل اٹھا تھا۔

" باس مجھے معاف کر دیں۔ میں واقعی یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ نے
اس گھٹیا مجرم کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس
آدمی کو زندہ جلا دیا جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" موتی لعل تم کیا کہتے ہو۔ تمہارے باس کو کس طرح کی سزا ملنی
چاہئے"...... عمران نے موتی لعل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ آپ اسے زندہ نہ چھوڑیں ورنہ یہ مجھے بھی اور ان تمام

ں سب کو گولیوں سے اڑا دے گا۔ یہ انتہائی بے رحم اور سفاک
ہے۔ یہ انسان کو چیونٹی جتنی اہمیت بھی نہیں دیتا"...... موتی
نے رک رک کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

اب تم خود اپنی سزا تجویز کرو شیام سنگھ "...... عمران نے
تے ہوئے شیام سنگھ سے کہا۔

ا رحم کھاؤ مجھ پر۔ رحم کرو۔ مجھے مت مارو۔ مجھے چھوڑ دو"...... شیام
ہنے یکلخت رو دینے والے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

" تم واقعی اس قابل ہو کہ تمہیں انتہائی عبرتناک انداز میں ہلاک
ائے۔ کردار کے لحاظ سے تم انسان نہیں ہو لیکن مجبوری یہ ہے کہ
لاہر انسان ہو اس لئے میں نے تمہارے لئے آسان موت کا فیصلہ
ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے
یلنسر لگا مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں
ساتھ کمرہ شیام سنگھ کی پے در پے چیخوں سے گونج اٹھا۔ گولیاں
کے سینے میں پیوست ہوتی جا رہی تھیں اور عمران نے ٹریگر سے
اس وقت ہٹائی جب شیام سنگھ کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

کافرستان کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے فائلوں پر دستخط کرنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی وقار لہجے میں کہا۔

"سر پاکیشیا سے علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... ان کے ملٹری سیکرٹری نے کہا تو صدر بے اختیار اچھل پڑے۔

"پاکیشیا سے علی عمران لیکن.... ٹھیک ہے بات کراؤ"۔ صدر کہتے کہتے رک گئے تھے۔

"ہیلو جناب میں علی عمران بول رہا ہوں"...... چند لمحوں عمران کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی تو انہوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے

"کیا بات ہے کیوں کال کی ہے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے
مدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے باوقار لہجے میں کہا۔
"آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے بتایا تھا کہ جنرل شرما
م میں ملوث ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو چیف صاحب کی بات پر
ن نہ آیا ہوگا"...... عمران نے کہا۔
"مجھے واقعی حیرت ہے کہ انہوں نے کیسے کافرستان کے اعلیٰ فوجی
ر پر ایک جھوٹا الزام لگا دیا۔ حالانکہ میں نے تحقیقات کی ہے۔
ل شرما کا کردار مکمل طور پر بے داغ تھا اور تم نے جنرل شرما کو
ک کر کے ناقابل معافی جرم کیا ہے جس کی سزا بہرحال تمہیں بھگتنی
گی"...... صدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے جنرل شرما کو
ک نہیں کیا البتہ یہ درست ہے کہ جنرل شرما فورسٹارز کارروائی کے
ان ہی ہلاک ہوا ہے۔ میں ایک فائل آپ کے پاس بھجوا رہا ہوں
پہلے اسے دیکھ لیں اس کے بعد میں کال کر کے بات کروں گا۔
عملے سے کہہ دیں کہ سپیشل مینیجر جو پیکٹ پریذیڈنٹ ہاؤس
ئے اسے آپ تک پہنچا دیا جائے شکریہ"...... دوسری طرف سے
ران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر نے بے
تیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کے چہرے پر شدید تذبذب کے تاثرات
بھر آئے تھے۔ انہوں نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی انتہائی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ایک سپیشل میسنجر ایک پیکٹ لے کر آرہا ہے اس پیکٹ
فوری مجھ تک پہنچا دیا جائے لیکن سیکورٹی کلیرنس کے بعد"......
نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا

" کیا واقعی جنرل شرما جرائم میں ملوث تھے لیکن ملٹری انٹیلی جنس
سمیت آج تک کسی ایجنسی نے بھی ان کے بارے میں نیگٹو رپورٹ
نہیں دی اور اب یہ عمران فائل بھیج رہا ہے۔ آخر یہ سب کیا چکر ہے ا
کافرستان کی ایجنسیاں ہر لحاظ سے نااہل ہیں"...... صدر نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر مؤدبانہ انداز ں
دستک سنائی دی۔

"یس کم ان"...... صدر نے کہا تو دروازہ بے آواز انداز میں کھلا اور
ان کی لیڈی سیکرٹری اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا
جس کے ساتھ سرخ رنگ کا کاغذ لگا ہوا تھا۔

" سر یہ پیکٹ سپیشل میسنجر دے گیا ہے چیکنگ کے بعد ا
سیکورٹی کے لحاظ سے کلیر کر دیا گیا ہے"...... لیڈی سیکرٹری نے آگے
بڑھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پیکٹ صدر کے سامنے میز
انتہائی مؤدبانہ انداز میں رکھ کر پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

" ٹھیک ہے آپ جا سکتی ہیں شکریہ"...... صدر نے کہا تو لیڈی
سیکرٹری نے سر ہلا کر سلام کیا اور تیزی سے قدم بڑھاتی دروازے

لی گئی۔ صدر نے پیکٹ اپنی طرف کھسکایا پہلے اس سرخ رنگ
افہ پر ٹائپ شدہ تحریر کو غور سے پڑھا۔ یہ سیکورٹی سٹاف کی طرف
پیکٹ کی مکمل کلیرنس تھی۔ مطلب یہ کہ اس میں کوئی ایسا مواد
د نہیں ہے جو نقصان پہنچا سکتا ہو۔ صدر نے ایک طرف رکھا ہوا
ٹر اٹھایا اور اس پیپر کٹر سے انہوں نے پیکٹ کی سائیڈ پھاڑی اور
در سے ایک فائل باہر نکال لی۔ یہ سرخ رنگ کی فائل تھی اس
پر جنرل شرما کا نام موٹے موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا۔ صدر نے
کھولی تو وہ بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر انتہائی حیرت
تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر جیسے جیسے وہ فائل کے صفحے پلٹتے چلے
ان کی حالت لحہ بہ لحہ غیر سے غیر تر ہوتی چلی گئی۔ فائل میں فوٹو
بھی تھے سرکاری دستاویزات بھی تھیں۔ ٹائپ شدہ کاغذات بھی
صدر نے پہلے تو پوری فائل کو دیکھا اور پھر انہوں نے ایک ایک
کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ان کا چہرہ پہلے شدید حیرت سے اور
غصے کی شدت سے بگڑا ہوا نظر آرہا تھا اسی لمحے پاس پڑے ہوئے
ید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا

"یس"...... صدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" سر علی عمران صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں"۔
سری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ہاں کراؤ بات"...... صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

کہا۔

"ہیلو جناب میں علی عمران بول رہا ہوں۔ فائل یقیناً آپ تک پہنچ گئی ہو گی اور آپ نے اسے دیکھ بھی لیا ہو گا"...... عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"ہاں فائل میرے سامنے موجود ہے اور مجھے اس پر یقین نہیں آ رہا"...... صدر نے کہا۔

"اگر اس فائل پر بھی آپ کو یقین نہیں آ رہا تو پھر آپ کو یقین صرف اسی صورت میں دلایا جا سکتا ہے کہ جنرل شرما کی روح کو آپ کے سامنے حاضر کیا جائے اور وہ آپ کے سامنے باقاعدہ اعتراف جرم کرے"...... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا مطلب یہ نہیں تھا مطلب یہ تھا کہ یہ انتہائی حیرت انگیز فائل ہے ورنہ اس میں جو ثبوت اکٹھے کئے گئے ہیں وہ ناقابل تردید ہیں مجھے حیرت اس بات پر ہو رہی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور آپ تو یہ فائل حاصل کر سکتے ہیں لیکن کافرستان سیکرٹ سروس۔ ملٹری انٹیلی جنس اور دوسری تمام ۶ ایجنسیوں میں سے کسی کو بھی اتنے عرصے میں جنرل شرما کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب صدر اس میں ان ۶ ایجنسیوں کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ ان کا تعلق جرائم پیشہ افراد اور جرائم پیشہ تنظیموں سے نہیں ہے۔ ان کی تحقیقات کا دائرہ فوجی یا خاص اشخاص تک ہی محدود رہتا ہے اور

شرما کا تعلق جرائم کی دنیا سے تھا یہ فائل مجھے اس لئے حاصل کرنی
لہ آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کی بات
ن آجائے اور اب اس فائل پر آپ کو یقین آگیا ہے تو میں آپ کو
تفصیلات بھی بتا سکتا ہوں"...... عمران کی سنجیدہ آواز سنائی

"کیسی تفصیلات"...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

"کافرستان کی اہم شخصیت شیام سنگھ جو بے شمار فلاحی اداروں کا
ست ہے۔ اس کے بارے میں آپ کا خیال ہوگا کہ وہ کافرستان کی
ائی نیک شخصیت ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اب تم شیام سنگھ کے بارے میں بھی اس قسم کا انکشاف
نا چاہتے ہو"...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ فائل شیام سنگھ کی ہی تیار کردہ ہے اور صرف یہی فائل ہی
یں۔ اس کی رہائش گاہ کوٹھی نمبر آٹھ اے مہان کالونی میں بنے
ئے اس کے آفس کے نیچے خفیہ تہہ خانے میں چار بڑی بڑی الماریاں
ہی ہی فائلز سے بھری پڑی ہیں جو تمام کافرستان کی مشہور شخصیات
ے بارے میں ہیں۔ شیام سنگھ تو ہلاک ہو چکا ہے البتہ اس کا نیجر
اتی لعل زندہ ہے اور اس کے تمام ملازمین بے ہوش پڑے ہوئے ہیں
لر آپ اسے اپنی توہین نہ سمجھیں تو میری درخواست ہے کہ آپ خود
اس کوٹھی میں تشریف لے جائیں۔ اپنے ساتھ بے شک اپنی سپیشل
رڈ بھی لے جائیں۔ اگر آپ کو کسی قسم کا شک ہو تو آپ بے شک

اس کوٹھی کی سکیورٹی چیکنگ کرالیں ۔اس کے بعد وہاں جائیں لیک
میری صرف اتنی درخواست ہے کہ آپ کے وہاں جانے کے بارے میں
کسی کو فی الحال علم نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ جس مشن پر میں کافرستان
آیا ہوں کل گیارہ بارہ بجے تک یہ مشن اپنے کلائمیکس تک پہنچ جائے
اور جب آپ کو اس مشن کی تفصیلات کا علم ہوگا تو یقیناً آپ کا دل بھی
مجرموں کی بہیمیت اور ظلم پر خون کے آنسو روئے گا ۔ اگر آپ کی اس
کوٹھی میں تشریف آوری کا علم شیام سنگھ کے ساتھیوں کو ہو گیا تو وہ
فوری طور پر روپوش ہو جائیں گے اور پھر قریباً چار سو خاندان تباہ ہو
جائیں گے "...... عمران نے کہا تو صدر کے چہرے پر شدید حیرت کے
تاثرات ابھر آئے۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ کیسا مشن "...... صدر نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جا سکتا ۔ البتہ میرا وعدہ ہے
اس مشن کی تکمیل کے بعد جس طرح آپ تک یہ فائل پہنچی ہے اس
طرح اس مشن کے بارے میں تفصیلات پہنچ جائیں گی ۔ اب بھی اگر
میں چاہتا تو اس کوٹھی میں موجود شیام سنگھ کے تمام ملازمین کو ہلاک
کر دیتا اس طرح کسی کو اس بارے میں کانوں کان علم بھی نہ ہو سکتا
تھا اور میں اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر لیتا لیکن ایک بات تو یہ ہے
کہ یہ عام سے ملازمین ہیں اور بے گناہ لوگ ہیں اور میری عادت ہے
کہ میں بے گناہ افراد کو ہلاک نہیں کیا کرتا ۔ دوسری بات یہ کہ وہاں

فائلز موجود ہیں وہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں تاکہ آپ
ن بارے میں مکمل تحقیقات کرا کر کافرستان کو ان مجرموں سے
ٹکارا دلا سکیں ورنہ اگر یہ فائلیں کسی دوسرے افسر کے ہاتھ لگ
یں تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود شیام سنگھ کی طرح بلیک میلر بن جائے
ر مجھے مکمل یقین ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے آپ اس بارے میں
رے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے "...... عمران نے کہا۔
" تمہارا یہ مشن یقیناً کافرستان کے خلاف ہوگا "...... صدر نے
نٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
" اوہ نہیں صدر صاحب یہ ایسا مشن نہیں ہے ۔ آپ کو پاکیشیا
رٹ سروس کے چیف نے بتایا ہے کہ یہ مشن فور سٹارز کا ہے اور
ں جس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں اسی طرح
ر سٹارز کے ساتھ بھی کام کرتا ہوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسے
شن پر کام کرتی ہے جس کا تعلق پاکیشیا کی سلامتی اور مجموعی مفاد سے
تا ہے جب کہ فور سٹارز کا دائرہ کار بالکل مختلف ہے وہ ایسے مشنز پر
م کرتی ہے جو عام سماجی جرائم کے زمرے میں آتے ہیں ۔ زیادہ تر
ن کا دائرہ کار پاکیشیا تک ہی محدود رہتا ہے لیکن اس بار جس جرم کے
اف وہ کام کر رہے ہیں اس میں کافرستان کے مجرم چیف بنے ہوئے
ں اس لئے انہیں یہاں آنا پڑا اور میں ان کے ساتھ آیا ہوں ۔ ان
رموں کا باس شیام سنگھ تھا اس لئے بے فکر رہیں ہمارا مشن کافرستان
ے مجرموں کے خلاف ہے کافرستان کے خلاف نہیں ہے "...... عمران

نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے لیکن اپنا وعدہ یاد رکھنا کہ مشن کی تکمیل کے بعد اس کی تفصیلات سے مجھے ضرور آگاہ کرنا"۔ صدر نے کہا۔

"بالکل کروں گا۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مہادیو کو فوری کال کرو کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے میرے پاس پہنچ جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چیف سیکورٹی آفیسر کرنل راٹھور کو میرے پاس بھیجو"...... صدر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... صدر نے میز کی دراز بند کرتے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی جس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا۔ یہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا چیف سیکورٹی آفیسر کرنل راٹھور تھا۔

"کرنل راٹھور مہان کالونی جانے کے لئے خصوصی کار تیار کراؤ۔

نے میرے ساتھ جانا ہے لیکن اپنے ساتھ سپیشل سیکورٹی گارڈ کو لے جانا یہ لوگ علیحدہ ہمارے ساتھ جائیں گے لیکن کسی قسم کا پروٹوکول نہیں ہوگا۔ میں نے انتہائی راز داری سے وہاں جانا"...... صدر نے کہا۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہوگی"...... کرنل راٹھور نے جواب دیا۔

"سیکورٹی چیکنگ کی مکمل مشینری ساتھ لے جانا تاکہ جہاں ہم نے ہے پہلے اس کی سیکورٹی چیکنگ کر لی جائے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل راٹھور نے جواب دیا۔

"اب تم جاؤ اور سپیشل گیراج میں کار سمیت تیار رہنا۔ کار تم ایو کرو گے"...... صدر نے کہا تو کرنل راٹھور ایک بار پھر سیلوٹ کر مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جناب شاگل اور جناب کرنل مہادیو تشریف لا چکے ہیں جناب"...... سری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"انہیں میرے پاس بھجوا دو"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ی دیر بعد دروازے پر مؤدبانہ انداز میں دستک سنائی دی۔

"یس کم ان"...... صدر نے کہا تو دروازہ کھلا اور شاگل اور اس کے کرنل مہادیو اندر داخل ہوئے۔ کرنل مہادیو نے فوجی انداز میں ام کیا جب کہ شاگل نے بڑے مؤدبانہ میں سلام کیا۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے کہا تو وہ دونوں کرسیوں پر

مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

"شاگل صاحب آپ نے جنرل شرما کے بارے میں کوئی تحقیقات کی ہے"...... صدر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر میرے آدمیوں نے بتایا ہے کہ جنرل شرما کا کردار بے داغ اور صاف رہا ہے۔ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں مل سکی"...... شاگل نے جواب دیا۔

"اور کرنل مہادیو آپ نے کوئی خصوصی رپورٹ تیار کرائی ہے"...... صدر نے کرنل مہادیو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر لیکن رپورٹ صاف ہے"...... کرنل مہادیو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر نے میز کی دراز کھولی اور فائل نکال کر شاگل اور کرنل مہادیو دونوں کے سامنے پھینک دی۔

"یہ دیکھو فائل"...... صدر کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔شاگل نے فائل اٹھائی اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔کرنل مہادیو بھی ساتھ ہی فائل دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اوہ اوہ۔یہ یہ تو واقعی ناقابل تردید ثبوت ہیں اور اس لحاظ سے تو جنرل شرما جرائم کے بہت بڑے سنڈیکیٹ کا چیف تھا۔یہ فائل کس نے تیار کی ہے سر۔یہ تو مجھے لگتا ہے بلیک میلنگ سٹف ہے"...... شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ واقعی بلیک میلنگ سٹف ہے لیکن بہرحال اس سے جنرل

ی اصل صورت سامنے آجاتی ہے اور اس فائل سے پتہ چلتا ہے کہ
شرما آرمی کا اتنا بڑا افسر ہونے کے باوجود اتنا بڑا مجرم بھی تھا۔کیا
ت آپ کے خلاف نہیں جاتی۔کیا کرنل مہادیو اور اس کا سپیشل
ٹن دونوں کی نااہلی کا یہ واضح ثبوت نہیں ہے"...... صدر نے انتہائی
ے لہجے میں کہا۔

"سر۔سر میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب کیسے ممکن ہے"۔
ل مہادیو کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"اور شاگل صاحب آپ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہیں
آپ کو آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کافرستان آرمی کے جنرل
کا کیا کردار ہے جب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف پاکیشیا میں
کر ہمارے جنرلوں کے اس بھیانک کردار سے بھی واقف ہے بلکہ
س کے ثبوت بھی سامنے لانے پر قادر ہے"...... صدر نے شاگل
مخاطب ہو کر کہا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو۔کیا یہ فائل اس نے
ئی ہے"...... شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے اس کی بات پر یقین نہ کیا تھا اس لئے اس نے عمران سے
لہ وہ ہمیں ثبوت مہیا کرے اور یہ فائل عمران نے بھجوائی ہے"۔
رنے کہا۔

"عمران نے اوہ پھر یہ یقیناً فرضی ہو گی صرف ہم پر رعب ڈالنے اور
بات سچ ثابت کرنے کے لئے یہ ساری کارروائی کی گئی ہے وہ ایسے

کاموں میں ماہر ہے"...... شاگل نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اسے چیک کیا جا سکتا ہے آپ پہلے میرے ساتھ میں ابھی چیک کرنا چاہتا ہوں"...... صدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سر کہاں جانا ہے"...... شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

"میرے ساتھ آیئے"...... صدر نے سخت لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پریذیڈنٹ ہاؤس کے ایک خفیہ راستے سے دو کاریں باہر نکلیں اور تیزی سے مہمان کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ پہلی بار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل راٹھور تھا اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کا چیف شاگل موجود تھا۔ عقبی سیٹ پر صدر صاحب اکیلے بیٹھے ہوئے تھے جب کہ دوسری کار میں سپیشل سیکورٹی گارڈ تھی اور ان کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل مہادیو بھی تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار مہمان کالونی میں داخل ہو گئی یہ بہت وسیع کالونی تھی اور یہاں کی ہر کوٹھی بھی انتہائی وسیع و عریض تھی۔

"کوٹھی نمبر آٹھ اے تلاش کرو"...... صدر نے کرنل راٹھور سے کہا۔

"یس سر"...... کرنل راٹھور نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کوٹھی کے سامنے کار روک دی۔ اس کوٹھی کے ستون پر آٹھ اے کا ہندسہ نظر آ رہا تھا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔

"پہلے کوٹھی کی سیکورٹی چیکنگ کرو پوری احتیاط سے"...... صدر

کہا اور کرنل راٹھور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ پھر تقریباً دس
ٹ بعد کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا تو کرنل راٹھور نے کار کا دروازہ کھولا
ر اندر داخل ہو کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"جناب سیکورٹی کے لحاظ سے کوٹھی کلیر ہے میرے آدمی نے عقبی
ف سے اندر داخل ہو کر پھاٹک کھول دیا ہے"...... کرنل راٹھور
ے کہا۔

"ٹھیک ہے کار اندر لے چلو"...... صدر نے کہا تو کرنل راٹھور کار
ر لے گیا اور وسیع و عریض پورچ میں اس نے کار روک دی۔ اس
ے پیچھے دوسری کار بھی اندر آئی اور پورچ میں رک گئی۔

"پھاٹک بند کرا دو"...... صدر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا ان
ے ساتھ ہی شاگل اور کرنل راٹھور بھی نیچے اتر آئے اور عقبی کار میں
ے کرنل مہادیو اور سپیشل سیکورٹی گارڈ کے مسلح افراد بھی نیچے اترے
ر انہوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر صدر کو گھیرے میں لے لیا جب
. ایک آدمی دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"اندر جا کر دیکھو یہاں کتنے افراد موجود ہیں اور کس پوزیشن میں
...... صدر نے کرنل راٹھور نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل راٹھور نے کہا اور دو آدمیوں کو ساتھ لے کر
کوٹھی کی اندرونی سمت کو بڑھ گیا۔

"یہ کون سی جگہ ہے جناب"...... شاگل نے حیرت بھرے انداز
ں کوٹھی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک مجرم کی رہائش گاہ ہے"...... صدر نے مختصر سا جواب دیا
تو شاگل اور کرنل مہادیو دونوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔
"سر ایک بڑے کمرے میں ایک آدمی کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا
بیٹھا ہے جب کہ آٹھ افراد فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور ایک
آدمی کی لاش کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی موجود ہے"...... کرنل
راٹھور نے کہا۔
"لاش ۔ کس کی لاش"...... شاگل نے بے اختیار اچھلتے ہوئے
کہا۔
"آؤ"...... صدر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب کرنل راٹھور کی
رہنمائی میں اس کمرے میں پہنچ گئے۔ سپیشل گارڈ کے دو مسلح آدمی وہاں
موجود تھے۔
"یہ ۔ یہ ۔ یہ کس کی لاش ہے"...... شاگل نے حیران ہو کر کرسی
پر رسیوں سے بندھی ہوئی لاش کو دیکھتے ہوئے کہا جس کا سینہ گولیوں
سے چھلنی تھا۔
"یہ شیام سنگھ ہے کافرستان کا معروف مخبر آدمی اور جنرل شرما کی جو
فائل مجھ تک پہنچی ہے وہ اس شیام سنگھ نے تیار کرائی ہوئی ہے"......
صدر نے جواب دیا تو شاگل اور کرنل مہادیو دونوں کے چہرے حیرت
سے بگڑ سے گئے وہ یہ سب کچھ اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی ایکشن
فلم کا سین دیکھ رہے ہوں۔
"تم منیجر ہو شیام سنگھ کے"...... صدر نے کرسی پر بندھے ہوئے

اسے مخاطب ہو کر کہا۔
"جی صاحب مگر جناب کون ہیں"...... اس آدمی نے حیرت بھرے
میں کہا۔
"اس کی رسیاں کھولو اور اس سے میرا تعارف کراؤ"...... صدر نے
نل راٹھور سے کہا۔
"کافرستان کے صدر صاحب تم سے مخاطب ہیں"...... کرنل
ٹھور نے خود ہی منیجر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو اس آدمی کا چہرہ حیرت
شدت سے بگڑ سا گیا اور پھر جیسے ہی اس کی رسیاں کھلیں وہ اٹھا اور
ر کے پیروں میں گر گیا۔
"مجھے معاف کر دیں ۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا جناب میں تو
ملازم ہوں صرف جناب"...... منیجر نے روتے ہوئے کہا۔
"ہمیں معلوم ہے کہ تم بے گناہ ہو اس لئے شاید تمہیں زندہ بھی
چھوڑ دیا گیا ہے ۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... صدر نے کہا تو وہ اٹھ کر
کھڑا ہو گیا۔
"کیا نام ہے تمہارا"...... صدر نے پوچھا۔
"جناب میرا نام موتی لعل ہے جناب"...... اس نے ہاتھ جوڑتے
ہوئے کہا۔
"یہ لوگ جو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں یہ کون ہیں"...... صدر
نے کہا۔
"جناب یہ بھی اس کوٹھی کے ملازم ہیں جناب"...... موتی لعل

نے جواب دیا۔

"جس آدمی نے تمہیں باندھا ہے اور اس شیام سنگھ کو قتل کیا ہے اس کا نام جانتے ہو"...... صدر نے کہا۔

"جناب وہ اپنا نام عمران بتا رہا تھا جناب اور جناب وہ ایک شیشی یہاں سامنے الماری میں رکھ گیا ہے اس کا کہنا ہے کہ اس شیشی میں موجود گیس جب ان بے ہوش افراد کو سونگھائی جائے گی تو یہ ہوش میں آجائیں گے"...... موتی لعل نے جواب دیا۔

"شیام سنگھ کا آفس کہاں ہے"...... صدر نے کہا۔

"جناب اسی کوٹھی میں ہے"...... موتی لعل نے جواب دیا۔

"چلو ہمیں دکھاؤ"...... صدر نے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ"...... صدر نے شاگل اور کرنل مہادیو اور کرنل راٹھور سے کہا جو خاموش کھڑے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب موتی لعل کی رہنمائی میں ایک انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے دفتر میں پہنچ گئے۔

"اس دفتر کے نیچے کوئی تہہ خانہ بھی ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... موتی لعل نے جواب دیا۔

"دکھاؤ ہمیں"...... صدر نے کہا تو موتی لعل ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے کھل گئی اور دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔

"جناب یہ تہہ خانہ ہے"...... موتی لعل نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو صدر صاحب سر ہلاتے ہوئے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ ان کے پیچھے شاگل ۔ کرنل مہادیو اور کرنل راٹھور بھی سیڑھیاں اتر گئے۔ کمرے میں دیواروں کے اندر چار بڑی بڑی الماریاں موجود تھیں جن میں سے ایک الماری کے پٹ کھلے ہوئے تھے اور اس الماری میں بے شمار فائلیں بھری ہوئی تھیں۔

"کرنل مہادیو اور چیف شاگل یہ فائلیں نکال کر دیکھو"...... صدر نے کہا تو وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے فائلیں نکال نکال کر دیکھنا شروع کر دیں۔

"سر۔ سر یہ تو انتہائی معزز لوگوں کے خلاف بلیک میلنگ سٹف ہے"...... شاگل نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"جنرل شرما کی جو فائل مجھ تک پہنچائی ہے وہ بھی عمران نے یہیں سے حاصل کی ہے اور عمران نے ہی مجھے فون کر کے اس کوٹھی کے بارے میں تفصیل بتائی ہے۔ اس تہہ خانے کا پتہ بھی اس نے بتایا ہے۔ وہ اگر چاہتا تو موتی لعل سمیت ان بے ہوش ملازمین کو گولی سے اڑا دیتا لیکن اس نے کہا کہ یہ ملازم بے گناہ ہیں اس لئے وہ ان کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا اس کے علاوہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمام فائلیں کسی ایسے افسر کے ہاتھ لگ جائیں جو ان کا ناجائز استعمال کرے۔ اس الماری کے علاوہ باقی الماریاں بھی ایسی ہی فائلوں سے بھری ہوئی ہیں"۔ صدر نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"حیرت ہے جناب کہ عمران جیسا شخص اس قسم کے مجرموں کے خلاف بھی کام کرتا رہتا ہے"...... شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کارروائی کو دیکھنے کے بعد تو اب میرا دل چاہ رہا ہے کہ کاش عمران پاکیشیا کی بجائے کافرستان کا شہری ہوتا"...... صدر نے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ظاہر ہے صدر صاحب کا یہ فقرہ اس کے لئے انتہائی چبھتا ہوا تھا۔

"سر وہ رقم کے حصول کے لئے یہ ساری کارروائیاں کرتا ہے اب بھی یقیناً اس نے شیام سنگھ سے بہت بھاری رقم حاصل کی ہو گی مجھے پہلے بھی رپورٹ ملی تھی کہ وہ لوگوں میں بھاری بھاری رقمیں انتہائی بے دردی سے بانٹتا رہتا ہے"...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا اس عمران نے شیام سنگھ سے کوئی رقم لی تھی"...... صدر نے موتی لعل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر اس نے شیام سنگھ سے ایک فارن بنک اکاؤنٹ میں سے دو سو کروڑ ڈالر کا گارنٹیڈ چیک لیا تھا"...... موتی لعل نے جواب دیا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جب کہ صدر کے چہرے پر ناگواریت کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن سر اس عمران نے واپس جاتے ہوئے مجھے کہا تھا کہ جب یہاں کوئی بڑا افسر آئے تو اسے بتا دینا کہ شیام سنگھ کے فارن بنک اکاؤنٹس کی تمام چیک بکس اس کے دفتر کی میز کی دوسری دراز میں

وہ ہیں اب جناب آپ نے پوچھا ہے تو مجھے یاد آیا ہے"...... موتی لعل نے کہا۔

"چیک بکس کیا مطلب کیا بہت سی چیک بکس ہیں"...... صدر نے چونک کر کہا۔

"جی صاحب شیام سنگھ نے جرائم سے بے پناہ دولت کمائی ہے جناب"...... موتی لعل نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"کرنل راٹھور آپ اپنے آدمیوں کو بلوا کر ان الماریوں میں موجود تمام فائلیں اپنے سامنے یہاں سے نکلوا کر پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچائیں تاکہ وہاں ان سب کی تفصیلی چیکنگ کی جا سکے اور جو لوگ مجرم ہیں ان کے خلاف قانون پوری قوت سے حرکت میں آ سکے"...... صدر نے کرنل راٹھور سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کرنل راٹھور نے جواب دیا۔

"آیئے اوپر دفتر میں چلتے ہیں تاکہ ان چیک بکس کو بھی دیکھ لیا جائے"...... صدر نے کرنل مہادیو اور شاگل سے کہا اور پھر وہ دونوں صدر صاحب کے پیچھے چلتے ہوئے اوپر آفس میں پہنچ گئے موتی لعل بھی ان کے ہمراہ تھا۔

"دراز کھولو موتی لعل"...... صدر نے کہا تو موتی لعل نے آگے بڑھ کر میز کی دوسری دراز کھولی اور اس میں رکھی ہوئیں چار موٹی موٹی چیک بکس نکال کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں صدر صاحب کی طرف بڑھا دیں۔ صدر نے چیک بکس لے کر انہیں دیکھا تو ان کے

چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔
"اوہ اس قدر کثیر دولت اور اس پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا جاتا تھا
ویری سیڈ۔ یہ تو کافرستان جیسے ملک کے ایک سال کے بجٹ سے بھی
زیادہ بڑی رقم بنتی ہے"...... صدر نے چیک بکس کھول کھول کر
دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک چیک ان چیک بکس میں سے نکل کر نیچے
گر گیا تو صدر، کرنل مہادیو اور شاگل چونک پڑے۔ موتی لعل نے
جلدی سے جھک کر فرش پر گرا ہوا چیک اٹھایا اور صدر کی طرف بڑھا
دیا۔ چیک کے ساتھ ایک کاغذ پن کیا گیا تھا۔ اس پر تحریر درج تھی۔
صدر نے وہ تحریر دیکھی اور چونک پڑے۔ یہ تحریر عمران کی طرف سے تھی
صدر نے وہ کاغذ ہٹا کر چیک کو ایک نظر دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے
چیک اور کاغذ شاگل کی طرف بڑھا دیا۔
"یہ لیجئے دو سو کروڑ ڈالر کا وہ چیک جو عمران نے شیام سنگھ سے لیا
تھا اور یہ تحریر بھی پڑھ لیجئے جس میں عمران نے لکھا ہے کہ اس نے یہ
چیک اس لئے شیام سنگھ سے لیا تھا تاکہ وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جائے
کہ عمران نے رقم لے کر اس سے سودا بازی کر لی ہے اس طرح وہ
پوری طرح کھل جائے"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور شاگل
تحریر پڑھنے لگا۔
"تم نے پڑھ لی ہے تحریر"...... صدر نے کہا۔
"یس سر۔ یہ عمران واقعی حیرت انگیز آدمی ہے کہ اس قدر بھاری رقم
کا چیک یہاں چھوڑ گیا ہے۔ اس کے ذہن میں یقیناً کوئی فتور ہے"۔

ل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدر صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔
"جب اس نے رقم لی تو آپ نے اعتراض کیا اب جب اس نے یہ
ہ کر چیک واپس کر دیا کہ چونکہ یہ رقم کافرستان کی ہے اس لئے وہ
ے پاکیشیا میں لے جانا اصول کے خلاف سمجھتا ہے تو اب آپ کہہ
ہے ہیں کہ اس کے ذہن میں فتور ہے۔ یہ بات نہیں شاگل صاحب
ران واقعی عظیم آدمی ہے۔ میں ہمیشہ یہی سمجھتا تھا کہ آخر ہر بار
میابی عمران کے ہی حصے میں کیوں آتی ہے لیکن مجھے اس کا کوئی
اب نہ ملتا تھا لیکن آج پہلی بار مجھے میری بات کا جواب ملا ہے اور وہ
اب یہ کہ جو شخص اصول کے مقابل اتنی بڑی رقم اس انداز میں
کرا سکتا ہے اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ آپ کا کیا خیال
ہے"...... صدر نے کہا۔
"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب لیکن میں نے بھی اصول کے مقابل
ڑی سے بڑی رقم کو کبھی اہمیت نہیں دی"...... شاگل نے کہا۔
"ہاں مجھے معلوم ہے کہ آپ کا دامن بھی ان آلودگیوں سے صاف
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے دل میں آپ کی قدر ہے لیکن بہرحال
مران تو عمران ہی ہے"...... صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"جناب آپ دشمن ایجنٹ کی تعریف کر رہے ہیں"...... اس بار
شاگل کا لہجہ تلخ تھا شاید اب معاملات اس کی برداشت سے باہر ہو گئے
تھے۔
"یہ سب کچھ اسی دشمن ایجنٹ نے یہاں کافرستان میں کیا ہے کہ

کافرستان میں پھیلے ہوئے اس ناسور کو کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے ۔ آپ تو یہاں کے ہیں آپ نے کیا کیا ہے "...... صدر نے بھی قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب یہ چھوٹے چھوٹے مجرم سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے "...... شاگل نے کہا۔

" نہیں آتے تو عمران کیوں ان کے خلاف کام کرتا رہتا ہے "۔ صدر پوری طرح عمران کے حق میں بول رہے تھے اور اس بات سے شاگل کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

" وہ سیکرٹ سروس کا چیف نہیں ہے جناب فری لانسر ہے وہ چاہے تو جیب کتروں کے خلاف بھی کام کرتا ہے "...... شاگل نے اسی طرح قدرے غصیلے لہجے میں کہا وہ نجانے کس طرح صدر کی وجہ سے اپنے آپ کو کنٹرول میں کیے ہوئے تھا ورنہ اس کی کیفیت بتا رہی تھی کہ وہ کسی بم کی طرح پھٹ پڑتا۔

" اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ کو بھی فری لانسر نہ بنا دیا جائے تاکہ آپ کی اعلیٰ کارکردگی بھی عمران کی طرح محدود نہ ہو سکے ۔ سیکرٹ سروس کا چیف کسی اور کو بھی تو بنایا جا سکتا ہے "...... صدر نے تلخ لہجے میں کہا تو شاگل کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

" مم مم میرا یہ مطلب نہ تھا سر بہرحال میں آئندہ عمران کی طرح ملکی مجرموں کے خلاف بھی کام کروں گا ۔ اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ ایسا کرنا بھی بے حد ضروری ہے "...... شاگل نے فوراً ہی ہتھیار

ئے کہا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ اگر صدر کوشش کریں تو
کے مطابق پارلیمنٹ سے اس کو سیکرٹ سروس کی سربراہی
رہ بھی کروا سکتے ہیں ۔ کیونکہ صدر کی بات تمام مانتے تھے اس
، مجبوراً ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔

ں بھی سوچ رہا ہوں کہ بجائے غیر ملکی مجرموں کے خلاف ہی
یمیں بنانے کے فور سٹارز کی طرح ملکی مجرموں کے خلاف بھی
ائی جائے "...... صدر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

پ پاور ایجنسی کو اس ڈیوٹی پر لگا دیں وہ فارغ رہتے ہیں سارا کام
ٹ سروس ہی کرتی رہتی ہے "...... شاگل نے موقع غنیمت
ئے فوراً ہی تجویز پیش کر دی۔

ں اس بارے میں بھی سوچا جا سکتا ہے "...... صدر نے کہا تو
چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

ٹونی ایک دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں میز کے
کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا اس کی نظریں بار بار
رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف اس طرح اٹھ رہی تھیں جیسے وہ
مخصوص کال کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہو۔اس کے ساتھ ساتھ
بار گھڑی پر وقت بھی دیکھ رہا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی
سنائی دی تو ٹونی نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا

"ہیلو ہیلو۔اننت سنگھ بول رہا ہوں اوور"...... ٹرانسمیٹر
ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور ٹونی بے اختیار چونک پڑا۔

"اننت سنگھ تم کیا بات ہے کیوں کال کی ہے اوور"...... ٹونی
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس میں نے راجسنریہ پوائنٹ پر کال کیا تو مجھے بتایا گیا ہے
آپ موہن پورہ کی لال حویلی میں ہیں اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر کال

"...... دوسری طرف سے اننت سنگھ نے کہا۔

ن کیوں کال کی ہے۔کیا ہوا ہے جو تمہیں اس طرح میری
نی پڑی ہے اوور"...... ٹونی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

چیف باس کا مینجر موتی لعل میرے پاس موجود ہے جو کچھ اس
ہے اس پر مجھے تو یقین نہیں آیا اس لئے آپ اس سے خود بات
اوور"...... دوسری طرف سے اننت سنگھ نے کہا تو ٹونی بے
نک پڑا۔

موتی لعل بول رہا ہوں اوور"...... دوسرے لمحے ایک آواز
تو ٹونی آواز سے ہی پہچان گیا کہ وہ چیف باس شیام سنگھ کی
ہ کا مینجر موتی لعل ہے کیونکہ وہ اسے طویل عرصے سے جانتا

تی لعل کیا بات ہے۔کیا کہا ہے تم نے اننت سنگھ سے
.... ٹونی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اننت سنگھ نے بتایا ہے کہ اب جیکب کی بجائے آپ باس
...... موتی لعل نے کہا۔

مگر اوور"...... ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

باس چیف باس کو ہلاک کر دیا گیا ہے اوور"...... موتی لعل
ٹونی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

۔کیا کہہ رہے ہو کس کو ہلاک کر دیا گیا ہے اوور"...... ٹونی
ے کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف باس شیام سنگھ کو اوور"...... دوسری طرف سے موتی
نے کہا تو ٹونی کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے گرم گرم پگھلا ہوا
اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ اس کے پورے جسم میں گرم لہر
سی دوڑتی چلی گئیں۔ اس کا دل بے اختیار دھک دھک کرنے لگا کیو
یہ ایسی خبر تھی جس کا تصور تک ٹونی کے ذہن میں نہ تھا۔
"چیف باس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیا تم نشے میں تو نہیں
پاگل تو نہیں ہو گئے ہو اوور"...... ٹونی نے ہذیانی انداز میں
ہوئے کہا۔
"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں اوور"...... موتی
نے کہا تو ٹونی کے ذہن میں یکلخت ایک جھماکا سا ہوا۔ اس کے
میں یہ خیال اچانک بجلی کے کوندے کی طرح لپکا تھا کہ اگر واقعی
سنگھ ہلاک ہو گیا ہے تو پھر وہ خود شیام سنگھ کے وسیع و عریض
کاروبار کا مالک بن گیا ہے اور یہ ایسا خیال تھا کہ جس سے ٹونی
رگ و ریشہ میں یکلخت مسرت کی لہر سی دوڑ گئی کیونکہ وہ جانتا تھا
شیام سنگھ کافرستان کا کرائم کنگ ہے۔ اس کی سلطنت
کافرستان میں پھیلی ہوئی ہے اور اب شیام سنگھ کی جگہ وہ کرائم
بن گیا ہے۔ شیام سنگھ کے تمام ادارے جن کا پورے کافرستان
جال پھیلا ہوا تھا اس کے قبضے میں آ گئے ہیں۔
"کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو اوور"...... اس بار ٹونی نے
سے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں درست کہہ رہا ہوں باس اوور"...... دوسری طرف سے موتی
نے کہا۔
یہ سب کیسے ہوا تفصیل سے بتاؤ اوور"...... ٹونی نے کہا تو موتی
نے اپنے اچانک بے ہوش ہونے سے لے کر پھر ہوش میں آنے
لے کر رات گئے صدر مملکت اور اس کے ساتھ فوجی افسروں کی آمد
ی ساری تفصیل بتا دی۔
صدر مملکت۔ فوجی افسر وہاں کیسے پہنچ گئے اور وہ فائلیں کیسے
گئے اوور"...... ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ موتی لعل کی اس
نے اس کے منہ کا ذائقہ تلخ کر دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شیام
نے اس کی بھی یقیناً خفیہ فائل تیار کر رکھی ہو گی کیونکہ وہ اپنے
متعلق ہر شخص کی فائل لازماً تیار کراتا تھا اور اگر اس کی فائل
ت کے ہاتھ لگ گئی ہے تو پھر اس کا بچ جانا ناممکن ہے۔ اسے
پھانسی کی سزا دی جائے گی۔
یہ عمران کون ہے جس نے چیف باس کو ہلاک کیا ہے اوور"......
نے کہا۔
یہ پاکیشیا کا ایجنٹ ہے اوور"...... موتی لعل نے کہا۔
لیکن اس نے تمہیں کیسے چھوڑ دیا اوور"...... ٹونی نے کہا۔
اس نے کہا تھا کہ ہم ملازم ہیں اور بے گناہ لوگ ہیں اس لئے وہ
چھوڑ رہا ہے پھر صدر صاحب کے آدمی مجھے اور باقی دیگر ملازموں
وش میں لا کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ پھر آج انہوں نے ہم سب

کی تفصیلی چھان بین کی اور اس کے بعد ہمیں واپس جانے کی اجا
ملی تو میں جیکب کے پاس پہنچا لیکن وہاں سے پتہ چلا کہ اب آپ
ہیں لیکن آپ موجود نہیں تھے اس لئے مجھے اننت سنگھ سے بات
پڑی لیکن وہ میری بات پر یقین نہ کر رہا تھا اس لئے اس نے آپ
بات کی ہے اوور"...... موتی لعل نے کہا۔

"لیکن کل چیف باس نے مجھ سے بات کی ہے ٹرانسمیٹر پر اور انہوں
نے مجھے ایک نئی پارٹی کی آمد کی اطلاع دی اور اس بارے میں ہدایات
بھی دیں اور اسی پارٹی کے انتظار میں اس وقت میں موہن پورہ میں
موجود ہوں جب کہ تم کہہ رہے ہو کہ اس وقت چیف باس بندھے
ہوئے تھے اوور"...... ٹونی نے کہا۔

"عمران نے پہلے چیف باس سے بھاری مالیت کا چیک لیا اور انہیں
رہا کر کے اپنے ساتھ آفس میں لے گیا اس وقت یوں لگتا تھا کہ عمران
نے اپنی قیمت وصول کر کے چیف باس سے صلح کر لی ہے۔ ہو سکتا ہے
کہ باس نے ٹرانسمیٹر کال اس وقت کی ہو کیونکہ ٹرانسمیٹر وہیں آفس
میں ہی ہوتا ہے لیکن پھر جب وہ واپس آئے تو چیف باس بے ہوش
تھے اور انہیں دوبارہ باندھ دیا گیا اور پھر ہلاک کر دیا گیا اوور"...... موتی
لعل نے کہا۔

"ہونہہ اب بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔ اننت سنگھ سے بات
کراؤ اوور"...... ٹونی نے کہا۔

"ہیلو اننت سنگھ بول رہا ہوں اوور"...... دوسرے لمحے اننت

کی آواز سنائی دی۔

"اننت سنگھ موتی لعل کو واپس بھیج دو اور خود آدمی لے جا کر شیام
کی رہائش گاہ پر قبضہ کر لو۔ اب شیام سنگھ کی جگہ میں کرائم کنگ
اور تم میرے نائب ہو۔ میں منڈی سے فارغ ہو کر پورا کنٹرول
لے لوں گا اوور"...... ٹونی نے کہا۔

"یس باس اوور"...... دوسری طرف سے اننت سنگھ نے کہا تو
نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ ایک بار پھر
میٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو ٹونی نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا
دوبارہ آن کر دیا۔

"ہیلو نارمن بول رہا ہوں باس۔ نئی پارٹی مخصوص پوائنٹ پر پہنچ
ہے۔ آٹھ افراد پر مشتمل پارٹی ہے کوڈ ورڈز بھی درست ہیں اب کیا
ہے اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انہیں میرے پاس لے آؤ میں خود ان سے بات کروں گا پھر
منڈیہ پوائنٹ روانہ ہوں گے اوور اینڈ آل"...... ٹونی نے کہا اور
میٹر آف کر دیا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو
کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان
داخل ہوا۔

"شامو اپنے دس مسلح ساتھیوں کو لے کر موہن پورہ کی لال حویلی
ورچ میں پہنچ جاؤ میں وہیں آ رہا ہوں"...... ٹونی نے کہا۔

"یس باس"...... شامو نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے

باہر نکل گیا۔

" یہ نئی پارٹی یقیناً انہی لوگوں کی ہو گی جنہوں نے چیف با
ہلاک کیا ہے اس پاکیشیائی ایجنٹ عمران کی پارٹی ۔ ورنہ شیام
ایسے حالات میں کسی بھی نئی پارٹی کے بارے میں اس قسم کی ہ
کبھی نہیں دے سکتا تھا اس لئے ان کا خاتمہ یہیں ضروری ہے اور
بھی اب شیام سنگھ تو زندہ نہیں رہا اس لئے اب میں چیف باس
اب جو میں چاہوں گا وہی ہو گا"...... ٹونی نے بڑبڑاتے ہوئے
کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑ
اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ کسی حتمی نتیجے پر پہنچ گیا

عمران اپنے ساتھیوں سمیت دو کاروں میں سوار موہن پورہ گاؤں
طرف بڑھا چلا جا رہا تھا سب سے آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر
ٹائیگر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر
صدیقی اور چوہان تھے جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی
۔ سائیڈ سیٹ پر خاور اور عقبی سیٹ پر جوزف اور جوانا موجود تھا۔

" عمران صاحب آپ نے موتی لعل اور دوسرے ملازمین کو زندہ
چھوڑ کر غلطی کی ہے۔ اگر انہوں نے شیام سنگھ کے گروپ تک شیام
سنگھ کی موت کی خبر پہنچا دی تو ہم سب شدید خطرے میں گھر جائیں
گے"...... صدیقی نے کہا۔

" میں نے کافرستان کے صدر کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ شیام سنگھ
کی موت کی خبر کسی طرح بھی آج شام تک باہر نہیں آنی چاہئے اور
ٹائیگر نے واپس آکر جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق شیام سنگھ کی

کوٹھی میں موجود تمام ملازمین کو پریذیڈنٹ ہاؤس لے جایا گیا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن پریذیڈنٹ ہاؤس سے انہیں یقیناً کسی حوالات وغیرہ میں بھجوا دیا گیا ہوگا اب صدر صاحب تو لوگوں کو پریذیڈنٹ ہاؤس میں قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حبس بے جا میں تو رکھنے سے رہے"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تمہاری بات درست ہے لیکن تم نے پہلے یہ بات کیوں نہیں کی ورنہ ہم وہاں سے روانہ ہونے سے پہلے اس بارے میں تسلی کر لیتے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات سن کر ہی مجھے اس بات کا خیال آیا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"بہرحال اگر ایسا ہو بھی گیا ہے تو ہم اب اس پوزیشن میں پیچھے تو نہیں ہٹ سکتے البتہ اب ہمیں مزید محتاط ہو جانا چاہئے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ٹائیگر سے مخاطب ہو گیا۔

"کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دو اور عقبی کار کو بھی رکنے کا اشارہ کر دو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے عقبی کار میں آنے والے اپنے ساتھیوں کی کار کو لائٹ دے کر رکنے کا مخصوص اشارہ کیا اور کار کو آہستہ کر کے سائیڈ کی طرف لے جانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں آگے پیچھے رک گئیں تو عمران کار سے نیچے اترا اور دوسری کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کو کار سے اترتے دیکھ کر عقبی کار

میں موجود افراد بھی نیچے اتر آئے۔

"خاور۔ ہو سکتا ہے کہ اس ٹونی تک کسی طرح شیام سنگھ کی موت کی خبر پہنچ گئی ہو۔ ایسی صورت میں وہ لامحالہ ہماری طرف سے مشکوک ہو جائے گا اس لئے ہمیں وہاں پہنچ کر انتہائی محتاط رہنا ہوگا"...... عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"احتیاط سے آپ کا کیا مطلب ہے عمران صاحب"...... خاور نے کہا۔

"یہی کہ ضرورت پڑنے پر تم لوگوں نے فوری طور پر اپنا ڈیفنس بھی کرنا ہے اور مخالفوں کا خاتمہ بھی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... خاور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے بھی سن لیا جوانا اور جوزف"...... عمران نے جوانا اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا جب کہ جوزف نے اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا تو عمران مڑا اور واپس اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔

"چلو ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔

"کیا بات ہوئی ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"میں نے خاور، جوانا اور جوزف تینوں کو محتاط رہنے کا کہہ دیا ہے اور تم لوگوں نے بھی محتاط رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری بات درست ہو اور اس ٹونی تک شیام سنگھ کی ہلاکت کی خبر پہنچ چکی ہو۔ اس

صورت میں وہ ہماری طرف سے مشکوک ہو سکتے ہیں اور ایسے مجرم مشکوک ہونے پر اچانک فائر کھول دیتے ہیں"...... عمران نے کہا تو صدیقی اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد گاؤں کے آثار نظر آنے لگے تو اچانک انہیں دور سڑک پر ترچھی کھڑی ہوئی دو کاریں نظر آنے لگ گئیں لیکن یہ پولیس کاریں نہ تھیں پرائیویٹ کاریں تھیں اور کاروں کے ساتھ پانچ مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے تھے۔

"ہوشیار۔ ان لوگوں کی یہاں اس طرح موجودگی خطرے کا باعث بن سکتی ہے لیکن جب تک میں فائر نہ کھولوں کوئی فائر نہ کرے"۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے انہیں کار روکنے کا اشارہ کیا گیا تو عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے ان کاروں کے قریب لے جا کر کار روک دی۔ اس کے عقب میں آنے والی کار بھی رک گئی اور عمران کار رکتے ہی تیزی سے نیچے اترا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں کاروں میں سے اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

"کون ہو تم اور موہن پورہ کیوں آ رہے ہو"...... ایک مسلح آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا جب کہ باقی مسلح افراد تیزی سے دائیں بائیں ہو کر کھڑے ہو گئے لیکن ان کی گنوں کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہی تھا۔

"کیا تم ٹونی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں میں ٹونی کا اسسٹنٹ ہوں میرا نام نارمن ہے"...... اس

آدمی نے جواب دیا۔

"لیکن ہمیں تو تمہارے چیف باس شیام سنگھ نے کہا تھا کہ کسی سرخ حویلی کے باہر ٹونی ہمارا استقبال کرے گا اور اس سے کوڈز کا تبادلہ ہو گا اور اس کے بعد ہمیں منڈی میں لے جایا جائے گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹونی نے مجھے بھیجا ہے۔ کوڈ بتاؤ"...... نارمن نے کہا۔

"سرخ لکیر"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... نارمن نے جواب دیا۔

"تم متبادل کوڈ دہراؤ"...... عمران نے کہا تو نارمن کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"سرخ بادل"...... نارمن نے جواب دیا۔

"کوڈ تو ٹھیک ہے اب ہمیں منڈی لے چلو"...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم اگر متبادل کوڈ دوہرانے کا نہ کہتے تو مجھے اطمینان نہ ہوتا۔ میں باس ٹونی سے پوچھ لوں کیونکہ وہ سرخ حویلی میں موجود ہے"۔ نارمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو نارمن کالنگ اوور"...... نارمن نے بٹن آن کرتے ہی کال دیتے ہوئے کہا لیکن جب کچھ دیر تک کال کرنے کے باوجود دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو نارمن نے بٹن آف کر دیا۔

"باس ٹرانسمیٹر پر کوئی دوسری کال سننے میں مصروف ہے"۔ نارمن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو نارمن نے مڑ کر اپنے آدمیوں کو سڑک پر ترچھی کھڑی کاریں ہٹانے کا حکم دے دیا اور جب کاریں سائیڈ پر ہٹالی گئیں تو نارمن نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ اس بار بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے کال رسیو کرنے کا کاشن مل گیا۔

"ہیلو نارمن بول رہا ہوں باس۔ نئی پارٹی مخصوص پوائنٹ پر پہنچ گئی ہے آٹھ افراد پر مشتمل پارٹی ہے۔ کوڈورڈز بھی درست ہیں۔ اب کیا حکم ہے اوور"...... نارمن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں میرے پاس لے آؤ۔ میں خود ان سے بات کروں گا پھر راجسٹریہ پوائنٹ روانہ ہوں گے اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے ٹونی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نارمن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اپنی کاریں ہماری کاروں کے پیچھے لے آؤ"...... نارمن نے کہا اور اپنی کاروں کی طرف بڑھ گیا جب کہ عمران واپس اپنی کاروں کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹونی کا لہجہ بتا رہا ہے کہ صورتحال معمول پر نہیں ہے یقیناً اسے ہم پر کوئی نہ کوئی شک پڑ گیا ہے یا پھر اسے شیام سنگھ کی ہلاکت کی اطلاع مل چکی ہے اس لئے اب مزید محتاط رہنے کی ضرورت ہے"...... عمران نے کاروں کے قریب کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ کر

ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ محتاط رہنے کا تو کہہ رہے ہیں لیکن آپ کا ارادہ کیا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم نارمل انداز میں اس راجسٹریہ پوائنٹ پر پہنچیں اور پھر وہاں پہنچ کر کارروائی کا آغاز کیا جائے لیکن مجھے اب محسوس ہو رہا ہے کہ ٹونی شاید اس سرخ حویلی میں ہی ہم پر فائر کھول دینا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں بھی جواب دینا ہو گا لیکن اس کے باوجود میں اس ٹونی کو زندہ پکڑنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر وہ سب کاروں میں بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بعد چار کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں گاؤں میں داخل ہوئیں اور پھر ایک سرخ رنگ کی بڑی سی حویلی کے احاطے میں داخل ہو گئیں پورچ میں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں اور وہاں ایک آدمی اکڑا ہوا کھڑا تھا جب کہ چار مسلح افراد اس کے پیچھے ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔ عمران نے کار سے اترتے ہی نظریں گھمائیں اور پھر اسے دونوں سائیڈوں پر کھڑے ہوئے دو دو اور مسلح آدمی بھی نظر آ گئے جو ذرا ہٹ کر کھڑے تھے۔ یہ سب مقامی غنڈے ہی تھے اور ان کے چہروں پر جارحانہ پن نمایاں نظر آ رہا تھا۔ نارمن اپنے ساتھیوں سمیت کاروں سے اترا۔

"تم دونوں اطراف میں چلے جاؤ"...... اس اکڑے کھڑے ہوئے آدمی نے نارمن کے چاروں مسلح ساتھیوں سے کہا تو وہ تیزی سے

دونوں سائیڈوں میں بکھر کر وہاں پہلے سے موجود مسلح افراد کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب کہ نارمن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جو اب کاروں سے اتر آئے تھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر اس اکڑے کھڑے ہوئے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ نئی پارٹی ہے باس"...... نارمن نے اس اکڑے کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران سمجھ گیا کہ یہی ٹونی ہے لیکن اس کے کھڑے ہونے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تھرڈ کلاس غنڈہ ہے۔

"تم میں سے پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کون ہے"...... اس اکڑے کھڑے آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام ٹونی ہے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"ہاں میں ٹونی ہوں اور یہ بھی سن لو کہ اب میں چیف باس ہوں"...... ٹونی نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ساتھ کھڑا ہوا نارمن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہو گے چیف باس لیکن ہمیں تو شیام سنگھ نے بھیجا ہے"۔ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"شیام سنگھ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب میں شیام سنگھ کی جگہ چیف باس ہوں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ شیام سنگھ کو ایک پاکیشیائی

نٹ علی عمران نے ہلاک کیا ہے اور اس علی عمران کے ساتھ بھی دیو ل حبشی تھے اور تمہارے ساتھ بھی ہیں اس کا مطلب ہے کہ تم ہی عمران ہو"...... ٹونی نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف باس کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... نارمن نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اب میں چیف باس ہوں"...... ٹونی نے نارمن کی رف رخ موڑتے ہوئے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس ے رخ موڑتے ہی عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ئیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔

"فائر"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹھک لک کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹونی کے قریب کھڑا ہوا نارمن اور ٹونی ے عقب میں کھڑے چاروں مسلح آدمی چیختے ہوئے نیچے گرے اور ان چیخوں کے ساتھ ہی سائیڈوں پر موجود افراد کے حلق سے بھی چیخیں لیں۔ عمران کے ساتھیوں کے ہاتھ بھی بجلی کی سی تیزی سے جیبوں ے باہر آئے تھے اور انہوں نے دونوں سائیڈوں پر فائر کھول دیئے تھے ب کہ عمران کے فائر سے نارمن اور اس کے عقب میں کھڑے مسلح راد نیچے گرے تھے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہو گیا کہ ٹونی کا منہ لے کا کھلا رہ گیا وہ پتھر کے بت کی طرح ساکت کھڑا ہوا تھا۔ ایک بار ھر ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھریں اور پھر وہاں فرش پر پڑے پھڑکتے وئے آدمی دوسری بار فائرنگ کا نشانہ بننے کے بعد ساکت ہو گئے تھے۔

"اب بولو ٹونی تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے ساکت کھڑے ٹونی سے کہا۔ ظاہر ہے اس کے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کا رخ ٹونی کی طرف ہی تھا تو ٹونی بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے یہ تم نے میرے ساتھیوں کو کیوں قتل کر دیا"...... ٹونی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا اکڑا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"اس لئے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم ہمیں ہلاک کرا دیتے۔ تم نے جس انداز میں اپنے مسلح آدمیوں کو یہاں کھڑا کیا ہوا تھا اس سے ہمیں تمہارے ارادے کا علم ہو گیا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کیا تم واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہو"...... ٹونی نے اس بار قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں میرا نام علی عمران ہے اور میں نے ہی تمہارے چیف باس شیام سنگھ کو ہلاک کیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"مم مم مگر میں نے تو تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تم جتنی لڑکیاں چاہو لے جاؤ۔ میرا وعدہ کہ تمہارا ہاتھ نہیں روکوں گا"...... ٹونی نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"وعدہ کرتے ہو"...... عمران نے کہا تو ٹونی کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا دھندلائی ہوئی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

"بالکل وعدہ کیا بلکہ حلف دیتا ہوں"...... ٹونی نے چہکتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا وہ سمجھ گیا کہ ٹونی کے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ راجسٹریہ پوائنٹ پہنچنے پر وہ وہاں موجود اپنے آدمیوں سے انہیں آسانی سے ہلاک کرا دے گا اس لئے وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے مڑے بغیر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹونی کی تلاشی لو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سائیڈ سے ہو کر ٹونی کے عقب میں آیا اور پھر اس نے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی ٹونی کی جیبوں میں واقعی کچھ نہیں تھا۔

"اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے تم باہر کا خیال رکھو گے میں ٹونی سے لڑکیوں کے بارے تفصیلات طے کر لوں۔ چلو ٹونی اندر اب اطمینان سے چند باتیں ہو جائیں"...... عمران نے کہا تو ٹونی نے اثبات میں سر ہلایا اور اندرونی طرف کو مڑ گیا عمران اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔

"شراب پیو گے"...... ٹونی نے کہا۔

"نہیں تم بیٹھو۔ میں نے تم سے چند باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹونی سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"راجسٹریہ پوائنٹ پر تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں"...... عمران

نے کہا۔

"تقریباً بیس کے قریب ہوں گے کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔
ٹونی نے چونک کر کہا۔

"سوچ کر جواب دینا لیکن اگر تم نے غلط بیانی کی تو دوسرا سانس
لے سکو گے مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ شیام سنگھ نے بھی مجھ
دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی اس لئے وہ مارا گیا تھا۔ ورنہ مجھے اسے
بھی ہلاک کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مجھے تو بس اپنی مرضی کی
لڑکیاں چاہئیں۔ باقی پوری دنیا میں جرائم ہوتے رہتے ہیں اور ہم
نے پوری دنیا میں جرائم ختم کرنے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا"۔ عمران
نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں بیس آدمی ہیں"...... ٹونی نے جواب
دیا۔

"جو پارٹیاں ان لڑکیوں کو دیکھنے آ رہی ہیں ان کی تعداد کتنی
ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"پندرہ پارٹیاں ہیں اور ہر پارٹی میں کم از کم چار آدمی ہوتے ہیں البتہ
کسی میں چار سے زیادہ بھی ہوتے ہیں۔ بہرحال ساٹھ ستر افراد تو ہوں
گے دو چار کم بھی ہو سکتے ہیں اور زیادہ بھی"...... ٹونی نے جواب دیا

"لڑکیوں کو تم کس حالت میں انہیں دکھاتے ہو"...... عمران
نے پوچھا۔

"کس حالت میں کیا مطلب"...... ٹونی نے حیران ہو کر پوچھا

سے عمران کی بات کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔
میرا مطلب ہے کہ منڈی میں یہ لڑکیاں بندھی ہوئی ہوتی ہیں یا
وتی ہیں۔ انہیں آخر کس طرح پارٹیاں چیک کرتی ہیں"۔ عمران

ان لڑکیوں کے ہاتھ ان کی پشت پر بندھے ہوتے ہیں اور بس
پارٹیاں انہیں چاروں طرف سے چیک کر سکیں۔ ویسے ان ہالز
ماں لڑکیاں ہوتی ہیں مسلح افراد کوڑوں سمیت موجود ہوتے ہیں
نخرہ کرتی ہے اس کی کھال وہیں سب کے سامنے اتار دی جاتی
طرح باقی لڑکیاں روتی ضرور رہتی ہیں لیکن وہ کوئی غلط حرکت
تیں اور پارٹیوں کو مکمل اجازت ہوتی ہے کہ وہ جس طرح
ان لڑکیوں کو چیک کریں آخر انہوں نے انہیں خریدنا ہوتا
..... ٹونی نے جواب دیا۔
ب تک وہ پارٹیاں وہاں پہنچ گئی ہوں گی یا نہیں"۔ عمران نے

پہنچ گئی ہوں گی"...... ٹونی نے جواب دیا۔
ہاں تمہارا اسسٹنٹ کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔
جیفرے"...... ٹونی نے جواب دیا۔
کیا تم اسے یہاں سے ہدایات دے سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔
اں۔ مگر کس قسم کی ہدایات"...... ٹونی نے حیران ہو کر پوچھا
رانسمیٹر پر کال کر دو گے یا فون پر"...... عمران نے کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر۔ فون وہاں نہیں ہے اور نہ ہی یہاں ہے"..... ٹونی
نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے کرو اس سے بات۔ صرف اتنا پوچھ لینا کہ
پارٹیاں پہنچ گئیں ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا تو ٹونی اٹھا اور
نے میز پر موجود ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو ٹونی کالنگ اوور"...... فریکونسی ایڈجسٹ کرنے
بعد ٹونی نے کال دینا شروع کر دی۔

"یس باس جیفرے اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر
میں سے ایک آواز سنائی دی لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"تمام پارٹیاں پوائنٹ پر پہنچ گئی ہیں یا نہیں اوور"..... ٹونی نے
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سب پہنچ گئی ہیں۔ اب آپ کا انتظار ہے تاکہ انہیں لڑکیوں
والے ہالز میں لے جایا جائے اوور"...... جیفرے نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں نئی پارٹی کے ساتھ پہنچ رہا ہوں اوور اینڈ
آل"..... ٹونی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا لیکن اس سے پہلے کہ
ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران سے کوئی بات کرتا عمران جو اس دوران اٹھ
کر کھڑا ہو چکا تھا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ٹونی چیختا ہوا اچھل
کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا۔ عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی
اور دوسرے لمحے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ٹونی کنپٹی پر بھرپور ضرب
کر ایک بار پھر چیختا ہوا ساکت ہو گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر

بٹن پریس کر دیا۔ اس پر ابھی تک وہی فریکونسی ایڈجسٹ تھی جس
ٹونی نے جیفرے سے بات کی تھی۔

"ہیلو ہیلو ٹونی کالنگ اوور"...... عمران نے ٹونی کے مخصوص لہجے
ما کہا۔

"جیفرے اٹنڈنگ یو باس اوور"...... چند لمحوں بعد جیفرے کی
ز سنائی دی لیکن اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔ اسے
بناً حیرت اس لئے ہو رہی تھی کہ ابھی چند لمحے پہلے تو ٹونی نے کال کی
ہ پھر دوبارہ کال کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔

"جیفرے میں یہ پوچھنا بھول گیا تھا کہ جو پارٹیاں راجسٹریہ
ئنٹ پر پہنچی ہیں ان کے افراد کی تعداد کیا ہے اوور"...... عمران نے
ـ

"میں نے گنے تو نہیں ہیں باس تقریباً ساٹھ ستر افراد ہیں مگر آپ
ں پوچھ رہے ہیں اوور"...... جیفرے نے کہا۔

"میں نے چیف باس کی نئی ہدایات کے تحت پوچھا ہے۔ تم ایسا
کہ پوائنٹ پر جتنے بھی ہمارے آدمی موجود ہیں انہیں پارٹی افراد کے
ہ ایک جگہ اکٹھا کر لو۔ اس بار چیف باس نے نئی ہدایات دی ہیں
ان ہدایات کے مطابق پہلے چیکنگ ہو گی پھر لڑکیوں تک انہیں
یا جائے گا اوور"...... عمران نے ٹونی کے لہجے میں کہا۔

"چیکنگ۔ کیسی چیکنگ باس اوور"...... جیفرے نے حیران
تے ہوئے کہا۔

" جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسا کرو۔ ان پارٹیوں میں چند
افراد کے شامل ہونے کا خطرہ ہے اس لئے چیف باس نے
چیکنگ کا حکم دیا ہے اوور"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
" یس باس اوور"...... دوسری طرف سے جیفرے نے کہا۔
" اور تم باہر آکر مجھ سے ملو گے سمجھے اوور"...... عمران نے کہا۔
" یس باس اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" میرے آنے تک کسی کو اس خصوصی چیکنگ کے بارے
معلوم نہیں ہونا چاہئے اوور"...... عمران نے ایک بار پھر انتہائی
لہجے میں کہا۔
" یس باس اوور"...... دوسری طرف سے جیفرے نے
اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر
نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ٹونی کو اٹھا کر کاندھے
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رستان کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک انتہائی ضخیم سی فائل
رکھے اسے دیکھنے میں مصروف تھے۔ ان کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا
اتھا۔ وہ مسلسل اس طرح ہونٹ چبا رہے تھے جیسے ان کا بس
رہا ہو کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔
۔ یہ اس قدر جرائم پیشہ افراد اوہ اوہ۔ آخر یہ ملک چل کیسے رہا
.... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے
ے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور

یس"...... صدر نے انتہائی تلخ اور سخت لہجے میں کہا۔
" جناب وزیراعظم اور وزیر داخلہ تشریف لائے ہیں"...... دوسری
سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
بھجوا دو اندر انہیں"...... صدر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا

اور رسیور واپس کریڈل پر جیسے پٹخ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... صدر نے کہا تو دروازہ کھلا اور پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے ان کے پیچھے کافرستان کے وزیر داخلہ مہیش رام بھی تھے۔ صدر صاحب وزیراعظم کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ نے ایمرجنسی کال کی ہے خیریت"...... وزیراعظم نے مصافحہ کرنے کے بعد تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تشریف رکھیئے اور آپ بھی وزیر داخلہ صاحب"...... صدر نے کہا تو وزیراعظم اور وزیر داخلہ دونوں میز کی سائیڈ پر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ وزیر داخلہ ہیں۔ کافرستان کی پولیس اور سنٹرل انٹیلی جنس آپ کی ماتحتی میں کام کرتی ہے اس کے علاوہ بے شمار ایسی ایجنسیاں ہیں جو حکومت کے تحت مجرموں کے خلاف کام کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اس کے باوجود کافرستان میں آج تک مجرموں کے کسی سنڈیکیٹ کسی مہاسرغنے کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ کیا کارکردگی ہے آپ کے محکمے کی"...... صدر نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں وزیر داخلہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب مجرموں کے خلاف تو مسلسل کارروائی ہوتی رہتی ہے اور انہیں گرفتار کر کے عدالتوں میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ آپ کن مجرموں کی بات کر رہے ہیں"...... وزیر داخلہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"شیام سنگھ کو آپ جانتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"شیام سنگھ کون شیام سنگھ کافرستان میں کروڑوں نہیں تو لاکھوں لوگ اس نام کے ہوں گے جناب"...... وزیر داخلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ شیام سنگھ جو بے شمار فلاحی اداروں کا سربراہ ہے"...... صدر نے کہا۔

"اوہ مہان شیام سنگھ۔ جی ہاں جناب وہ تو کافرستان کے بہت بڑے آدمی ہیں جناب وہ تو انتہائی معزز آدمی ہیں"...... وزیر داخلہ نے کہا۔

"یہ مہان شیام سنگھ کافرستان کا کرائم کنگ تھا اس کے تحت بے شمار مجرم تنظیمیں کام کر رہی ہیں اور اس کا ساتھی فوج کا جنرل شرما بھی تھا۔ اس شیام سنگھ نے جنرل شرما کے خلاف اور دوسرے تمام مجرموں کے خلاف باقاعدہ فائلیں تیار کی ہوئی تھیں"...... صدر نے کہا تو وزیراعظم اور وزیر داخلہ دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب"...... وزیر داخلہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صدر نے میز کی دراز کھولی اور ایک سرخ رنگ کی فائل نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔

"یہ جنرل شرما کے کرتوتوں کا ثبوت ہے یہ فائل اسی شیام سنگھ نے تیار کی ہوئی تھی"...... صدر نے کہا تو وزیراعظم اور وزیر داخلہ دونوں

فائل پر جھک گئے اور پھر جیسے جیسے فائل کے صفحات کھلتے گئے ان کے چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے۔

"اوہ اوہ یہ تو ناقابل تردید ثبوت ہیں جناب اگر ہماری فوج کے اعلیٰ ترین افسروں کے یہ کرتوت ہیں تو پھر تو اس ملک کی سلامتی شدید خطرے میں ہے"...... وزیراعظم نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اور یہ فائل دیکھیں۔ اس میں ان تمام لوگوں کے نام اور پتے دیئے گئے ہیں جن کے جرائم کی فائلیں شیام سنگھ نے تیار کی تھیں اور یہ سب فائلیں اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود ہیں۔ دیکھو اس فائل کو اس میں کیسی کیسی مہان ہستیوں کے نام درج ہیں"۔ صدر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور سامنے رکھی ہوئی فائل کو انہوں نے اٹھا کر وزیراعظم اور وزیر داخلہ کے سامنے رکھ دیا اور پھر تو جیسے وزیراعظم اور وزیر داخلہ دونوں کے چہروں پر حیرت مجسم ہو کر رہ گئی۔

"ویری بیڈ۔ ریئلی ویری بیڈ۔ ان سب لوگوں کے خلاف فل آپریشن ہونا چاہئے۔ جناب یہ تو پورے ملک میں ناسور کی طرح پھیلے ہوئے ہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"میں نے آپ دونوں حضرات کو اسی لئے طلب کیا ہے۔ اس فائل میں جتنے بھی افراد موجود ہیں ان سب کے خلاف پوری قوت سے آپریشن کریں۔ ان کے جرائم کے ثبوت فائلوں میں موجود ہیں۔ یہ آپریشن وزیر داخلہ ذاتی طور پر کریں گے اور آپ وزیراعظم اس آپریشن کی ذاتی نگرانی کریں گے میں ان تمام ناسوروں سے ملک کو صاف

دیکھنا چاہتا ہوں"...... صدر نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہوگا جناب"...... دونوں نے بیک آواز جواب دیا۔

"لیکن جناب یہ سب کچھ منظر عام پر کیسے آیا"...... وزیراعظم نے کہا۔

"پاکیشیا حکومت نے ملکی جرائم کے خاتمے کے لئے سیکرٹ سروس کی طرز پر ایک خصوصی تنظیم قائم کی ہے جس کا نام فور سٹارز ہے۔ فور سٹارز پاکیشیا سے مجرموں کا پیچھا کرتی ہوئی کافرستان پہنچی اور پھر وہ جنرل شرما تک پہنچ گئے۔ ان کی کارروائی میں جنرل شرما ہلاک ہو گئے مجھے کافرستان سیکرٹ سروس نے اطلاع دی کہ یہ کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے تو میں نے ہاٹ لائن پر پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے بات کی کیونکہ معاملہ اعلیٰ فوجی آفیسر کا تھا جس پر وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ جنرل شرما کرائم میں ملوث تھا۔ میں نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو یہ لوگ شیام سنگھ تک پہنچے۔ انہوں نے شیام سنگھ کو ہلاک کر کے وہاں سے جنرل شرما کی یہ فائل حاصل کی اور مجھے بھجوا دی اس کے ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ شیام سنگھ کی رہائش گاہ میں اس کے آفس کے نیچے تہہ خانے میں چار الماریاں ایسی ہی فائلوں سے بھری ہوئی ہیں جس پر میں نے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل مہا دیو کے ساتھ شیام سنگھ کی رہائش گاہ کا تفصیلی دورہ کیا وہاں واقعی یہ فائلیں موجود تھیں

میری سیکورٹی کے حکام وہاں سے یہ فائلیں اٹھا کر پریذیڈنٹ ہاؤس لے آئے اور ان فائلوں کی مدد سے یہ ساری فہرست تیار ہوئی ہے اور یہ فہرست اب میں آپ کے حوالے کر رہا ہوں"...... صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو جناب پاکیشیائی ایجنٹوں نے در حقیقت کافرستان پر احسان کیا ہے لیکن جناب پاکیشیائی ایجنٹ تو بہرحال کافرستان کے دشمن ہی ہیں ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ سارا کام جعلی کیا ہو"...... وزیراعظم نے کہا تو صدر نے میز کی دراز کھولی اور ایک چیک نکال کر اس نے وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ چیک دیکھیں کتنی مالیت کا ہے"...... صدر نے کہا۔

"اوہ بہت بھاری رقم کا چیک ہے دو سو کروڑ ڈالر کا اور ہے بھی گارنٹیڈ چیک"...... وزیراعظم نے چیک دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ چیک پاکیشیائی ایجنٹ نے شیام سنگھ کو یہ اطمینان دلانے کے لئے حاصل کیا تھا کہ اس نے سودے بازی کر لی ہے تاکہ شیام سنگھ مطمئن ہو کر اصل واقعات اگل دے۔ تب ہی یہ فائلیں ٹریس ہو سکی تھیں اور پاکیشیائی ایجنٹ واپس جاتے ہوئے یہ چیک وہیں رہائش گاہ میں اس تحریر کے ساتھ چھوڑ گیا تھا کہ یہ چیک چونکہ کافرستان کے مجرم نے دیا ہے اس لئے اس رقم پر حق کافرستان کا ہے۔ اس کے ساتھ ہی چار چیک بکس کی بھی اس نے نشاندہی کی"...... صدر نے کہا اور میز

دراز کھول کر چاروں چیک بکس نکال کر انہوں نے وزیراعظم کے سامنے رکھ دیں۔

"یہ دیکھئے یہ ہیں وہ چاروں چیک بکس۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ چاہتے تو یہ چیک اور یہ چاروں چیک بکس ساتھ لے جاتے اور سوئٹزر لینڈ کے بینکوں سے ساری رقوم نکلوا لیتے اور ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے تھے لیکن وہ انہیں بھی چھوڑ گئے ہیں اس کے باوجود آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ فائلیں انہوں نے جعلی تیار کرائی ہیں"...... صدر نے کہا۔

"حیرت ہے اس قدر اعلیٰ کردار کے مالک ہیں یہ پاکیشیائی ایجنٹ میرا تو اب دل چاہ رہا ہے کہ ان کی عظمت کو سلام کیا جائے یہ تو مجھے اس دور میں افسانوی باتیں لگتی ہیں اس دور میں جب ایک روپے کے لئے لوگ دوسروں کا گلا کاٹ دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو کروڑوں اربوں ڈالر اصول کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں"...... وزیراعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وزیراعظم صاحب اب میں کیا کہوں۔ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ سچے مسلمان اور سچے مسلمانوں کے کردار ایسے ہی ہوتے ہیں۔ تاریخ میں مسلمانوں کے اس کردار کا ذکر موجود ہے اور اس کردار کی عظمت کی وجہ سے پوری دنیا مسلمانوں کے زیر نگین آ گئی تھی اور جب ان کے کردار میں جھول آیا تو سب کچھ ان سے چھنتا چلا گیا۔ آج بھی جو لوگ اس اعلیٰ کردار کے مالک ہیں وہی فاتح عالم ہیں۔ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں جو ہمیشہ کافرستان سیکرٹ سروس، بلیک فورس، پاور

ایجنسی اور ملٹری انٹیلی جنس اور اس جیسی دوسری تنظیموں کے مقابل کامیاب رہے ہیں۔ان کی کامیابی کی وجہ ان کا صالح کردار ہے میں ان سے پہلے ہمیشہ یہی سوچتا تھا کہ آخر کامیابی ہر بار انہیں ہی کیوں ملتی ہے۔آج مجھے اس راز کا پتہ چلا ہے"...... صدر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب لیکن ایسے لوگ بہت محدود تعداد میں ہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"جو ہیں وہ بہرحال کامیاب ہیں اور کامیاب رہیں گے"...... صدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔صدر صاحب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... صدر نے کہا۔

"سر ٹرانسمیٹر کال ہے پاکیشیا کے علی عمران کی طرف سے وہ آپ سے فوری بات کرنے کے خواہش مند ہیں"...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے کراؤ بات"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا لیکن انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر انہوں نے اسے میز پر رکھا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اوور"...... بٹن آن ہوتے ہی عمران کی آواز سنائی دی۔وزیراعظم اور وزیر داخلہ یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"یس پریذیڈنٹ اٹنڈنگ یو اوور"...... صدر نے انتہائی باوقار میں کہا۔

"جناب صدر جس مشن پر ہم کام کر رہے تھے اس کا اختتام اب قریب آگیا ہے۔میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ شیام سنگھ اور نرل شرما انتہائی بھیانک اور مکروہ ٹائپ کے مجرم تھے۔انہوں نے معصوم بے گناہ اور شریف نوجوان لڑکیوں کو اغوا کرنے اور پھر انہیں نیلام کر کے دنیا بھر کے قحبہ خانوں کے ایجنٹوں کے ہاتھوں فروخت کرنے کا باقاعدہ منظم کاروبار کر رکھا تھا۔مجرم یہ لڑکیاں پاکیشیا، کافرستان اور دوسرے ہمسایہ ملکوں سے اغوا کرا کر یہاں کافرستان میں جمع کرتے اور پھر مہینے میں ایک دن ان کی منڈی لگتی تھی جسے یہ کانچی پورم منڈی کہتے تھے کیونکہ یہ منڈی کانچی پورم جزیرے پر لگتی تھی جس کی حفاظت بحریہ کے اعلیٰ حکام کرتے تھے اور جزیرے پر ان لڑکیوں کی نگرانی اور دوسرے مخالف مجرم گروپس سے حفاظت جنرل شرما کی کمانڈو فورس کا ایک خاص سیکشن کرتا تھا۔فور سٹارز کو جب اس کاروبار کا علم ہوا تو انہوں نے کارروائی کی۔جنرل شرما کی ہلاکت کی وجہ سے مجرموں نے خوفزدہ ہو کر کانچی پورم جزیرہ خالی کر دیا اور اغوا شدہ لڑکیاں جن کی تعداد تقریباً چار سو ہے کو جزیرے سے کافرستان دارالحکومت سے دور ایک ویران علاقے میں جہاں قدیم قلعہ ہے اور جسے راجسٹریہ قلعہ کہا جاتا ہے وہاں پہنچا دیا گیا۔پوری دنیا سے قحبہ خانوں کو لڑکیاں سپلائی کرنے والے ایجنٹ نیلامی میں حصہ لینے

کے لئے وہاں پہنچ چکے ہیں ۔ہم اس وقت اس پوزیشن میں ہیں کہ ان
آخری وار کریں اور ان سب کو گرفتار کر کے ان لڑکیوں کو رہا کرا
واپس انہیں ان کے گھروں میں پہنچا دیں لیکن چونکہ ان لڑکیوں کی
تعداد کافی زیادہ ہے اور پھر ان کا تعلق بھی مختلف ممالک سے ہے اس
لئے ان کی رہائی کے بعد ان کی فوری بحالی اور ان کی واپسی کا کام ہم چند
افراد کے بس سے باہر ہے ۔ہم اگر چاہتے تو پاکیشیا سے تعلق رکھنے والی
لڑکیوں کو نکال کر لے جاتے لیکن باقی لڑکیاں بھی شریف بے گناہ او
معصوم ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ پھر مجرموں یا ایسے ہی انسان نما
بھیڑیوں کے ہاتھ لگ جائیں اس لئے اگر آپ اس ڈراپ سین کے
وقت خود راجسٹریہ تشریف لے آئیں تو مجھے اطمینان ہو گا کہ حکومت
کافرستان ان لڑکیوں کی حفاظت اور بحالی کا کام بخوبی کر سکے گی
اوور"...... عمران نے کہا۔

" راجسٹریہ تو بے حد وسیع علاقہ ہے ۔آپ مجھے تفصیل سے اس
مخصوص جگہ کے بارے میں بتائیں جہاں یہ لڑکیاں موجود ہیں ۔ میں
ابھی پولیس اور دیگر حکام کو احکامات دے دیتا ہوں کہ وہ وہاں چھاپہ
مار کر ان لڑکیوں کو برآمد کریں اور ان مجرموں کو گرفتار کر لیں
اوور"...... صدر نے کہا۔

" جناب صدر یہ کام اگر اس طرح ممکن ہو سکتا ہے تو میں بہت پہلے
آپ کو کہہ دیتا لیکن آپ ان مجرموں کی نفسیات سے واقف نہیں ہیں
جیسے ہی انہیں خطرہ لاحق ہوا انہوں نے تمام لڑکیوں کو ہلاک کر دینا

ہے اور لاشیں غائب کر دینی ہیں تاکہ ان کے خلاف کسی قسم کا ثبوت
ا باقی نہ رہے اس طرح ان کے خلاف کسی کارروائی کا کوئی جواز ہی
رہے گا ۔ہم لوگوں نے اب تک تمام کارروائی اس نقطہ نظر سے کی
ہے کہ ان لڑکیوں کو زندہ بچایا جا سکے ۔ویسے اگر آپ کو کسی قسم کی
چاہٹ ہو تو آپ کھل کر بتا دیں میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا اور نہ
سکتا ہوں البتہ اگر آپ کو سکیورٹی پرابلم ہو اور آپ کو مجھ پر اعتماد ہو
میں آپ کو حلف دیتا ہوں کہ آپ اور آپ کے ساتھ آنے والے حکام
بال تک بیکا نہ ہو گا اوور"...... عمران نے کہا۔

" آپ نے جب سے جنرل شرما کی فائل اور شیام سنگھ کی رہائش گاہ
نشاندہی کی ہے مجھے آپ پر سو فیصد اعتماد ہو گیا ہے ۔ ٹھیک ہے
پ جیسا چاہتے ہیں ویسے ہی ہو گا ۔ فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں
ور"...... صدر نے کہا۔

" ایک اور عرض کر دوں کہ پہلے بھی آپ کے آدمیوں نے شیام
ھ کے ملازمین کو رہا کر دیا اور انہوں نے شیام سنگھ کی موت کی
ماع اس کے آدمیوں تک پہنچا دی اس طرح ہمیں بے حد جانکاہ
روجہد کرنی پڑی حالانکہ میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ
ج شام تک شیام سنگھ کی موت کو اوپن نہ کریں اوور"...... عمران
نے کہا۔

" اوہ ویری بیڈ یہ کیسے ہو گیا میں نے تو باقاعدہ اس سلسلے میں سخت
ایات جاری کی تھیں اوور"...... صدر نے پشیمان سے لہجے میں کہا۔

"بہر حال وہ تو ہو گیا۔ میرا یہ بات کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب تک لڑکیاں صحیح سلامت برآمد نہ ہو جائیں اور مجرم گرفتار نہ ہو جائیں آپ نے اس سلسلے میں کوئی بات اوپن نہیں کرنی ۔آپ دارالحکومت کے نواح میں ایک گاؤں موہن پورہ پہنچ جائیں وہاں ایک سرخ حویلی ہے وہاں میرا آدمی موجود ہوگا اس کا نام ٹائیگر ہے ۔وہ آپ کو ساتھ لے کر مخصوص پوائنٹ پر پہنچے گا اوور"...... عمران نے کہا۔

"لیکن پہلے تو آپ راجسٹریہ پوائنٹ کی بات کر رہے تھے اب موہن پورہ کا کہہ کر رہے ہیں اوور"...... صدر نے شک بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ مجھ پر اعتماد کریں جناب صدر میں صرف ان لڑکیوں کی تعداد کی وجہ سے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں آپ کے علاوہ کافرستان میں میری شناسائی صرف شاگل سے ہے لیکن شاگل اتنی بڑی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں ہے اس لئے میں آپ کو کہہ رہا ہوں ورنہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے چلو اس طرح آپ سے ملاقات تو ہو جائے گی اوور"...... صدر نے کہا۔

"آپ ایک گھنٹے بعد موہن پورہ کی سرخ حویلی پہنچ جائیں میرا آدمی ٹائیگر وہاں موجود ہوگا اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا آپ واقعی وہاں جائیں گے"...... وزیراعظم نے ایسے لہجے میں
یسے اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

ہاں اب مجھے اس عمران اور اس کے ساتھیوں پر مکمل اعتماد ہے
پ بھی ساتھ جائیں گے"...... صدر نے کہا۔

لیکن جناب بہر حال وہ دشمن ایجنٹ ہیں اور یہ سب کچھ آپ کے
کوئی خوفناک سازش بھی ہو سکتی ہے"...... وزیر داخلہ نے کہا۔

مجھ میں بہر حال اتنی عقل موجود ہے وزیر داخلہ صاحب کہ میں
ں کرنے والوں اور پر خلوص لوگوں کے درمیان فرق کر سکوں
کے علاوہ میری سپیشل سیکورٹی گارڈ بھی ساتھ جائے گی۔ چلیئے اٹھیے
آپ بھی دیکھ سکیں کہ آپ کی وزارت کے دوران کیسے
ل بھیانک اور مکروہ جرائم اس قدر کھلے عام ہو رہے ہیں اور آپ
ے بے خبر ہیں"...... صدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے
ں بے پناہ تلخی تھی۔

دو کاریں خاصی تیز رفتاری سے راجستریہ پوائنٹ کی طرف بڑھی
چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا جب
کہ سائیڈ سیٹ پر عمران ٹونی کے میک اپ میں موجود تھا۔ اس نے نہ
صرف ٹونی کا میک اپ کیا ہوا تھا بلکہ اس کے جسم پر بھی ٹونی کا لباس
تھا۔ عقبی سیٹ پر خاور ٹونی کے اسسٹنٹ نارمن کے روپ میں بیٹھا
ہوا تھا۔ اس کے جسم پر نارمن کا لباس تھا جب کہ اس کے ساتھ چوہان
اور نعمانی تھے۔ جب کہ عقبی کار میں جوزف اور جوانا موجود تھے۔
عمران نے ٹائیگر کو وہیں سرخ حویلی میں ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس نے
ٹونی کو زندہ رکھا ہوا تھا اور ٹائیگر کے ذمے اس ٹونی کی نگرانی تھی۔
"آپ نے ٹونی کو کیوں زندہ چھوڑ دیا ہے عمران صاحب۔ بات
میری سمجھ میں نہیں آئی"...... صدیقی نے کہا۔
"کنواروں کی سمجھ میں بہت سی باتیں نہیں آیا کرتیں اس لئے

ہمارا کوئی قصور نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
ا تو صدیقی اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دوسرے ساتھی بے اختیار
ل پڑے۔
"آپ کا اپنے متعلق کیا خیال ہے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے

"میرے نام کے ساتھ چلو بہرحال کسی کا نام تو لیا جاتا ہے۔ چاہے
م خیالی ہی سہی لیکن تم تو اس سے بھی خالی ہو اس لئے تم اصل اور
کنوارے ہو"...... عمران نے جواب دیا اور سب ایک بار پھر
مار کر ہنس پڑے۔
عمران صاحب آپ نے بات مذاق میں ٹال دی ہے کیا آپ ہمیں
نا نہیں چاہتے یا کوئی اور وجہ ہے"...... صدیقی نے چند لمحے خاموش
نے کے بعد کہا۔
"تم فور سٹارز کے چیف ہو اور میں بیچارہ ٹو سٹکل لٹل سٹار میں نے
سے کیا چھپانا ہے اسے میں نے اس لئے زندہ رکھا ہے کہ وہ اس
ت شیام سنگھ کی جگہ چیف باس ہے اس لئے لامحالہ اسے شیام سنگھ
تمام گروپوں اور ان کی تفصیلات کا علم ہوگا اس لئے اس سے یہ
ری معلومات کافرستانی پولیس حاصل کر کے ان سارے گروپوں کا
نہ کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔
"لیکن اگر پولیس نے ہی یہ کام کرنا ہوتا تو پہلے نہ کر لیتی"۔ صدیقی
کہا۔

"اسی لئے تو میں نے کافرستان کے صدر کو درمیان میں ڈالا ہے
تاکہ پولیس اپنی مخصوص کارروائی نہ کر سکے اور لازماً ان مجرم گروپوں کا
خاتمہ ہو سکے۔ میرے سامنے صرف یہی لڑکیاں نہیں ہیں جنہیں ہم
چھڑوانے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد بھی تو ظاہر ہے پھر مجرم یہ کارروائی
کرتے رہیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے بھی اس بھیانک
جرم کا راستہ ہمیشہ کے لئے مسدود کر دوں"...... عمران نے کہا تو سب
نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ویسے عمران صاحب مجھے تو ایک فیصد بھی یقین نہ تھا کہ صد
آپ کے کہنے پر اس طرح بغیر کسی سیکورٹی چیکنگ کے یہاں آنے پ
آمادہ ہو جائیں گے جب کہ ہمارا تعلق بھی پاکیشیا سے ہے اور کافرستان
پاکیشیا کو بہرحال دشمن ملک ہی سمجھتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کافرستان کے صدر بہرحال کافرستان کے صدر ہیں اور تم اچھی
طرح جانتے ہو کہ کافرستان کے لوگ یہودیوں کی طرح دولت کے
معاملے میں کس قدر حساس ہوتے ہیں اور تمہیں دو سو کروڑ ڈالر کا
چیک اور چار چیک بکس تو یاد ہوں گی جو میں نے شیام سنگھ کی رہائش
گاہ پر چھوڑ دی تھیں۔ کافرستان کے صدر پر یقیناً سب سے زیادہ اثر اس
چیک اور ان چیک بکوں نے چھوڑا ہو گا کہ جو لوگ اتنی بڑی دولت
چھوڑ سکتے ہیں وہ ظاہر ہے اچھے ہی لوگ ہوں گے"...... عمران نے
جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے کافرستان کے منیئے بہرحال

یوں کی طرح پوری دنیا میں مشہور ہیں لیکن عمران صاحب آپ اگر
چیک کو پاکیشیا لے جاتے تو اس سے بڑے بڑے فلاحی کام کیے جا
تھے"...... صدیقی نے کہا۔

نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دولت انتہائی مکروہ جرائم سے
ل کی گئی ہے اور میں ایسی دولت کو لینا تو ایک طرف اسے دیکھنا
گوارہ نہیں کرتا اور دوسری بات یہ کہ شیام سنگھ کا تعلق بہرحال
تان سے ہے اس لئے اس دولت پر حق کافرستان کا ہی بنتا ہے۔ یہ
ں کی بات ہے باقی میرا یہ بھی نظریہ ہے کہ فلاحی ادارے بھی پاک
دولت سے چلنے چاہئیں۔ لاکھوں لوگوں کے خون میں لتھڑی
دولت سے نہیں"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی نے بے
ر طویل سانس لیا۔

"آپ واقعی بے حد عظیم انسان ہیں عمران صاحب"...... صدیقی
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میں تو اللہ تعالیٰ کا انتہائی حقیر بندہ ہوں۔ عظیم تو وہ لوگ ہیں جو
حلال سے کمائی ہوئی دولت کو انسانیت کی فلاح پر کھلے دل سے
کرتے ہیں۔ مجھ سے تو آغا سلیمان پاشا کا قرضہ آج تک نہیں اتر
میں کہاں سے عظیم ہو گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
ب دیا اور کار کافی دیر تک ساتھیوں کے قہقہوں سے گونجتی رہی۔

"آپ نے صدر صاحب کو موہن پورہ بلوایا ہے حالانکہ آپ انہیں
راست راجسٹریہ پوائنٹ پر بھی تو بلوا سکتے تھے اس کی کوئی خاص

وجہ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" وہ ملک کے صدر ہیں اس لئے وہ قانونی کارروائی کے چکر میں
سکتے ہیں جب کہ میں ان مجرموں کو زندہ چھوڑنا انسانیت کی توہین
سمجھتا ہوں اس لئے ان کی موجودگی میں وہ سب کچھ نہیں ہو سکتا جو
ان کی عدم موجودگی میں کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے جواب
اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آپ نے ٹونی سے پوچھا کہ اگر انہیں خطرہ محسوس ہو تو
لڑکیوں کا کیا کرتے ہیں"...... چوہان نے پوچھا۔

" نہیں میں نے نہیں پوچھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس قسم
مجرم کیا کرتے ہیں۔ ان کی نفسیات میں شامل ہے کہ یہ خطرے
صورت میں اپنے خلاف ثبوت ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں
ظاہر ہے انہوں نے کوئی نہ کوئی طریقہ بہرحال اس کے لئے سوچ رکھا
ہوگا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر انہیں دور سے پہاڑی سلسلہ نظر
آنے لگ گیا۔ سڑک اسی پہاڑی سلسلے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔
تھوڑی دیر بعد کار اس پہاڑی سلسلے میں داخل ہو گئی اور چند لمحوں بعد
پہاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے ایک قدیم لیکن وسیع وعریض قلعے
سامنے وہ پہنچ گئے۔ وہاں مسلح افراد موجود تھے جب کہ ایک سائیڈ
ایک کمرہ بنا ہوا تھا اور سڑک پر لوہے کا راڈ اس طرح لگا ہوا تھا جیسے
باقاعدہ چیک پوسٹ ہو۔ عمران کے اشارے پر صدیقی نے کار روک
دی تو سب سے پہلے دروازہ کھول کر عمران نیچے اترا۔ اس کے ساتھ ہی

عقبی سیٹ سے خاور جو اس کے اسسٹنٹ نارمن کے میک اپ میں
تھا باہر آ گیا اسی لمحے اس کمرے سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی
جس نے جیکٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی باہر آیا۔

" باس ہم کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہے تھے"...... اس آدمی نے
عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا
کہ یہ جیفرے ہے۔ اس پوائنٹ کا انچارج۔

" نئی پارٹی کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی۔ تم نے میرے احکامات کی
تعمیل کر دی ہے"...... عمران نے ٹونی کے انداز اور لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔

" یس باس لیکن یہ ہے تو نئی بات کس قسم کی ہدایات چیف باس
نے بھیجی ہیں"...... جیفرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہیں چل کر بتاؤں گا۔ تم اس پارٹی کو دوسری پارٹیوں کے پاس
بھجوا دو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ مڑ کر دونوں کاروں سے اترنے
والے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو گیا۔

" آپ صاحبان کو کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا میں نے اپنے آدمیوں کو
خصوصی ہدایات دینی ہیں اس کے بعد ہم سب لڑکیوں کو دیکھنے کے
لئے اکٹھے چلیں گے"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں مسٹر ٹونی"...... صدیقی نے جواب دیا
اور پھر جیفرے کے کہنے پر ایک آدمی صدیقی۔ چوہان۔ نعمانی۔ جوزف
اور جوانا کو ساتھ لے کر قلعے کے اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔

"آیئے باس اور تم بھی آجاؤ نارمن"...... جیفرے نے کہا اور پھر وہ سب بھی قلعے کے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ لوگ باہر کیوں ہیں جب کہ میں نے کہا تھا کہ سب کو وہاں اکٹھا کرنا ہے"...... عمران نے رک کر باہر موجود مسلح افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ محافظ ہیں اوہ سوری باس میں سمجھا صرف قلعے کے اندر کام کرنے والوں کے بارے میں آپ نے کہا ہے"...... جیفرے نے کہا۔

"تم جانتے ہو جیفرے کہ میں اپنے احکامات کی تعمیل کس طرح چاہتا ہوں"...... عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"آئی ایم سوری باس ابھی آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو جاتی ہے"...... جیفرے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی جلدی وہاں موجود سب افراد کو اپنے ساتھ آنے کا حکم دینا شروع کر دیا۔ قلعہ واقعی بے حد وسیع و عریض تھا لیکن وہ ٹوٹا ہوا اور خستہ ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس قلعے کو حکومت نے مکمل طور پر نظر انداز کر رکھا ہو تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے جس کی چھت سلامت تو ضرور تھی لیکن جگہ جگہ سے اکھڑی ہوئی تھی وہاں بیس کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ چونکہ وہاں کرسیاں وغیرہ موجود نہ تھیں اس لئے وہ سب کھڑے ہوئے تھے۔ ٹونی۔ نارمن اور جیفرے کو داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے آپس میں باتیں بھی بند کر دی تھیں۔ ان کے ساتھ آنے والے افراد

بھی اندر پہنچتے ہی آگے بڑھ کر پہلے سے موجود افراد کے ساتھ شامل ہو کر کھڑے ہو گئے عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر خاور سے مخاطب ہو گیا جو نارمن کے روپ میں اس کے عقب میں مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"جاؤ باہر اور چیک کرو کیا میرے احکامات کی مکمل تعمیل ہوئی ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... خاور نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی طرف بڑھ گیا۔

"چیف باس نے انتہائی اہم نئی ہدایات دی ہیں جو میں آپ تک پہنچانا چاہتا تھا اس لئے آپ سب کو یہاں اکٹھا کیا گیا ہے اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ چیف باس نے آپ لوگوں کی کارکردگی سے خوش ہو کر آپ سب کے معاوضے ڈبل کر دینے کا حکم دیا ہے"...... عمران نے ٹونی کے لہجے اور آواز میں کہا تو وہاں موجود سب افراد کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے۔ عمران کا ایک ہاتھ جیکٹ کی جیب میں تھا اس نے یہ بات کرتے ہی جیب سے ہاتھ باہر نکالا اس کی مٹھی بند تھی۔

"یہ تو پہلی اور معمولی سی خوشخبری تھی جب کہ دوسری اور بڑی خوشخبری میری مٹھی میں موجود ہے کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کیسی خوشخبری ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس بڑی خوشخبری مٹھی میں کیسے آسکتی ہے"...... جیفرے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں آسکتی۔ چیف باس نے اپنے آدمیوں کو خصوصی تحفہ

دینے کا فیصلہ کیا ہے میری مٹھی میں ایک خصوصی کیپسول ہے جو
چیف باس نے بھجوایا ہے"...... عمران نے مٹھی کھولتے ہوئے کہا اب
اس کی ہتھیلی پر سرخ رنگ کا بڑا سا کیپسول پڑا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔
" اس کیپسول میں سرخ رنگ کی مخصوص گیس ہے میں اس
کیپسول کو یہاں آپ لوگوں کے درمیان پھینکوں گا اس میں سے جو
گیس نکلے گی وہ جس جس کے لباس تک پہنچے گی اس لباس پر سرخ دھبے
پڑ جائیں گے اور جس جس کے لباس پر یہ سرخ دھبے موجود ہوں گے
انہیں اجازت ہوگی کہ پارٹیوں سے پہلے وہ جا کر اپنے لئے اپنی پسند کی
ایک ایک لڑکی لے لیں یہ لڑکی چیف باس کی طرف سے آپ کے لئے
تحفہ ہوگی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیفرے سمیت
سب کے چہروں پر حیرت اور مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اسی
لمحے عمران نے پوری قوت سے کیپسول ان کے درمیان زمین پر مار دیا
کیپسول پھٹتے ہی اس میں سے سرخ رنگ کی گیس تیزی سے نکل کر
پھیلنے لگ گئی اور عمران نے سانس روک لیا۔ دوسرے لمحے وہاں
موجود سب افراد اس طرح زمین پر گرنے لگے جیسے زہریلی دوا چھڑکنے
سے مکھیاں گرتی ہیں اور عمران تیزی سے مڑا اور محراب دار دروازے
سے باہر نکل گیا اسے ایک دور کونے سے خاور نارمن کے روپ میں آتا
دکھائی دیا۔

" کیا ہوا"...... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

" سب کو بے ہوش کر دیا ہے"...... خاور نے جواب دیا۔

" ارے اپنے فور سٹارز اور میرے بلیک سٹارز کو بھی"...... عمران
نے چونک کر کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

" نہیں وہ انہیں باندھنے میں مصروف ہیں"...... خاور نے جواب
دیا اور اب کافی قریب آ گیا تھا۔

" ان مسلح افراد کا کیا ہوا"...... خاور نے محراب دار دروازے کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" وہ بے چارے ڈبل معاوضہ اور لڑکیوں کے تحفے کا سنتے ہی خوشی
سے بے ہوش ہو گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو خاور بے اختیار
ہنس پڑا۔

" کیا یہ ضروری تھا کہ آپ باقاعدہ انہیں خوشخبریاں سناتے"۔ خاور
نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں نے سوچا کہ ان لوگوں نے اب دوبارہ تو ہوش میں آنا نہیں
اس لئے مرنے سے پہلے چلو خوش تو ہو لیں"...... عمران نے کہا اور
خاور بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف۔ جوانا۔ چوہان۔ صدیقی
اور نعمانی بھی اسی کمرے سے نکل کر ان کی طرف آنے لگے۔

" جوزف اور جوانا تم ادھر ہال میں جاؤ اور وہاں جتنے بھی افراد موجود
ہیں وہ تمہارا شکار ہیں۔ یہ انتہائی مکروہ مجرم ہیں اس لئے انہیں زندہ
رہنے کا حق نہیں ہے اور باقی ساتھی قلعے میں گھوم کر اچھی طرح چیک
کر لیں کہ کوئی مجرم کہیں زندہ موجود تو نہیں ہے"...... عمران نے
کہا۔

"عمران صاحب ان مجرموں کو تو آپ نے موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم دے دیا ہے لیکن یہ ایجنٹس انہیں آپ نے صرف باندھنے کا حکم دیا ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ یہ ان مقامی مجرموں سے بھی بڑے مجرم ہیں ان کی تو موت زیادہ عبرتناک ہونی چاہئے"۔ خاور نے کہا۔

"یہ مختلف ملکوں سے آئے ہوئے لوگ ہیں اور ان کے رابطے ان ملکوں کے اس کاروبار میں شامل مجرموں اور قحبہ خانوں سے ہیں اس لئے میں انہیں زندہ حکومت کافرستان کے حوالے کرنا چاہتا ہوں تاکہ حکومت ان ملکوں میں جہاں سے ان ایجنٹوں کا تعلق ہو رابطے کر کے سرکاری طور پر انہیں بریف کر سکے اور وہاں کی حکومتیں ان سے پوچھ گچھ کر کے ان ملکوں میں موجود اس گھناؤنے کاروبار کے مجرموں اور ان قحبہ خانوں کا خاتمہ کر سکیں۔ اگر انہیں ہلاک کر دیا گیا تو پھر وہاں کوئی کارروائی نہ ہو سکے گی"...... عمران نے جواب دیا تو خاور کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ان لڑکیوں کو تو آپ نے ٹریس ہی نہیں کیا کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں"...... خاور نے کہا۔

"وہ نیچے تہہ خانوں میں ہیں ہم کافرستان کے اعلیٰ حکام سمیت وہاں اکٹھے جائیں گے۔ میرے اندر ان مظلوم لڑکیوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے اس بڑے ہال میں سے جہاں

مجرم بے ہوش پڑے تھے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران اور خاور دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کاش انہیں ہوش کے عالم میں موت آتی تو زیادہ عبرتناک ہوتی اب تو یہ بے ہوشی کے عالم میں ہی مر جائیں گے"...... خاور نے کہا۔

"ہمارے پاس نہ وقت ہے اور نہ جگہ کہ انہیں پہلے باندھا جائے پھر ہوش میں لایا جائے اور پھر انہیں گولی ماری جائے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے عمران کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور پھر اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ اوور"...... بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"باس تین کاروں میں مہمان آئے ہیں۔ ان میں جناب صدر۔ جناب پرائم منسٹر اور جناب وزیر داخلہ کے ساتھ جناب صدر کی سیکورٹی گارڈ بھی شامل ہے۔ اب کیا حکم ہے اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹونی کی کیا پوزیشن ہے اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ ویسے ہی بے ہوش پڑا ہوا ہے اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی کار میں اس ٹونی کو ڈال کر صدر صاحب کے قافلے کی

رہنمائی کرتے ہوئے راجسٹریہ پوائنٹ پہنچو۔ہم قلعے کے گیٹ پر ان کا استقبال کریں گے اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی اس بڑے ہال نما کمرے سے باہر آگئے اور باقی ساتھی بھی راؤنڈ لگا کر آگئے۔

"عمران صاحب نیچے ہال کمروں میں تو بھیڑ بکریوں کی طرح لڑکیاں بھری ہوئی ہیں"......چوہان نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"تم وہاں گئے تھے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں میں اور صدیقی گئے تھے ہم یہ دیکھنے گئے تھے کہ کہیں کوئی مجرم وہاں موجود نہ ہو اور کافرستان کے صدر وہاں پہنچیں تو ان پر حملہ نہ ہو جائے"......چوہان نے کہا۔

"ٹائیگر کی کال آگئی ہے۔صدر صاحب مع وزیر اعظم اور وزیر داخلہ اور اپنی سیکورٹی گارڈ کے وہاں پہنچ چکے ہیں اور اب وہ ٹائیگر کی رہنمائی میں یہاں پہنچ رہے ہیں اور ہم نے ان کا استقبال گیٹ پر کرنا ہے۔تم چلو میں اور خاور اس ٹونی اور نارمن والے میک اپ ختم کر کے وہاں پہنچ جائیں گے"...... عمران نے کہا تو سوائے خاور کے باقی ساتھی سر ہلاتے ہوئے قلعے کے گیٹ کی طرف روانہ ہوگئے۔

ار کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں تیزی سے موہن پورہ سے
ٹریہ قلعے کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھی چلی جا رہی تھیں۔
ں کار میں صدر وزیر اعظم اور وزیر داخلہ تھے جب کہ پہلی کار میں
ا کا ساتھی ٹائیگر تھا جس نے موہن پورہ کی سرخ حویلی میں ان کا
ال کیا تھا اور ان کے پیچھے دو کاروں میں صدر کی سپیشل گارڈ کے
تھے۔صدر کی کار پرائیویٹ تھی اس پر نہ ہی کسی قسم کا کوئی
تھا نہ کوئی خصوصی پلیٹ اور نہ ہی کوئی جھنڈا۔ڈرائیونگ
پر وزیر داخلہ خود تھے جب کہ صدر اور وزیر اعظم عقبی سیٹ پر
دے تھے۔

جناب صدر کہیں ہم سے غلطی تو نہیں ہو رہی"...... اچانک
ظم نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

کیسی غلطی"...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

"ہم اس انداز میں دشمن ایجنٹوں کی کال پر ایک ویران علاقے
جا رہے ہیں۔ گو آپ کی سپیشل گارڈ ساتھ ہے لیکن دشمن تو بہر حال
دشمن ہی ہوتے ہیں ہو سکتا ہے انہوں نے وہاں ہمارے لئے کوئی
خوفناک ٹریپ تیار کر رکھا ہو۔ آپ خود سوچیں اگر میرے ذہن میں
خدشہ ہے وہ پورا ہو گیا تو کافرستان کا کیا حال ہو گا"...... وزیراعظم نے
انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ جب کافرستان کے عوام کو اطلاع ملے گی
ملک کا صدر۔ وزیراعظم اور وزیر داخلہ کو ایک ویران علاقے میں ہلاک
کر دیا گیا ہے تو کافرستان میں زلزلہ آ جائے گا"...... صدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بات کرنے
باقاعدہ لطف لے رہے ہوں۔

"میں یہ بات اپنے منہ سے نہ نکالنا چاہتا تھا بہر حال بات
ہے"...... وزیراعظم نے اسی طرح پریشان سے لہجے میں کہا تو
صاحب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"پرائم منسٹر صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس ہم تینوں کو ہلا
کیوں کرے گی۔ اس سے انہیں کیا فائدہ ہو گا"...... صدر نے کہا۔

"جناب آپ فائدے کی بات کر رہے ہیں۔ بہر حال پاکیشیا
ملک ہے"...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہم تینوں کی جگہ عوام اور لوگ
منتخب کر لیں گے شخصیات کے ہٹنے سے ملک تو ختم نہیں ہو جاتا

خواہ مخواہ وہم میں نہ پڑیں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی
واقف ہوں۔ اگر ان کا مشن ہمارا خاتمہ ہوتا تو وہ یہ کام پریذیڈنٹ
ں اور پرائم منسٹر ہاؤس میں گھس کر بھی پورا کر سکتے تھے انہیں کیا
ورت تھی کہ وہ اس کام کے لئے اس قدر طویل اور پیچیدہ لائحہ عمل
تیار کریں"...... صدر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو پرائم
منسٹر خاموش ہو گئے۔

"جناب اگر یہ دشمن ایجنٹ ہیں تو پھر انہیں ابھی گرفتار کیا جا سکتا
ہے۔ آپ کی گارڈ ساتھ ہے اور اس کے علاوہ بھی اگر آپ اجازت دیں
میں ٹرانسمیٹر کال پر ابھی پولیس فورس اور انٹیلی جنس کو یہاں طلب
کر سکتا ہوں"...... وزیر داخلہ نے کہا۔

"آپ کی کارکردگی کا معائنہ کرنے تو ہم جا رہے ہیں۔ آپ کی
فورس اس قابل ہوتی تو یہ مجرم اس طرح دندناتے نہ پھرتے۔ اس
طرح کافرستان میں اغوا شدہ لڑکیوں کی منڈیاں نہ لگتیں"...... صدر
نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیا تو وزیر داخلہ سہم کر خاموش ہو گئے۔
تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے پہاڑی سلسلہ نظر آنے لگ گیا اور صدر
صاحب سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے پر ہلکے سے تجسس کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔ پہاڑی سلسلے میں کاریں داخل ہوتے ہی جیسے
ہی ایک موڑ مڑیں ایک قدیم قلعے کا دروازہ نظر آنے لگ گیا۔ وہاں
باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی اور اس چیک پوسٹ کے قریب چھ
افراد موجود تھے ان میں سے دو دیو قامت تھے جب کہ باقی چار بھی

جسمانی طور پر خاصے لحیم شحیم تھے۔ آگے جانے والی کار چیک پوسٹ کے
قریب جا کر رک گئی تو وزیر داخلہ نے بھی کار روک دی۔ لیکن وہ کار
میں سے باہر نہ نکلے۔ آگے والی کار میں سے ٹائیگر نکل کر تیزی سے ان
چھ افراد کی طرف بڑھنے لگا اور پھر وہ چھ کے چھ افراد اس کار کی طرف
آنے لگے جس میں صدر موجود تھے۔ صدر صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے
پرائم منسٹر صاحب کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمودار
ہو گئے تھے وہ اس طرح بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے جیسے ان کا بس
نہ چل رہا ہو کہ وہ کار کا دروازہ کھولیں اور ہوا میں اڑتے ہوئے فوراً ہی
کہیں دور پہنچ جائیں جب کہ وزیر داخلہ صاحب بت کی طرح ساکت
بیٹھے ہوئے تھے البتہ صدر صاحب کی نظریں ان چھ افراد پر جمی ہوئی
تھیں اور ان کے چہرے پر شدید تجسس نمایاں تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت قلعے کے دروازے کے باہر چیک
پوسٹ کے قریب کھڑا ٹائیگر اور کافرستان کے صدر کی آمد کا انتظار کر رہا
تھا کہ اچانک موڑ سے ایک کار برآمد ہوئی اور وہ سب چونک پڑے اس
کے پیچھے تین اور کاریں موڑ مڑ کر سامنے آگئیں چند لمحوں بعد سب کاریں
چیک پوسٹ کے سامنے رک گئیں اور سب سے آگے والی کار میں سے
ٹائیگر اترا اور تیزی سے ان کی طرف آنے لگا۔
"باس صدر صاحب تشریف لے آئے ہیں"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔
"اچھا بڑی مہربانی ہے ان کی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور پھر وہ دوسری کار کی طرف بڑھنے لگا جس میں سے کوئی شخص باہر
نہیں آیا تھا جب کہ عقبی کار میں سے چھ لمبے تڑنگے افراد ہاتھوں میں
مشین گنیں اٹھائے باہر نکل آئے تھے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک

بھاری چہرے والا معزز آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے جسم پر انتہائی قیمتی تھری پیس سوٹ تھا جب کہ عقبی سیٹ پر دو افراد موجود تھے۔ عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ ان میں سے کافرستان کا صدر کون ہے اور وزیراعظم کون کیونکہ وہ ان کی تصویریں بے شمار بار اخبارات اور رسائل میں دیکھ چکا تھا۔

"میں آپ کی یہاں آمد پر آپ کا ممنون ہوں جناب صدر و پرائم منسٹر صاحب اور اس بات پر بھی آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے کہ اس انداز میں آپ جیسی شخصیات یہاں تشریف لے آئیں ہیں"...... عمران نے کار کے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور صدر صاحب باہر آگئے وہ اس طرف ہی بیٹھے ہوئے تھے جس طرف عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"آپ علی عمران صاحب ہیں"...... صدر نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی تجسس بھرے لہجے میں کہا ان کے اترتے ہی باقی صاحبان بھی کار سے اتر آئے تھے۔

"جی ناچیز۔ حقیر فقیر پر تقصیر۔ ہیچ مدان بندہ نادان کو ہی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں"...... عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر بڑے سٹائل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑے۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا عمران صاحب کہ آپ سے مل کر مسرت کا اظہار کیسے کیا جائے۔ آپ بہرحال وہ شخصیت ہیں جنہوں نے

کافرستان کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر آپ کو دیکھنے اور آپ سے ملاقات کرنے کی شدید خواہش تھی۔ جو بہرحال پوری ہو گئی"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ بے شک مسرت کا اظہار نہ کریں کیونکہ لفظ مسرت عربی کا لفظ ہے جب کہ آپ کافرستانی زبان کا لفظ آنند استعمال کر سکتے ہیں جس کا معنی بھی یہی ہے۔ ویسے ملاقات کی حد تک تو بات درست ہے لیکن دیکھنے والی بات ابھی تشنہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدر صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ واقعی حاضر جواب ہیں ایسا خوبصورت جواب آپ ہی دے سکتے تھے لیکن دیکھنے والی بات کا کیا مطلب کیا آپ اپنی اصل شکل میں نہیں ہیں"...... صدر نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب آپ کو میرے چہرے پر جو وجاہت اور خوبصورتی نظر آ رہی ہے یہ میک اپ کی مرہون منت ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ وہ۔ مگر آپ نے میک اپ کیوں کر لیا ہے۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے"...... صدر نے اس بار قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ ڈر جائیں اور آپ کی گارڈ اپنے ملک کے صدر کو اس حالت میں دیکھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدر صاحب چند لمحے خاموش رہے جیسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ رہے ہوں اور پھر وہ بے اختیار ہنس

پڑے۔

" بہت خوب واقعی آپ بات کرنے کا فن سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہ کافرستان کے پرائم منسٹر اور یہ وزیر داخلہ ہیں"...... صدر نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" اب جوابی تعارف میں بھی کرا دوں۔ یہ جو آپ کے ساتھ آیا ہے یہ میرا اکلوتا جونمرو شاگرد ٹائیگر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں جوزف اور جوانا اور یہ فور سٹارز ہیں۔ سٹار نمبر1 ۔ سٹار نمبر2 ۔ سٹار نمبر3 اور سٹار نمبر4 "...... عمران نے سٹار نمبرون کہتے ہوئے صدیقی کی طرف اشارہ کیا اور پھر باقی ساتھیوں کا تعارف کرا دیا۔

"آپ صاحبان سے مل کر مجھے واقعی بے حد آنند ہو رہی ہے کیونکہ آپ ایسے جرائم کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں جو ہر ملک میں جرائم سمجھے جاتے ہیں کیونکہ عمران صاحب اب میں نے صحیح لفظ استعمال کیا ہے"...... صدر نے باقی ساتھیوں سے بات کرتے کرتے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران مسکرا دیا۔

" وہ مجرم اور لڑکیاں کہاں ہیں"...... اچانک صدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آیئے"...... عمران نے کہا اور قلعے کے دروازے کی طرف چل پڑا۔

" سٹار فور اب تم ہماری ان ہالز کی طرف رہنمائی کرو گے جہاں لڑکیاں موجود ہیں"...... عمران نے چوہان سے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ چوہان کی رہنمائی میں

سیڑھیاں اترتا ہوا ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچا تو عمران کے ساتھ ساتھ صدر ، وزیراعظم ، وزیر داخلہ اور عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت سب کے چہروں پر شدید تکلیف اور دکھ کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس ہال میں مختلف قومیتوں کی تقریباً ڈھائی سو کے قریب لڑکیاں موجود تھیں۔ ان کے ہاتھ ان کے عقب میں بندھے ہوئے تھے اور ان سب کے پیر ایک لمبی زنجیر سے بندھے ہوئے تھے اور یہ زنجیر دیوار میں نصب ایک لوہے کے مضبوط کڑے سے منسلک تھی۔ ہر لڑکی کے ایک پیر میں لوہے کا کڑا تھا جو اس زنجیر سے منسلک تھا۔ لڑکیوں کے چہروں پر انتہائی خوف اور وحشت کے تاثرات نمایاں تھے۔ ان کی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں۔ ان کے جسموں پر لباس بھی نامناسب تھے البتہ ان کے بازوؤں پر نمبروں والی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ لڑکیاں ان لوگوں کو دیکھ کر بے اختیار سمٹ سی گئیں اور انہوں نے رونا شروع کر دیا۔

" اوہ اوہ ویری سیڈ۔ اوہ یہ سب کچھ یہاں کافرستان میں ہو رہا ہے۔ یہ معصوم فرشتوں جیسی لڑکیاں اس حالت میں یہاں رکھی گئی ہیں۔ اوہ۔ کاش یہ منظر میں نہ دیکھتا"...... صدر نے بے اختیار رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" دوسرے ہال میں بھی تقریباً اتنی ہی لڑکیاں موجود ہوں گی اور صدر صاحب ایسا ہر ماہ یہاں ہوتا ہے آپ ان لڑکیوں کی حالت دیکھ رہے ہیں لیکن ان سے زیادہ بری حالت ان کے والدین ان کے بہن

بھائیوں کی ہو گی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب اور وزیر داخلہ صاحب آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب کچھ یہاں پولیس بھی ہے، انٹیلی جنس بھی اور بے شمار دوسری چھوٹی بڑی ایجنسیاں بھی۔ لیکن یہاں ان سب کی موجودگی کے باوجود کیا ہو رہا ہے۔ یہ سب ہمارے لئے انتہائی شرمناک ہے۔ یہ صاحبان پاکیشیا سے یہاں آکر ہمیں یہ سب کچھ دکھا رہے ہیں اور ہم یہاں کافرستان میں رہنے کے باوجود ان معصوم بچیوں کے حال سے بے خبر ہیں"...... صدر نے کہا۔

"یہ واقعی انتہائی دردناک منظر ہے جناب میرا تو یہ سب کچھ دیکھ کر رواں رواں کانپ اٹھا ہے"...... وزیراعظم نے بھی دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بچیاں آپ کی بھی بیٹیاں ہیں اور اگر آپ ناراض نہ ہوں تو یہ سوچیں کہ کوئی ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ آپ کی بیٹیاں بھی اس حالت میں ہو سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب پلیز، ہمیں مزید شرمندہ نہ کیجئے۔ یہ انتہائی دردناک منظر ہے میں اسے نجانے کس طرح برداشت کر رہا ہوں میرا دل چاہ رہا ہے کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں اتر جاؤں۔ میں اس ملک کا صدر ہوں اور اس ملک میں اس طرح کھلے عام ان معصوم لڑکیوں کی منڈیاں لگ رہی ہیں انہیں سرعام نیلام کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کا اور فور سٹارز کا ذاتی طور پر مشکور ہوں۔ اگر آپ مجھے یہاں بلا کر یہ

منظر نہ دکھاتے تو یقیناً میرے تصور میں یہ صورت حال آ ہی نہ سکتی تھی۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ اب اس جرم کو میں ذاتی دلچسپی لے کر پورے کافرستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کروں گا"...... صدر نے کہا۔

"آپ واقعی دردمند دل رکھتے ہیں جناب۔ میں نے اس لئے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی تھی کہ آپ کو صحیح معنوں میں احساس ہو سکے کہ دولت کے لالچ میں انسان کس حد تک نیچے گر جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میری بیٹیو روؤ نہیں۔ تم نیلام ہونے سے بچ گئی ہو۔ میں کافرستان کا صدر ہوں یہ وزیراعظم اور یہ وزیر داخلہ ہیں اب آپ نہ صرف یہاں سے رہا ہو جائیں گی بلکہ آپ کو آپ کے گھروں تک باعزت طور پر واپس بھی پہنچا دیا جائے گا"...... صدر نے لڑکیوں سے مخاطب ہو کر اونچی آواز میں کہا تو لڑکیاں انتہائی حیرت سے انہیں دیکھنے لگیں۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"جوزف اور جوانا تم ان سب لڑکیوں کی زنجیریں اور ہاتھ کھول دو اور تم لوگ دوسرے ہال میں جا کر وہاں موجود لڑکیوں کو تسلی بھی دو اور انہیں آزادی بھی دلاؤ"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"آیئے صدر صاحب اب میں آپ کو چند اور مکروہ چہرے بھی دکھا دوں"...... عمران نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون۔ مجرموں کی بات کر رہے ہیں آپ"...... صدر نے چونک

کر کہا۔

" ان معصوم لڑکیوں کی زندگیاں بچانے کے لیۓ ہمیں جو تیز اور فوری کارروائی کرنی پڑی ہے اس کارروائی میں مجرم تو ہلاک ہو گئے ہیں لیکن وہ لوگ زندہ ہیں جو ان لڑکیوں کو خریدنے آئے تھے جو ان کی بولی لگانے آئے تھے تاکہ انہیں خرید کر اپنے اپنے ملکوں میں پھیلے ہوئے قحبہ خانوں میں پہنچا سکیں اور میں نے خاص طور پر جدوجہد کر کے انہیں زندہ بچا لیا ہے تاکہ آپ سرکاری سطح پر ان کی حکومتوں سے رابطہ کر کے ان لوگوں کو ان کے حوالے کریں تاکہ حکومتیں ان لوگوں سے تمام معلومات حاصل کر کے اس مکروہ دھندے میں ملوث مجرم اور ان قحبہ خانوں کا خاتمہ کر سکیں"...... عمران نے کہا تو صدر صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے اچھا کیا اس طرح واقعی ان مجرموں کی سرکوبی ہو سکے گی لیکن آپ مقامی مجرموں میں سے بھی کسی کو زندہ پکڑ لیتے تو یہاں کے مجرموں کی بھی سرکوبی ہو سکتی تھی"...... پہلی بار وزیر داخلہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" شیام سنگھ نے جو فائلیں تیار کی ہوئی تھیں وہ میں پہلے ہی صدر صاحب کے حوالے کر چکا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ شیام سنگھ کے بعد اس کی جگہ لینے والا مجرم ٹونی زندہ ہے۔ میں نے اسے جان بوجھ کر زندہ رکھا ہوا ہے تاکہ اس کی مدد سے کافرستان میں پھیلے ہوئے ان مجرموں کی مکمل سرکوبی ہو سکے"...... عمران نے جواب دیا۔ وہ اب ان تہہ

خانوں سے باہر آ گئے تھے۔

"اوہ کہاں ہے وہ"...... صدر نے چونک کر کہا۔

" وہ ٹائیگر کی کار میں بے ہوش پڑا ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" بے ہوش پڑا ہوا ہے اوہ کہیں وہ ہوش میں آ کر فرار نہ ہو جائے"...... صدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں اسے مخصوص گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اب جب تک اس گیس کا تریاق اسے انجیکٹ نہیں کیا جائے گا وہ ہوش میں نہ آ سکے گا"...... عمران نے کہا تو صدر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ عمران ان سب کو لے کر اس طرف آیا جہاں خاور اور دوسرے ساتھیوں نے کارروائی کی تھی۔ یہ بھی ایک بڑا سا ہال تھا اور اس ہال میں بھی تقریباً ساٹھ مختلف قومیتوں کے افراد فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب میں نائلون کی باریک رسی سے بندھے ہوئے تھے۔

" تو یہ ہیں وہ مکروہ لوگ کاش میں ملک کا صدر نہ ہوتا ایک عام آدمی ہوتا تو میں اپنے ہاتھوں سے ان کے جسموں کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دیتا لیکن میں کیا کروں میرے ہاتھ قانون کی بالادستی نے باندھ رکھے ہیں"...... صدر نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ واپس مڑ گئے۔

" آیئے اب ان مجرموں کی شکلیں بھی دیکھ لیں جو یہاں تعینات

تھے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر اس ہال میں آ گیا جہاں مجرموں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ہال کا فرش ان کے خون سے رنگین ہو رہا تھا۔

"یہ تو یوں لگتا ہے جیسے انہیں یہاں اکٹھا کر کے ایک ہی وقت میں مارا گیا ہو"...... صدر نے کہا۔

"ایسی نجانے کتنی کارروائیاں کرنی پڑی ہیں صدر صاحب پھر ہم ان لڑکیوں کو زندہ اور صحیح سلامت بچا سکے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ سب مڑ کر اس ہال سے باہر آ گئے۔اسی لمحے ٹائیگر واپس آتا دکھائی دیا۔

"ٹائیگر کار میں سے بے ہوش ٹونی کو اٹھا لاؤ"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا قلعے کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہاں فورس کیسے منگوائی جائے۔تاکہ ان لڑکیوں کو بھی نکالا جا سکے اور ان مکروہ زندہ مجرموں کو بھی کنٹرول کیا جا سکے"۔صدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ ٹرانسمیٹر پر کال کر کے فورس منگوا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر خود ہی صدر صاحب کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر صدر صاحب کی طرف بڑھا دیا۔

"لیجئے اپنے ملٹری سیکرٹری سے بات کر لیجئے"...... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لے لیا۔

"میں اپنے ساتھیوں کو بلا لاؤں آپ اس دوران کال کر لیجئے"۔عمران نے کہا اور اس ہال کی طرف بڑھ گیا جہاں لڑکیاں قید تھیں۔تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھی اس کے ساتھ تھے۔

"میں نے ملٹری کی خصوصی فورس منگوا لی ہے اور ان لڑکیوں کو لے جانے کے لئے گاڑیاں بھی منگوائی ہیں۔انہیں یہاں سے پہلے پریذیڈنٹ ہاؤس لے جایا جائے گا وہاں انہیں مناسب لباس مہیا کیا جائے گا اور پھر انہیں ان کے گھروں تک پہنچانے کے خصوصی انتظامات کیے جائیں گے"...... صدر نے عمران کے واپس آنے پر اس سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"میں نے ان لڑکیوں کو تہہ خانوں تک ہی محدود رکھنے کا آپ کی گارڈ کو کہہ دیا ہے کیونکہ ان کا اس طرح نامناسب لباس میں باہر آنا مناسب نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو صدر صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔اسی لمحے ٹائیگر کاندھے پر بے ہوش ٹونی کو اٹھائے وہاں پہنچ گیا اور پھر اس نے ٹونی کو صدر اور ان کے ساتھیوں کے سامنے زمین پر لٹا دیا۔

"یہ ٹونی ہے شیام سنگھ کا جانشین اس سے آپ کو شیام سنگھ کے تمام مجرم گروپوں کے نام و پتے مل جائیں گے"...... عمران نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکال کر صدر صاحب کی طرف بڑھادی۔

"یہ لیجئے اسے جب آپ اس ٹونی کے جسم میں انجیکٹ کریں گے تو یہ ہوش میں آجائے گا"...... عمران نے کہا تو صدر نے شیشی لے کر وزیر داخلہ کی طرف بڑھادی۔

"اور یہ لوگ جو اس ہال میں بندھے ہوئے اور بے ہوش پڑے ہوئے ہیں انہیں کیسے ہوش آئے گا"...... وزیر داخلہ نے شیشی لیتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں جب تک آپ پانی نہیں پلائیں گے یہ ہوش میں نہیں آئیں گے ان کے حلق میں پانی ڈالیں یہ ہوش میں آجائیں گے"۔ عمران نے جواب دیا تو صدر اور وزیر داخلہ کے ساتھ ساتھ وزیراعظم نے بھی اثبات میں سرہلادیا۔

"اب ہمیں اجازت دیجئے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں آپ بھی ہمارے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس چلیں آپ کی اس کارروائی نے آپ کی عزت میرے دل میں بے حد بڑھادی ہے آپ میرے ذاتی مہمان ہوں گے"...... صدر نے کہا۔

"فی الحال تو آپ ان لڑکیوں کے سلسلے میں مصروف ہوں گے اس لئے فی الحال تو اجازت دیں۔ پھر کبھی کوئی موقع پیش آیا تو آپ کی میزبانی سے ضرور لطف اندوز ہوں گے البتہ اتنی گزارش ہے کہ ان لڑکیوں میں سے جن کا تعلق پاکیشیا سے ہو انہیں آپ پاکیشیا سفارت

خانے بھجوادیں تاکہ پاکیشیا کے سفیر انہیں پاکیشیا بھجوا سکیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پہلے میں نے آپ سے ملاقات پر مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن اب میں برملا کہتا ہوں کہ آپ سے ملاقات پر مجھے دلی مسرت ہوئی ہے۔ کاش آپ جیسے عظیم انسان کافرستان میں بھی پیدا ہوتے۔ باقی جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہوگا"...... صدر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھادیا۔

"آپ کے اس خلوص کا بے حد شکریہ جناب آپ واقعی اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں لیکن جناب یہ عرض کر دوں کہ میرے پیرو مرشد تو کافرستان کے ہی ہیں۔ کرنل فریدی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ہاں وہ بھی آپ کی طرح عظیم انسان ہیں لیکن شاید وہ اب ہم سے ناراض ہو گئے ہیں اس لئے اب ہماری خواہش کے باوجود وہ واپس آنے پر تیار نہیں ہیں"...... صدر نے کہا۔

"اب کیا کہوں جناب آپ کافرستان کے صدر ہیں لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ان تمام پالیسیوں کو بدل دیں جن کی وجہ سے پیرومرشد کرنل فریدی کافرستان چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور ان کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی کافرستان کے خلاف کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ گو مجھے معلوم ہے کہ آپ کے لئے ایسا کرنا مشکل ہے لیکن

میرا خیال ہے آپ میری بات پر ٹھنڈے دل سے غور ضرور کریں گے گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ قلعے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی باہر آگئے تھوڑی دیر بعد وہ دو کاروں میں سوار تیزی سے واپس موہن پورہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" عمران صاحب آخر آپ نے صدر کو مجبور کر ہی دیا کہ وہ آپ سے ملاقات پر مسرت کا اظہار کریں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں نے تو صرف اتنا کیا ہے کہ کافرستان کے صدر صاحب کو مذکر سے مؤنث تک پہنچا دیا ہے"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" مذکر سے مؤنث تک پہنچا دیا ہے کیا مطلب"...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

" عمران صاحب کا مطلب ہے کہ انہوں نے صدر صاحب کو اغوا شدہ لڑکیوں تک پہنچا دیا ہے"...... عمران کے بولنے سے پہلے چوہان نے اپنی طرف سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" وہ اگر ان لڑکیوں تک نہ پہنچتے تو پھر میرے پاس دوسرا طریقہ بھی تھا کہ ان اغوا شدہ لڑکیوں کو پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچا دیتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تو پھر آپ کا مذکر سے مؤنث تک پہنچانے کا کیا مطلب"...... اس بار چوہان نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" پہلے وہ آنند تھے لیکن اب مسرت تک پہنچ گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو پہلے چند لمحوں تک تو کار میں خاموشی رہی لیکن پھر سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے کیونکہ انہیں سمجھ آگئی تھی کہ آنند کا لفظ مذکر جبکہ مسرت کا لفظ مؤنث کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

لاسٹ اَپ سیٹ

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

لاسٹ اپ سیٹ ۔ ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو فتح حاصل کرنے کے باوجود آخری لمحات میں شکست سے دوچار ہونا پڑا ۔

لاسٹ اَپ سیٹ ——— ایک ایسا مشن جس کا لیڈر بلیک زیرو تھا اور عمران اس کے ماتحت کام کر رہا تھا ——— انتہائی دلچسپ سچوئشن ۔

لاسٹ اَپ سیٹ ۔ ایک ایسا مشن جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا ——— کیوں ——— ؟

سینیر گنگ ——— ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ جس کی کارکردگی کا مقابلہ عمران اور بلیک زیرو مل کر بھی نہ کر سکے ——— انتہائی دلچسپ کردار ۔

سینیر گنگ ——— دیوقامت اور مارشل آرٹ کا ماہر ایجنٹ ——— جس کی دو بدو فائٹ سپریم فائٹر بلیک زیرو سے ہوئی ——— انتہائی خوفناک اور تیز رفتار فائٹ ——— نتیجہ کیا نکلا ——— ؟

● وہ لمحہ ۔ جب سنسان اور ویران پہاڑیوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں غیر ملکی ایجنٹ سینیر گنگ اور اس کے ساتھی اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی ہولناک جنگ ——— ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے منہ میں پہنچ گئے ۔

● بلیک زیرو اور توصیف اور عمران اور ٹائیگر علیحدہ علیحدہ اس مشن پر کام کرتے رہے ——— کیوں ——— ؟

● وہ لمحہ ۔ جب بلیک زیرو نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور فیصلہ ایکسٹو پر چھوڑ دیا گیا اور ایکسٹو نے عمران کے مقابل بلیک زیرو کی حمایت کر دی ——— یہ تیسرا ایکسٹو کون تھا ——— انتہائی دلچسپ سچوئشن ۔

● وہ لمحہ ۔ جب عمران نے مشن کی کامیابی کو جان بوجھ کر شکست میں تبدیل کر دیا اور بلیک زیرو نے کھلے عام عمران پر غداری کا الزام لگا دیا ——— کیا واقعی عمران پاکیشیا سے غداری پر اتر آیا تھا ——— ؟

لاسٹ اَپ سیٹ ——— ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حاصل ہوئی اور کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان کر دیا ۔ کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست کھا گئے ——— انتہائی حیرت انگیز انجام ۔

● انتہائی تیز رفتار ایکشن ۔ وقت کی نبضیں روک دینے والا بے پناہ سسپنس ۔ ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان